TIGHT BINDING BOOK

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_222450

UNIVERSAL
LIBRARY

وما ینطق عن الهوی ان هو الا وحی یوحی علمه شدید القوی

اسطقس مقسمات سخن و سخنوری اصل اصول علم و شاعری مبین نظام ملک الکلام

مصدر الفصاحت منبع البلاغت اعنی دیوان رطانت عنوان الملقب

فیض ننتا

۱۲۹۱ھ

تصنیف عالم علام روسای هندوستان سالاله سادات عیشان خراسان فائز اقصی مرتبین علم و دولت

بر کزیده ایتیچ اسنت وزارت جناب نواب میرزا والا جاه بهادر اعلی الله مقامه و اسکنه فی الکرامه

مطبع رای سری مصطفی و رحمان خان صاحب

۶۵۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۱

۱۲

مشکل ہی انتظار تمہارے ظہور کا
کیا کیجیے علاج دلِ ناصبور کا

پوشیدہ کیون حجاب مین عالم ہی نور کا
مدّت سی غلغلہ ہے تمہارے ظہور کا

کب گوش دل سی عرض ہوا خواہ کی سنی
کس درجہ ہے مزاج ہوا پر حضور کا

دم بھر سرای دہر مین اے چرخ کجروش
آرام دی مجھے کہ مسافر ہون دور کا

زیبِ قصور خلد اگر ہو وہ رشک حور
ہوا عتراف حور کو اپنے قصور کا

استاد جبرئیل کا مین ہون شاع نور
دعوے ہو بو علی کو یہان کیا شعور کا

محروم ہون یہ جلوۂ دیدار یار سے
پتھر نظر پڑا کہ نہین کوہ طور کا

پروردگار کس سی کرین عرض حال دل
ملتا نہین دماغ بتِ پر غرور کا

وحشت مین سوے سر کہ مقابل ہین میری تن
جامہ ہی میرا رشک لباس ہمور کا

پروی سی چشم کی کل آئی ہین پتلیان
گویا یہ حسن مین ہے ارادہ عبور کا

بخشتا ہی کیا خدائی شرف بُت کی نام کو
پتھر بھی جو تراشیے پتلا ہے نور کا

۲ عاشق جمیل طبع ہے عالم عروض پر
دیوان مین بھی بحر بہادر و بحور کا ۱۷

خزان کی ہاتھ سے گلشن مین خار تک نہ رہا
بہار کیسی نشان بہار تک نہ رہا

ہوا بدل گئی رحمت ہی میری رونی کو
کہ دل مین پیر فلک کی غبار تک نہ رہا

بغیر میرے نہ آتا تھا چین یادم بھر
وہی ہون مین کہ مرا اعتبار تک نہ رہا

حساب و زجر اسی مجھے فراغت ہے
کیے وہ جرم کہ جنکا شمار تک نہ رہا

وفور عشق مین کیا جانین مجھسی کیا ہوتا
بھلا ہوا کہ شب انتظار تک نہ رہا

اب آئے ہین وہ دل سوختہ کی پرسش کو
جلے کو ہو گئی مدت بخار تک نہ رہا

چمن سے دہر کی مجھکو نا توان کی خصمت ہے
کہو گلون سے کہ گلشن مین خار تک نہ رہا

پس از فنا مری مٹی خراب ہو جاتی
بھلا ہوا ترے دل مین غبار تک نہ رہا

کسی نے پھول بھی رکھے نہ لاکے تربت پر
ہمارے بعد کوئی سوگوار تک نہ رہا

تہ زمین یہ عجب زلزلے بپا کرتا
وہ اضطراب جگر کا مزار تک نہ رہا

چراغ مہر کیا آہ سرد نے خاموش
بدن مین شیر فلک کی نجار تک نہ رہا

فنا کے بعد قلق ہی نہ اضطراب نہ غم
کوئی نشان ترا یادگار تک نہ رہا

جو میرے پنجۂ وحشت سے چھوٹا دامن دشت
قبائے اطلس گردون مین تار تک نہ رہا

خلش مٹی یہ رخ صاف کی نظارہ سے
ہماری طبع مین مضمون خار تک نہ رہا

جلا دیا یہ تپ غم نے بعد مرنے کے
کہ کوئی عضو سلامت فشار تک نہ رہا

کیا وہ نالہ سوزان چھٹے جو اوس گل سے
چمن تو کیا چمن روزگار تک نرہا

۳
مرے تو نشۂ الفت اوتر گیا عاشق
وہ کیا شراب تھی جسکا خمار تک نرہا
۲۱

جنبش لب سے دہن اونکا نمایان ہوگیا
منکشف باتون مین مجھپر راز پنہان ہوگیا

کس طرح مٹتی خلش تیر نگاہ ناز کی
سینۂ مجروح مین دل شکل پیکان ہوگیا

مثل دریا بھر لیا دامن دُر مقصود سے
قطرۂ اشک ندامت آب نیسان ہوگیا

سیر یہ دکھلائی ہے سوز درون نے یارکو
شب کو جو نالہ کیا سرو چراغان ہوگیا

مدتین گذرین کہ ہمنے عشق بازی چھوڑدی
اب تصور زلف کا خواب پریشان ہوگیا

دو دل نکلا جو یاد کاکل دلدار مین
آسمان موج ہوا سو سنبلستان ہوگیا

خنجر ناز لیحان سے عجب لذت ملی
چاک پہلو سینہ زخمی دل نمکدان ہوگیا

رونگٹون نے خار کی صورت نمو کی جسم مین
آب اشک چشم گریان آب باران ہوگیا

بوسے پر لہرائی جب ہنس کر ڈبویا یار نے
دل ہمارا غرق موج آب دندان ہوگیا

ای پری تسخیر کرتا ہے مرا نقش حصیر
کنج عزلت مین ترا وحشی سلیمان ہوگیا

خلد مین تنہا پہونچ کر کسقدر صدمے اوٹھائے
ہر گل جنت مجھے داغ عزیزان ہوگیا

تھا جو مرقد مین تصور شعلۂ رخسار کا
استخوان تن ہر اک شمع فروزان ہوگیا

ناتوانی سے بہت وحشت مین گھبراتا ہے دل
تار آہن مجکو ہر تار گریبان ہوگیا

میرے اشکون سے نمو صحرا کی اتنی بڑہ گئی
آگی خارستان جہان تہاب نیستان ہوگیا

آہ پر تاثیر نے مجکو نہ رکھا قید مین
غش نگہبان ہوگیا و اقفل زندان ہوگیا

یوسفِ دل گر پڑا تھا اوسمین اندھون کیطرح
خشک قسمت سی مری چاہ زنخدان ہوگیا

بوسۂ خالِ سیہ پر ذبح کر ڈالا مجھے
ایک ہندو کی لیے قتل مسلمان ہوگیا

زلفِ جانان دیکھکر وحشت مری جاتی رہی
تار کاکل سی رفو چاکِ گریبان ہوگیا

سخت جانی ٹھوکرین کھلوا رہی تھی بیستون
مرکے مین سنگِ سرِ گورِ غریبان ہوگیا

ضعف مین بھی گردشِ قسمت کہین جاتی نہین
خشک ہوکر رہ رووں کا خارِ دامان ہوگیا

۴ | خانمان برباد عاشق کا پتا کیونکر ملے
پھرتے پھرتے دشت مین گرد بیابان ہوگیا | ۱۶

عارضِ گلرنگ پر گیسو پریشان ہوگیا
لالہ زارِ روی رنگین سنبلستان ہوگیا

پھولنے پھلنے لگی مسواک منہ مین یار کے
ہر نفس مشکِ نسیم باغِ رضوان ہوگیا

ای پری وحشی کو تیری اسقدر پتھر لگائے
چار جانب کوہ صحرا سنگِ طفلان ہوگیا

ضبطِ آہِ گرم سی پھٹنے لگا سب آبخوان
ایک دم مین طائرِ دل مرغِ بریان ہوگیا

راہ زن ہی رہ رووں کو میری وحشت کا فروغ
داغِ سوزان دیدۂ غول بیابان ہوگیا

جب نقاب اوٹھی قمر کا خلق کو دھوکا ہوا
خال و خطِ چہرہ کا داغِ ماہ تابان ہوگیا

کس قدر رہو نخعین شکستین حادثاتِ دہر کی
گھر ہمارا گنبدِ گورِ غریبان ہوگیا

توڑ کر جب موی سر چھلا بنایا یار نے
حلقۂ انگشتر دستِ سلیمان ہوگیا

اونکی آرایش ہی میری واسطے سامانِ قتل
سرمہ آنکھون مین کمانِ تیر مژگان ہوگیا

پنجۂ وحشت کی ہاتھون سی قیامت آئیگی
چاک جسدن صبحِ محشر کا گریبان ہوگیا

مردی جی اوٹھی جو بھیگی زلف جھاڑی یار نے
زہر افعی انکی حق مین آبِ حیوان ہوگیا

برق چمکی خندۂ دندان نما سے یار کے
آنکھین یہ جھپکین کہ رخ نظرون سے نہان ہوگیا

مین وہ بیکس تھا کہ مثل اشک ٹپکی آب تیغ
جوہر شمشیر قاتل چشم گریان ہوگیا

تیری زلفون پر لگی رہتی ہے غرش چشم کی
سنبلستان ملاحت نرگستان ہوگیا

اوس پری کی کان تک پہونچی خبر مجھہ زار کی
بخت مور ناتوان بخت سلیمان ہوگیا

۵ عاشق آخر گردش چشم سیہ نے جان لی ۳۱
میرا جسم زار پامال غزالان ہوگیا

مین صفا سے رونق ایوان دلبر بنگیا
دل بنا آئینہ تن آئینے کا گھر بنگیا

حسن وزافزون نے یہ رتبہ بڑھایا یار کا
شعبدہ آنکھون کا اعجاز پیمبر بنگیا

ستی حب علی مین مین نے جب پانی پیا
جام ہونٹون پر حباب حوض کوثر بنگیا

اب بتون کی تیر مژگان سے نہین وحشت مجھے
سنگ طفلان کا ہمارے گرد سنگر بنگیا

بچپنے سے پرورش آغوش الفت مین ہوئی
زہر غم قسمت سے اپنی شیر مادر بنگیا

خوی خجلت وصل مین پونچھی سے بچپنے کا نہین
آپ کے منہ کا پسینا آب گوہر بنگیا

کیون نہ راحت سے بسر ہو کوچہ دلدار مین
نقش پائے یار مجھہ لاغر کا بستر بنگیا

شعلۂ شمشیر قاتل نے جلایا اسطرح
جسم لاغر طوطیائے چشم جوہر بنگیا

خون پا خار مغیلان کا گریبان گیر ہے
دامن صحرا مگر دامان محشر بنگیا

مجھکو حیرت ہے عجب دریا ہے اس کوچہ مین بند
اشک تھا آنکھون مین جب ٹپکا سمندر بنگیا

اشتیاق کاکل مشکین مین جب لکھی غزل
خامہ میرا ہاتھ مین زلف معنبر بنگیا

نکہت گل موسم کی پھولون مین ہو ممکن نہین
بوی مقرآتی ہے اوسمین جو تو نکر بنگیا

بیوفائی سے تری اس رتبہ تنگ آیا ہے دل
شعر جو موزون کیا شکوون کا دفتر بنگیا

مجھ سے لاغر کو خراشِ سینہ قاتل ہوگئی
ناخنِ غم فرقتِ ابرو مین خنجر بنگیا

حسرتِ دیدارِ روئے یار مین نکلی ہے روح
ابرون کا شوق مرغِ جان کا شہپر بنگیا

اپنے باغِ حسن کا اوسنے تماشا دیکھکر
آئینہ جب رکھدیا پھولون کی چادر بنگیا

سر پٹک کر خانۂ زندان مین مین نے جان دی
درمین رخنے پڑ گئے دیوار مین گھر بنگیا

اسقدر موزون کیا مین نے سراپا یار کا
خود بخود ہر صفحۂ دیوان مصوّر بنگیا

آفتابِ داغِ سودا جب ہوا پرتو فگن
ذرہ ذرہ ریگ کا خورشیدِ محشر بنگیا

تیرے دیوانے کی تن سے گرد صحرا جب جھڑی
خاک تو وہ راہ مین قد کے برابر بنگیا

بچپنے سے مشقِ خونریزی جوانی تک رہی
نشترِ مژگانِ قاتل بڑھ کے خنجر بنگیا

سروِ قدِ یار جب دیکھا خرامان باغ مین
خانۂ باغِ تن مین دل بڑھکے صنوبر بنگیا

مر گیا کوئی کوئی بسمل کوئی برباد ہے
دور تیرا دورۂ چرخِ ستمگر بنگیا

میرے ابرِ چشم تر سے جائیگا بچکر کہان
افعی گیسو تمہارا لاکھہ اژدر بنگیا

جسنے توڑا و اعظا اپنے بتِ پندار کو
دوشِ پیغمبر اوسے مسجد کا منبر بنگیا

اوس ستم ایجاد کو زیبد سے ہے منظورِ قتل
چھلا اونگلی مین نہین پہونچا کہ چکر بنگیا

موم ہوجاتا ہے آہن نغمۂ دلدار سے
شعلۂ آوازِ اعجازِ پیمبر بنگیا

بچپنے سے اوس لبِ جانبخش مین اعجاز تھا
پر اوڑانے کو اگر پھو کا کبوتر بنگیا

عکس سے آئینہ مین آنکھین لڑائین یار نے
دونون جانب کو صفِ مژگان ہی لشکر بنگیا

میری نالی تیشۂ فرہاد سے کچھ کم نہین
منہ اگر کہسار کی جانب کیا در بنگیا

۶	بادۂ خون جگر سے مست رہتا ہون مدام زہر غم عاشق شراب روح پرور بنگیا	۱۲

تب سی یہ بھڑکا بدن ہر داغ اخگر بنگیا
آگ بستر مین لگی آتشکدہ گھر بنگیا

اوٹھی جب شمشیر قاتل میری گردن جھک گئی
پہلے سر کٹوا کی جان بازون کا افسر بنگیا

موج آئی جب ہوائے تیز سی اوبھری حباب
مینڈھا دریا کا ترے سینے کی ٹکر بنگیا

نامۂ دلدار غیرون کو پہونچ سکتا نہین
آج کل تا رِ نظر دام کبوتر بنگیا

خوب تکلیف ملاقات احبا سے چھوٹے
وادیِ غربت وطن آوارون کا گھر بنگیا

مثل استغنای منعم ہے ہماری احتیاج
ہم اگر مفلس ہوے تو دل تونگر بنگیا

فکر مجھ لاغر کو کیا تعمیل در دلدار کی
رخنہ دروازی کا میری واسطے در بنگیا

سر کٹا میرا نہ قاتل نے اوٹھایا تیغ کو
سخت جانی سے گلے کا طوق خنجر بنگیا

آبشارین دیکھکر آنکھون سے دریا بہ گئی
جو لباس جسم تھا پانی کی چادر بنگیا

تن بدن کی فکر بھولے انتظار یار مین
دل ہمارا حسرت دیدار کا گھر بنگیا

یہ گئین آنکھین مگر جاتی نہین رونی کی خو
خون فشان جو زخم تھا وہ دیدۂ تر بنگیا

۷	نشۂ فکر رسا سی کیون نہ عاشق مست ہون سر جھکا جب کاسۂ زانو کا ساغر بنگیا	۱۱

بنا ہی روح مجھ افسردہ دل کو نشہ پانی کا
مئی گلگون کو سمجھا پھول باغ زندگانی کا

ہوا چرچا یہ عالم مین ہماری قصہ خوانی کا
کہ دفتر مٹ گیا فرہاد و مجنون کی کہانی کا

ملا اچھا عوض ہمکو وفا کا جان فشانی کا
خدا سی کیا گلہ کیجے بتون کی قدر دانی کا

جو آہِ آتشین سے مشعلِ داغِ جگر پھونکی
فتیلہ بجھ گیا دم میں چراغِ آسمانی کا

عدم کو روح کب کی جا چکی تھی ہجرِ جانان میں
امید وصل کو عہدہ ملا ہے پاسبانی کا

اوڑا دیتے ہیں سنکر حال دل ایسے ہوا پر میں
غرورِ حسن روز افزون ہے موسم ہے جوانی کا

لکھوں احوال جوشِ اشک یا آہِ شرر افشاں
یہاں مضمون ہے دست و گریبان آگ پانی کا

ہوئی پیری میں گو موئے سیہ ساری سفید اپنے
مگر دھبا نہ دل پر سے مٹا داغ جوانی کا

ہوا سیراب ایسا پیکے آبِ تیغِ جانان کو
کہ پھر اوترا نہ بسمل کے گلے سے قطرہ پانی کا

نہا کر اوسنے دریا میں بکھیڑا زلف شبگوں کو
عقیق البحر کا دانہ بنا ہر قطرہ پانی کا

۸
ہزاروں دل تھے دل میں کیسی شورش تھی
عبث پیری میں عاشق ذکر کرتی ہو جوانی کا
۱۴

ہوں مسلمان تو جنت میں گذارا ہوگا
ایک دن پاس سے حوروں کا نظارا ہوگا

ہیں سبک روح جبیں گی نہ خزاں دیکھیں گے
سایہ تا اب باد بہاری کا ہمارا ہوگا

بحرِ الفت میں تنِ زار سے بچ جائیگی جان
ڈوبتے کو لیے تنکے کا سہارا ہوگا

زیرِ سر ہاتھ کبھی اینٹ کبھی پتھر ہے
بالش سر کبھی زانو بھی تمہارا ہوگا

قید ہوں گا لیان و قتل کرو بندے ہیں
غیر سے آپ کا ملنا نہ گوارا ہوگا

جو یونہیں گرمی بازارِ حسینان ہوگی
ایک دن یوسفِ دل بھی نہ ہمارا ہوگا

گلِ رخسار کا وحشت میں تصور جو بندھا
دشت میں دامنِ گل چین کا نظارا ہوگا

بجلیاں کان میں پہنوگی جو اے شعلۂ طور
چشمِ عاشق کو نظارے کا نہ یارا ہوگا

نیل بوسے کا نہیں گال پہ اے نازک تن
کان کا موتی نہ سوتی میں اوتارا ہوگا

رووں دریا کے کنارے اگر ای بحرِ صفا
ایک بھی آٹھ پہر مین نہ اوتارا ہوگا

اسی امید مین درگاہ کو ہم جاتی ہین
ساتہ اونکا بھی کسی روز ہمارا ہوگا

وحشتے زار ہوں گھبرا کے نکل جائیگی روح
جو گریبان بھی ہاتھوں سے نہ پارا ہوگا

موج فریاد اسیران ستم ہے زنجیر
در زندان سے تمہارا نہ گذارا ہوگا

۹

اہل دنیا کے بہت ہاتہ سے تنگ آیا ہوں
عاشق اب زیر زمین اپنا گذارا ہوگا

۱۷

راستی مٹ جائیگی تنّا بھی کم ہو جائیگا
سرو تیرے پاؤں پر گر کے قدم ہو جائیگا

گو تہی دستی ہے جب اوسکا کرم ہو جائیگا
خط پیشانی مرا نقش درم ہو جائیگا

چشم و ابرو کی صفت مین شعر اگر موزون کرون
خامہ میرا شاخ آہوئے حرم ہو جائیگا

جھوٹی قسمین کھائین لاکھون چھوکی زلف یار کو
مُنہ مری دشمن کا کالا مرتے دم ہو جائیگا

تیغ کھینچی ہے اگر تو پاؤن کو جلدی بڑھا
مجھ تک آتی آتی کیا غصّہ نہ کم ہو جائیگا

بت کدے کی طرح پوجین گی تری حمام کو
بے تراشی سنگ پا تیرا صنم ہو جائیگا

گور پر وہ آئین گے دیدار پھر ہوگا نصیب
صاف عینک یار کا نقش قدم ہو جائیگا

اولئی باتون سے اگر منظور ہے عالم کا قتل
دم تمہاری سیف کا سیفی کا دم ہو جائیگا

گنج زر ہو جائیگی گنج شہیدان کی زمین
سکّہ زر آپ کا نقش قدم ہو جائیگا

مُنہ اگر دیکھو گے لیکر دانت اے شیرین دہن
نیمچہ مصری تمہارا برق دم ہو جائیگا

ٹکٹکی باندھی جو وحشت مین در دلدار پر
پاؤن کیا پائے نگہ پیچھی درم ہو جائیگا

قابل پرسش نہین بیمار الفت کا مزاج
آج کل مین راہیے ملک عدم ہو جائیگا

لے تمہارے

بے تمہارے موسم گل مین جو پھولیگا چمن
نرگس شہلا کی آنکھون پر ورم ہو جائیگا

تیرے صدقے سے بڑھیگا رتبہ ہر ناچیز کا
مینڈھا آہوے حرم تیرا صنم ہو جائیگا

ٹالتے ہو وصل کا وعدہ بڑھا کر بات کو
اشتیاق اپنا تمہارا حسن کم ہو جائیگا

مُنہ بنا کر دانت پیسو گا لیان دو کوس لو
نام غیر آیا زبان پر تو ستم ہو جائیگا

۱۰ سر کٹینگے جو یونہین عاشق وہان دو چار کے
کوچہ اوسکا جادۂ ملک عدم ہو جائیگا ۱۳

جب آپ نے دیا مجھے دھوکا سمجھ گیا
صاحب کا جو کہ قصد تھا بندا سمجھ گیا

محکو وہ غیر غیر کو اپنا سمجھ گیا
اچھا نہین بُرے کو جو اچھا سمجھ گیا

مشرب مین اپنے مال کا رکھنا حرام ہے
دولت کا نشہ نشۂ صہبا سمجھ گیا

جب یاد آئی خنجر قاتل کی بعد مرگ
جنت کو کربلائے معلی سمجھ گیا

اعجاز اتحاد محبت کو دیکھیے
جو دل مین سوچا آپ نے بندا سمجھ گیا

پہونچا نہ سینے تک جو مرا دست آرزو
چڑیا کو اوس کٹوری کی عنقا سمجھ گیا

مطلب کوئی رہا نہ کبھی ذی شعور سے
تھوڑی سی فکر کی تو بہت سا سمجھ گیا

انکار کے کنائے کو عاشق سمجھتے ہین
مطلب کو لن ترانی کی موسا سمجھ گیا

دریا بہائے ہجر مین ایک ایک اشک سے
نکلے جو چار آنسو تو چوکا سمجھ گیا

دل دیکھ شب کو سونگھ لیے اونکی سر کے بال
سستا بہت مین زلف کا سودا سمجھ گیا

سو بار کھل کے بال کبوتر سے گر پڑا
مین خط یار کو پر عنقا سمجھ گیا

رندون کو بھی بُرا نہ کہا پھر تو شیخ نے
غیبت کو جب گناہ کبیرا سمجھ گیا

بلا اضافہ ۱۲

۱۱	عاشق لیا ہی بوسۂ قرآن جو رو برو کیسا وہ اپنے رخ کا کنایا سمجھ گیا	۱۵

ہمکو کالی سے سوا وہ مار کا کل ہو گیا
آنکھ ملتے ہی چراغِ زندگی گل ہو گیا

نشۂ مے نے کیا آہن دلون کو موم دل
نغمۂ داؤد ساقی شورِ قلقل ہو گیا

کیا اثر ہے ہاتھ مین اوس ساقی گلفام کے
باغ مین جس گل کو توڑا ساغرِ مل ہو گیا

اسطرح وہ قتل کرتے ہین کہ بدنامی نہو
جس سے روٹھے کشتۂ تیغ تغافل ہو گیا

اسقدر غم کھائے ہمنے بھوک بھی جاتی رہی
خون دل کا نعمتِ خانِ توکل ہو گیا

عقدۂ زلفِ درازِ یار کی کثرت کو دیکھ
فلسفی اس دور مین ثابت تسلسل ہو گیا

وصل کی شب بات باقی تھی کہ وہ رخصت ہوئے
صبح کے ہونے مین اب ہمکو تامل ہو گیا

ای فلک دستِ خزان سے کیون نہ نالان ہو چمن
غنچۂ گل سوکھکر منقارِ بلبل ہو گیا

اسقدر مضمون غم لکھنے کی مین بے مشق تھی
ایک عشر مین کمیتِ خامہ دلدل ہو گیا

خوف کیا روشن دلون کو خانۂ تاریک سے
قبر مین جاکر چراغِ عقل کب گل ہو گیا

بادہ خواری پر ہماری زندگی ہی ساقیا
کم ہوئی آواز قلقل تو یہان قل ہو گیا

قید مین تھا مشغلہ مجکو جو ضبطِ آہ کا
قطع میرے پاؤن سے زنجیر کا غل ہو گیا

خاکساری بڑھ گئی جتنا مرا رتبہ بڑھا
ہر ترقی مین ترقی پر تنزل ہو گیا

پیشتر ایسی سیاہی اونکے بالون مین نہ تھی
بخت میرا بستۂ زنجیر کا کل ہو گیا

۱۲	بال سے باریک اپنا جب تنِ لاغر ہوا سلسلہ سے زلف کے عاشق توسل ہو گیا	۲۳

رنگ دکھلاتا ہی پرتو روی آتشناک کا
کیل سونے کی نظر آتا ہی تنکا خاک کا

پھر کسی ہی یہ نہو طرز ادا بیباک کا
کان ہون دیکھی اگر وہ حال مجھ غمناک کا

کھل گیا رونے سی پردہ مجھ گریبان چاک کا
آبرو رہتی جو مین پیوند ہوتا خاک کا

صاحب دم مین نہوتا اوس مسیحا کا جو نور
جان پڑکر بولتا کسطرح پتلا خاک کا

چھٹتے ہی آب روان سی سیل جسم یار کے
ہر حباب بحر کیسہ بنگیا دلاک کا

اس سی پہناتی ہین جامہ طفل کو شکل کفن
روز اول سی ہو گر آخری پوشاک کا

شام ہے گنج شہیدان مین نہ آسیکا شتاب
یان گذر ہوتا نہین کس کی روح پاک کا

صید گاہ دہر مین خیاط قسمت نی سیا
جامۂ تن مین گریبان حلقۂ فتراک کا

اوٹھ گئے اس دار فانی سی جو ہمسی غمزدے
کون شکوہ پھر کریگا گردش افلاک کا

منہ جو دکھلادو فنا ہو جائین یون سارے بشر
آئین عزرائیل پھر لینی کو چنگل خاک کا

کل تو تھی سونی کی بالی آج بنوائی ہی نتھہ
میری مرنے سی بڑھایا اوسنی زیور نا کا

شبہۂ حاسد سی کب اپنی غزل سٹی ہوئی
کب زمین شعر سے اوٹھا بگولا خاک کا

آپ صحرا مین جو میری قتل کا بیڑا اوٹھائین
بان کی صورت بنی سر ایک پتا ڈھاک کا

کسبی ہے علم ریاضی کا ریاضت سی نہین
عرش تک پر تو گیا ہی شعلۂ ادراک کا

اس طرح معدوم ہم ہو جائین نت کشتن نہون
بار ہو دوش ہوا پر بھی نہ اپنی خاک کا

آبلے دل مین پڑی ہین خوشۂ انگور سے
آفتاب حشر ہی ساقی ہی سایہ تاک کا

بعد مردن بھی نہین اوٹھتا مین ایسا بار ہون
پھینک دیتی ہی صبا پشتارہ میری خاک کا

وحشیون کی چال اوڑائی تو سن صیاد نے
چشم آہو بنگیا [illegible] فتراک کا

معجزہ اوس شکر عیسیٰ کا دکھایا دشت مین
بن کی آدم سامنے آیا بگولا خاک کا

کر گری ایسی ہوئی تیری لبون کی سامنے
چینیٹیون کو صاف شکر پر ہے دھوکا خاک کا

موسم گل مین ہرا ایسا ہے مجھ زخمی کا تن
زخم کے انگور کو انگور سمجھا تاک کا

کوچۂ دلدار سے آگے بڑھی جاتی ہے کیون
پھینکدے ہے جلدی صبا پشتارہ میری خاک کا

۱۳ رشتۂ گیسو اگر ملجاے عاشق یار سے
باندھیے شیرازہ اوراق دل صد چاک کا ۱۹

چاند تاری کا جو خیمہ ایستادا ہوگیا
چرخ انجم پر سنہری برج بالا ہوگیا

اس زمانی مین ہر اک بیدید ایسا ہوگیا
جس کو مین مین سوت پھوٹی تھی وہ اندھا ہوگیا

مجکو قاتل کی نزاکت پر اچنبھا ہوگیا
تیغ مین نے کھائی اوسکا ہاتھ جھوٹا ہوگیا

جب گئی گلشن مین وہ پھر عود کر آئی بہار
حسن گل بھی صورت حسن زلیخا ہوگیا

ملکے مہدی عطر ملنون مین لگایا یار نے
دو قدم گھر سے جو نکلے فتنہ برپا ہوگیا

سامنے میرے اگر وہ بے حجاب آتی نہین
کاش یہ کہکر بلا لین آؤ پردا ہوگیا

بند آنکھین کر کے جاتی ہین عدم کو دہر سے
ایکبار آنی مین ایسا یا درستا ہوگیا

صاف طینت کو کدورت سے کسیکی ڈر نہین
چاندنی کا فرش کب مٹی سے میلا ہوگیا

اور گر گیا ایسا ہوائی تیر سے مین ناتوان
تیر کے پتلے سے ہی صیاد پتلا ہوگیا

ایک عالم چھک گیا ساقی کی فیض عام سے
جام مے دریا دلی سے ظرف دریا ہوگیا

طاقت و تاب و توان تن مین نہین غالب ذرا
قافلہ یارون کا منزل سے روانا ہوگیا

اونکی تلوون سے ملین آنکھین تو آنسو تھم گئے
دیکھتے ہی دیکھتے پایاب دریا ہوگیا

مارِ کاکل آئینے مین دیکھکر سمھا وہ شوخ
سبزۂ خط اسقدر سمٹا کہ بُنداہوگیا

چوچہ ری سی گیا کیا ہیرا پھیری سی گیا
دور سی دیکھہ آتی ہین جب سے مچلکا ہوگیا

دل کو بہلایا بہت آنسو مگر تھمتے نہین
ترک الفت کی تو اور اک روگ پیدا ہوگیا

تجکو میرے قتل کی شادی جو اسقدر ہے
میری منہ پر بھی لہو زخمون کا سہرا ہوگیا

خوف ہی قاتل نشانِ دست نازک سٹ سٹا
زخم اوچھا تھا بہت اس سے پھریرا ہوگیا

مجکو نازک دل جلاکر کر دیا ای نازنین
دل تری ہاتھون ہتیلی کا پھپھولا ہوگیا

۱۴ ایک سنوائی نہین عاشق پری پیکر ہزار
کیا زرِ داغ جنون کا اسکے توڑا ہوگیا ۲۰

کیا گھٹا مرنے سے پہلو مین جو قاتل آیا
جبر نقصان یہ ہوا جان گئی دل آیا

کر چکا طوفِ حرم دیر پر اب دل آیا
حق سے پھر کر طرفِ مذہب باطل آیا

اپنے نزدیک رخ و زلف ہین دونون یکسان
آج تک ہمکو نہ فرقِ حق و باطل آیا

یار کے گھر مین رسائی نہین ہوتی اس سے
ساز غیرون سی نہ دربان سی مجھے مل آیا

حسن صورت کی فریبون مین پھنسی ظاہر مین
اپنا عاشق ہون کسی پر نہ مرا دل آیا

کس طرح کاٹی خدا جانے شبِ فرقت مین
نہ اجل آئی تسلی کو نہ قاتل آیا

بزم رنگین ہوئی عکس مئے گلگون سے
شیشہ کیا آیا کہ رونق دہِ محفل آیا

بعد مرنے کے یہ ہاتھون سی سر اپنا پیٹا
سنگ تربت بھی سرہانے کی طرف مل آیا

دولتِ حسن سی بہتر نہین کوئی دولت
در پر آیا ترے حاتم بھی تو سائل آیا

اب تو دق ہو کے یہ کہتا ہی تمہارا بیمار
وہی اچھا ہی کہ جسکا نہ کہین دل آیا

اشک سوکھی تو ندامت یہ رہی دریا پر
گڑ گئے پاؤن مری جب سر ساحل آیا

تھک گئی ہونٹھ دعا سی نہ چلی بادمراد
اپنا بیڑا نہ قریب لب ساحل آیا

جور گلچین کا عوض کس نے لیا گلشن مین
کوئی سننے بھی نہ فریاد عنادل آیا

حال رونیکا پڑھا خط مین تو فرماتی ہین
یہ عریضہ بھی ڈبو دینے کے قابل آیا

اللہ اللہ یہ دم بھر کی مسافر ہی حجاب
پلکی جب باندھ لی آنکھون مین تو قاتل آیا

روح آیا ملک الموت کے بدلا شب ہجر
جان مین جان مری آئی جو قاتل آیا

دیکھکر حال کو مجھ زار کی یہ حیرت ہی
گر پڑی ہاتھ سی تلوار جو قاتل آیا

تم سے رخصت جو ہوی ساتھ کسینے نہ دیا
دو قدم تک بھی نہ ہمراہ مرے دل آیا

روز اک سیر ہی اس بزم گہ دنیا مین
اوٹھ گیا کوئی کوئی رونق محفل آیا

۱۵

نہ اجل آئی نہ چین آیا شب فرقت مین
کوئی بھی کام نہ عاشق دم مشکل آیا

۱۸

ابکی ہے جوش آمد فصل بہار کیا
مستون ہی خود الجھنے لگی ہوشیار کیا

قطرے مین ڈوب جائیگا یہ جسم زار کیا
بوندی کا تم دکھاتی ہو ہر دم کٹار کیا

ای محتسب نہ مست مئی بیخودی کو چھیڑ
کیسی شراب نشہ کہان کا خمار کیا

ساقی سوال بوسہ کی تقصیر ہو معاف
بہکی زبان نشہ مین ہی اختیار کیا

بہ بہ کے آنکھین روزن دیوار ہو گئین
دیکھین ابھی دکھائیگا یہ انتظار کیا

فقرون ہی قتل کرنے لگی بات بات مین
تیغ زبان یار بنی ذوالفقار کیا

سینے کو اپنے اور مرے دل کو دیکھیے
رکھتے ہین صاف آئینہ ہم خاکسار کیا

بھڑکانے سے رقیب کے تم آگ ہو گئے
میری طرف سے دل میں بھرا تھا بخار کیا

کھینچے لہو سے گرد ترے گھر کے دائرے
پرگار کے ہیں پاؤں یہ پائے نگار کیا

تیور ہمارے آنکھ لڑانے سے بجھ گئے
تیغ نگاہ یار ہوئی آبدار کیا

جب اوس پری سے بوسہ گیسو طلب کیا
فرمایا جن ہوا ترے سر پہ سوار کیا

میخانے کو ہوا سے بہاری جو اوڑی
مستوں کو دم میں آنے لگے ہوشیار کیا

شرب مدام صحن چمن میں نہ چھوڑیے
واعظ کے باغ سبز کا ہے اعتبار کیا

صیاد ہے وہ دام میں اس دم سے لائیے
کنج چمن میں ہے بط مے کا شکار کیا

سمجھو اگر فقیر کی صورت سوال ہے
بوسے کی پھر طلب کی ہوا امیدوار کیا

کچھ آج شب کو حد سے سوا اضطراب ہے
منہ سے نکل پڑے گا دل بیقرار کیا

ای ہجر یار جبر نکر جان زار پر
آئے نہ آئے موت مرا اختیار کیا

۱۶

صیاد دہر قاتل عالم لقب ہوا
عاشق کا قتل تمکو ہوا سازوار کیا

۲۱

گیسو حجاب روی دل آرام ہو گیا
نور سحر سواد سر شام ہو گیا

چھوڑی خدائی مائل اسلام ہو گیا
بندے کے پاس آکے وہ بت رام ہو گیا

رسوائے خلق عاشق ناکام ہو گیا
تجھنے برا کہا جسے بدنام ہو گیا

محفل سے کیا اوٹھایا یہاں کام ہو گیا
قم اے مسیح موت کا پیغام ہو گیا

روشن سواد زلف سیہ فام ہو گیا
در کان کا چراغ سر شام ہو گیا

سودی میں غنچوں کے گلی پڑ گئی شراب
گردن کا طوق دور خط جام ہو گیا

یادِ مسیحِ لب مین مجھے موت آگئی
حُسنِ گلو کے عشق مین ناکام ہوگیا

تشبیہ مین نے عرش کو دی تیری فرش سے
نقشِ قدم چراغِ سرِ بام ہوگیا

کچھ قندِ لب سے تلخ ہی ناکام کو سناؤ
تمنے نبات کی تو مرا کام ہوگیا

خط پر جو مُہر ہوتی ہے تلووں سے ملتی ہین
عہدہ ہے پاے بوس کا پانام ہوگیا

مرنے کے بعد ہی یہ کرامت فقیر کی
سائل ہوا جو گور سے بہرام ہوگیا

تاریخ وارحال جو اپنا کیا رقم
نامہ مرا صحیفۂ ایام ہوگیا

مہلت رفو کی بھی نہ ملی چاک جیب کے
پیوندِ خاک عاشقِ ناکام ہوگیا

صدقے صنم کے مین جو کیا تکیہ دیر کا طرف
ملبوسِ تن مین جامۂ احرام ہوگیا

نکلے جو میرے نالۂ سوزان مشک گرم
برجِ فلک بھی گنبدِ حمام ہوگیا

افشاے رازِ عشق کیا اشکِ چشم نے
بہکا یہ طفلِ اشک کہ نمّام ہوگیا

یوسف ہی خالِ رخ حبشی ہی نہ دو مثال
گیسو کی عکس سے یہ سیہ فام ہوگیا

صیّاد کو اسیر کیا شوقِ قتل مین
تیرون سے چھد کے جسم مرا دام ہوگیا

صبحِ شبِ فراق کا ہونا محال ہے
مشکی مگر یہ ابلق ایام ہوگیا

قاصد گیا جو بزم مین گل ہوگیا چراغ
پگڑی اوتارنے کا سر انجام ہوگیا

۱۷ عاشق

وہ رشکِ مہر کوٹھے پہ آیا ہے دیکھنے
جب آفتاب لبِ بام ہوگیا

۱۹

رنج پایا باعثِ رنج و محن یاد آگیا
جب اوٹھایا داغِ نو چرخِ کہن یاد آگیا

دم اوکھڑنے مین بتِ پیمان شکن یاد آگیا
مرگ کی تلخی مین وہ شیرین دہن یاد آگیا

اسقدر خائف ہوا مین عشق کی افتاد سے
جو کنوان دیکھا مجھے چاہِ ذقن یاد آگیا

تنگ آکر ہجر مین پھاڑا گریبان سحر
شب کو جب دستِ جنون کوتہ مرا یاد آگیا

خلد بھی میرے لیے خالی نہین کی سیب سے
سیب جنت دیکھکر سیبِ ذقن یاد آگیا

بے صنم کعبے کا حجرہ گور سے کچھ کم نہین
جامۂ احرام جب پہنا کفن یاد آگیا

ہاتھ آیا تھا لباسِ شب مین دامن یار کا
پو کے پھٹتے ہی گریبانِ کفن یاد آگیا

ہجر مین برسا جو مینہ دیکھی جو چادر ابر کی
موت یاد آئی مجھے غسل و کفن یاد آگیا

مین نے بحرِ عشق مین گر کر نہ ماری ہاتھ پاؤن
دست و پا پھولی جو وہ گدرا بدن یاد آگیا

عشق کاکل نے بڑھایا شئہ طول امل
تنگ آیا زندگی سے جب دہن یاد آگیا

شام صحرا پھر گئی آنکھون مین یہ رنگت سے
دیکھکر چشمِ سیہ کالا ہرن یاد آگیا

سیلِ اشکِ چشم نے دیوِ فلک کو بھر دیا
جب گڑھی مین گور کے چاہِ ذقن یاد آگیا

شاہدِ مضمون گلِ تحسین کے سہرے بندھے
طبع کو نازِ عروسانِ چمن یاد آگیا

گو پریشان خود بھی ہو زلفِ پریشان کی طرح
کوئی بھولے سے نہ آوارہ وطن یاد آگیا

موت کی ہچکی لگے کیونکر نہ ضبطِ آہ سے
روی ساقی شیشۂ پنبہ دہن یاد آگیا

محبو تمکو دیکھ کر ہر کافر و دیندار کو
قصۂ یوسف زلیخا نار من یاد آگیا

پاؤن رکھا تنگدی مین آیا زاہد کا خیال
داخلِ کعبہ ہوا تو برہمن یاد آگیا

آج چاندی کی ورق کی طرح چمکی چاندنی
چاند کو دیکھا تو اپنا سیم تن یاد آگیا

کیون چلے گھبرا کے عاشق جانبِ دشتِ عدم
آوگی کیونکر جو ہستی کا چمن یاد آگیا

غم ہی چشم مست کا خطِ زمرد رنگ کا
ساغرے پر چڑھایا اور کاسہ بنگ کا

کعبہ سے مطلب نہین معبد ہی اپنا تبکدہ
آب زمزم سے سوا ہے مجکو پانی گنگ کا

سخت مشکل مجھسے نازک دلکو ہی عشق صنم
یہ نہ سمجھا قہر ہے شیشے سے لڑنا سنگ کا

ربع مسکون سے ابھی تو سر کی بھل مشتاق آئین
میری قاتل کا ارادہ ہوا گر چوڑنگ کا

دیکھکر وہ سبزۂ رخسار اپنا ڈر گئے
صاف ثابت ہوگیا بوا ہی نشۂ بنگ کا

عقدۂ مشکل بھی میرے سامنے کیا چیز ہے
دیکھنے والا ہون مین اوسکی دہان تنگ کا

جمع رہتے ہین حسینان جہان اوسکی حضور
خانہ باغ یار مین پھولا ہی گل ہر رنگ کا

ہاتہ اوٹھتا تھا نہ جنکا اب وہ کرتی ہین سلام
سر جھکایا ہی زمانی زہر اک سر سنگ کا

اب سزا پاتی ہین وہ تھا عرش پر جنکا دماغ
کاسۂ سر ٹھوکرین کہاتا ہی ہر سر سنگ کا

تول میزان نظر مین اک ذرا ای برہمن
سنگ پاسہ اوسکے رتبہ بت کو ہی یا سنگ کا

زیر گردون کسنے پایا بھر کے جام آفتاب
دور مین خالی ہی ساغر خرخ مینا رنگ کا

سخت ہم پچتائے کیون زاہد کہنے پر چلے
بت کدے سے ہوگیا پلہ کئی فرسنگ کا

ہوگا سر بر سطح آنکھین لڑا کر یار سے
دیکھ لے پہلے شگون اے دل شکست رنگ کا

غیر ہے پہلو مین اوسکے کیون نہ لڑکر جان دون
دل مین کٹتا ہون تو کرتا ہون ارادہ جنگ کا

ایک دو عاشق جواہی قاتل نہون ہر روز قتل
تیغ ابرو پر ابھی آجاے وہبا زنگ کا

ہین وہ بیکس ہمن پیچھے قافلے سے رہ گیا
گوش گردون تک گیا نالہ دہان زنگ کا

ضعف یہ ہی کہ برسون مین چلا ہون ایک گام
دشت مین کانٹا ہوا ہی مری فرسنگ کا

جلوہ فرما جب ہوا وہ گل سر بر ناز پر
فندق پاکو ملا رتبہ گل ارزنگ کا

۱۹	طول موئے سر کو عاشق کسطرح سوزون کرون ہجر کی شب ہی نمونہ کاکل شبرنگ کا	۱۴

بتا دے پیر فلک تو نی ہی جہان دیکھا
ضعیف دوسرا بھی ہی جوان دیکھا

چھپا نہ سوز درون میری تیرہ بختی سے
سراغ آگ کا پایا جہان دھوان دیکھا

صفای قلب ہی ہم غیر کے نہین محتاج
حصول جام مین جم نی اگر جہان دیکھا

عجب ہی کشتی عمر روان کی صنعت مین
نہ گن نہ ڈانڈ نہ لنگر نہ بادبان دیکھا

عدم کو حسرت دیدار لے چلی دل مین
مکان یار کو ڈھونڈھا تو لامکان دیکھا

بہار جانے سے برباد یون ہوئی بلبل
نہ مشت پر کہین دیکھی نہ آشیان دیکھا

عروج زیست مین دون مقام عبرت ہے
غذای مور سلیمان کا استخوان دیکھا

بنائی زلف جو مہندی لگا کی ہاتھون مین
یہ بھڑکا شعلۂ رنگ حنا دھوان دیکھا

نہ می پرستون کی جلسے نہ جام گردش مین
کچہ اسکے سال نیا دور آسمان دیکھا

چڑھی ہین ضعف مین اب تیر آہ زوروں پر
قد خمیدہ کو جب حلقۂ کمان دیکھا

بجز لحد نر ہا کچہ نشان صاحب نام
مٹا یا پیر فلک نی جسے جوان دیکھا

گرہ اسکی نہ دور نگی جہان کی ہمکو
ہمیشہ ابلق ایام زیر ران دیکھا

متاع حسن کا طرار زلف حافظ ہی
وہ چور ہی جو خزانے کا پاسبان دیکھا

۲۰	بلند عرش سے اوسکو کیا ہی عاشق نی زمین شعر کو بھی تو نے آسمان دیکھا	۲۸

کیا خط سی نشان لب جانان نہ ملیگا
جب خضر ملے چشمۂ حیوان نہ ملیگا

دوزخ کو نکل جائینگے اس وحشت دلسے
جنت مین اگر ہمکو بیابان نہ ملیگا

غیرون کی بندھی گی جو ہوا کوئی صنم مین
سُرمے کو غبار رہ جانان نہ ملیگا

کیا خاک بیابان سے چھپے گا تنِ عریان
دامن جو ملیگا تو گریبان نہ ملیگا

مرجائینگے لیکن نہ مزا جائیگا دل سے
ہم حور کو چاہین گے جو انسان نہ ملیگا

دیوانہ ہون پر سب ہین کرامات کی باتین
اس طرح کا پریون کو سلیمان نہ ملیگا

زلف سیہ یار اگر خلد مین پہونچی
اندھیر ہی جنت مین مسلمان نہ ملیگا

تنہائی سے افزون ہی مجھے فاقہ کی لذت
کھانا نہین کھانیکا جو مہمان نہ ملیگا

بیکار ہی کہدو ملک الموت ڈھونڈین
یہ گم شدۂ دشت و بیابان نہ ملیگا

قسمت مین نہین درد کی لذت بھی اٹھانا
مین کھاؤن اگر زخم نمکدان نہ ملیگا

ناصح نہ بیان کر مزۂ میوۂ جنت
یون سیب ملین سیب زنخدان نہ ملیگا

جیتا ہون مین جبتک مری دیوان کی ہی قدر
مجموعۂ اوراق پریشان نہ ملیگا

ہی دشمن جان اوسکی محبت مین خدائی
کیا اب بھی وہ غارت گر ایمان نہ ملیگا

ہم سلسلۂ زلف سے ڈھونڈین دہن یار
ظلمات مین کیا چشمۂ حیوان نہ ملیگا

دکھلائے جو بندون کو وہ خالق کرم اپنا
مجھسا کوئی آلودۂ عصیان نہ ملیگا

کیا ڈر ہی جو قاتل نہ ملا آج گلے سے
کل حلق سے کیا خنجر برّان نہ ملیگا

وحشت مین مٹی گی نہ مری پاؤن کی کھجلی
ہر روز جو صحرا سے مغیلان نہ ملیگا

وحشت مین نہ پھوٹی جو مری پاؤنکے چھالے
پانی تمہین اے خار مغیلان نہ ملیگا

بس آج کی رات اور بغل مین ہی وہ مہرو
کل ہمسے مزاج شب ہجران نہ ملیگا

اے ترک ہوا خواہ تری ساتھ چلین خاک
آندھی کو غبار رہ جولان نہ ملیگا

پھانسی وطن آوارون کو رسّی ہی سمجھ دینا
کیا حلقۂ گیسوی پریشان نہ ملیگا

زلفون مین رخِ پاک کا ہوگا نہ نظارا
سررشتۂ زنّار سے قرآن نہ ملیگا

جس طرح رخ و زلف مین تیری ہی محبّت
اس طرح کوئی گبر و مسلمان نہ ملیگا

عالم ہی گرفتار تپ ہجر صنم مین
عیسے ہوے بیمار تو درمان نہ ملیگا

آئینہ ہے سب دیکھہ لو حالِ دلِ پُردرد
مجھسا بھی کوئی آپ کو حیران نہ ملیگا

کاٹوگے سنورنے مین اگر چار پہر ان
آئینہ و عطر و مسی و پان نہ ملیگا

مین بیکس و تنہا ہون امانت مجھے کہنا
ایسا کوئی اے گور غریبان نہ ملیگا

۲۱ عاشق جو یہ بیرنگی بازار سخن ہے ۲۰
گلشن مین کوئی مرغ غزل خوان نہ ملیگا

کبھی تو سرمہ گین اے چشم مست یار ہونا تھا
عصا بھی پاس رکھنا تھا اگر بیمار ہونا تھا

سیہ ہونا تھا تو پیدا نہ یون بیکار ہونا تھا
ستارے کو مری خال رخ دلدار ہونا تھا

سُنا ہے اوس بُت سفاک کو شوق عیادت ہے
مسیحا کو بھی دم بھر کے لیے بیمار ہونا تھا

بھری ہے آگ عشق گلرخانی میرے سینے مین
تجھے اے بلبل دل مرغ آتشخوار ہونا تھا

مکدر ہونگاہ یاس عاشق سے دم مردن
سبک روحون کو خاطر پہ تمہاری بار ہونا تھا

سمجھتے عشق خط یار نے تاثیر دلمین کی
صفا کو بد لی اس آئینہ مین زنگار ہونا تھا

نہوتا دہر مین ہندو بچے زلف یار کا شہرہ
مسلمانون کو کافر سبحہ کو زنّار ہونا تھا

فغان بے اثر سے بلبل شوریدہ کیا حاصل
ہماری طرح تجکو رشک موسیقار ہونا تھا

علاجِ عاشقِ رنجور کو آنی نے آفت کی
مسیحا کی مقدر مین مگر بیمار ہونا تھا

چڑھی کیونکر نہ اپنا خون اوس کافر کی گردن پر
رگِ جان کو ہماری رشتۂ زنّار ہونا تھا

اوجھل کر مین کسی کی دامنِ دولت مین وہ جاتا
تنِ کاہیدہ کو وحشت مین نوکِ خار ہونا تھا

اوٹھا نی آئی ہین جب مجکو خوابِ مرگ آہو نچا
نصیبِ خفتہ تجکو پہلی ہی بیدار ہونا تھا

نہ لایا آیا صنم قربان کعبے کے پھری خالی
عوض حج کی خدایا خانۂ دلدار ہونا تھا

پھرین آنکھین جو وقتِ مرگ میری آپ بھی پھر کے
دمِ آخر بھلا مجھ زار سے بیزار ہونا تھا

شرارہ آہ آتش زا مری جاتی نہ گردون پر
مگر نسرِ فلک کو مرغِ آتشخوار ہونا تھا

جلا کر قصرِ تن کو خود بھی جل بجھنا تھا دم بھر مین
دلِ سوزان چراغِ خانۂ نادار ہونا تھا

فسون ساز ون کے دم مین آئی ای گلہا ون پڑنی سے
کسی شوریدہ سر کا طرۂ دستار ہونا تھا

وہ پیسا ڈوبتا ہی جو نہ اوٹھی بادہ خواری مین
زرقارون کو صرفِ خانۂ خمار ہونا تھا

خدا کا پاس لازم تھا سیہ پوشی نکرنی تھی
بتون کی غم مین کعبے کو جو ماتم دار ہونا تھا

۲۲ | تحیّر ہی مجھی عاشق بنائی رنگ گردون سی
کسے اس نیلگون پردی مین ماتم دار ہونا تھا | ۱۸

آفاق نورِ عارضِ جانان سی بھر گیا
ای مہر و ماہ دور تمہارا گذر گیا

ڈوبے بغیر ضبطِ غمِ دل سے مر گیا
آنسو پیے تو پیٹ مین پانی اوتر گیا

پیدا ہوا نظیر یہ دل پر گذر گیا
کھچوا چکے شبیہ تو چہرہ اوتر گیا

خفت ہوئی فراق کا جب دن گذر گیا
لو آج جیتے جی ترا بیمار مر گیا

کیسا شبِ وصال سی وہ ماہ ڈر گیا
خورشید جب غروب ہوا منہ اوتر گیا

حد سے زیادہ لطف و مزاکت گذر گیا
کنگھی اوٹھائی ہاتھ مین شانہ اوتر گیا

مشتاق آج کسکی صدا کہ ہین تیرے کان
کل جو کراہتا تھا وہ بیمار مر گیا

اے پیر چرخ تیری عداوت نہ کم ہوئی
وہ دن گئے وہ عہد جوانی گذر گیا

گلشن مین دشت و کوہ سے وحشت ہوئی سوا
دیوانگی نے ساتھ نہ چھوڑا جدھر گیا

رسوای خلق دیکھہ کے کیسی نگہ پھری
چڑھہ کر نظر پہ آنکھہ سے تیری اوتر گیا

ہمنے کڑی فراق صنم کی بھی جھیل لی
کیا سخت تھا وہ وقت جوانی گذر گیا

دریای اشک نے تن خاکی گھلا دیا
دامن ہوا نصیب تو جامہ اوتر گیا

سنّاٹا ہو گیا تری کوچے مین ای پری
دیوانہ مر گیا تو وہ سب شور و شر گیا

بیمار ہجر یار کی شب یون گذر گئی
سو بار ہمنشین یہی سمجھا کہ مر گیا

پکّا مرے علاج مین جرّاح کا بھی دل
ناسور سو پڑے جو کوئی زخم بھر گیا

آئے تھے قتل کو مجھے دیکھا تو رو دیا
تیغ نگاہ یار کا پانی اوتر گیا

جوبن بڑھا دیا عرق شرم وصل نے
کیسا پسینے مین وہ نہا کر نکھر گیا

۲۳

عاشق جنازہ آپکا دیکھا جو راہ مین
فرمایا مجکو کیا جسے مرنا تھا مر گیا

۲۴

اوس مہر کو دیکھا نہ پھپھولا مری دل کا
چمکا نہ کسی روز ستارا مری دل کا

اوٹھتا ہون تو اوٹھتا ہی جنازا مری دل کا
صندوق مین سینے کی ہی مردا مری دل کا

پھونکیگا دو عالم کو جلانا مری دل کا
اچھا نہین بڑھ جای جو شعلا مری دل کا

اتنی تو تعلّی نہ کرای گنبد گردون
بھرنی ہی ذرا تو ابھی چھالا مری دل کا

ہی قطع رقیبون سی اشارہ مری ڈر سے
تلوار پر ابرو کے ہی قبضا مری دل کا

کشتون کو بھی سکتا ہی تڑپنے سی ہماری
حیرانی بسمل ہی تماشا مری دل کا

جب آئے مری خاک پر اک زلزلہ پایا
ثابت ہوا مر قدمین تڑپنا مری دل کا

نالون کا جو رخ ہی طرف عرش معظم
معلوم نہین کیا ہی ارادا مری دل کا

مستی مین اوٹھائی نہین کیون آج گرکو
دیتے ہین کباب آپکو دھوکا مری دل کا

اب سوزن عیسیٰ نہ کہین ٹوٹ کر رہ جائے
نکلے گا کسیطرح نہ کانٹا مری دل کا

دل بیٹھ گیا خود بخود اپنا تو یہ سمجھا
خال رخ قارون ہی سویدا مری دل کا

آنکھون سی لہو بنکے گرا خاک پر اک دن
آنسو کی طرح کھل گیا عقدا مری دل کا

اوٹھ جائے نہین جلد حجاب تن خاکی
جامہ ہی بدن کا مری پردا مری دل کا

ای بت ہوا نالون سی تری جلوہ کے قابل
ناقوس نہ رکھتا تھا کلیسا مری دل کا

اوٹھ جاتی ہو محفل سی جہان غیر کو دیکھا
عاقل ہو سمجھتے ہو اشارا مری دل کا

مجبور کی تقصیر نہین قابل الزام
میرا ہی مچلنا کہ مچلکا مری دل کا

اب نشتر مژگان کی شکایت نہ کرونگا
لو پھوٹ بہا آج پھپھولا مری دل کا

غم اور کا دیکھا تو ہوا غم غلط اپنا
درد دل عالم ہی مداوا مری دل کا

ساقی جو کری یاد تو مرجاؤن خوشی سی
ہچکی کبھی لیتا نہین شیشا مری دل کا

پھیک آؤن جو کوچے مین تری یہ تو نہوگا
مجھپر ابھی بھاری نہین مردا مری دل کا

مجنون کی سوا کون ہی اس درد سی واقف
سوتا ہی تہ خاک شناسا مری دل کا

زاہد تجھے کیا وجہ حرارت نہین معلوم
ہر اخگر دوزخ مین ہی نقشا مری دل کا

رونی مین نظر ہی طرف کوچۂ دلدار
قبلے کی طرف بہتا ہی دریا مری دل کا

۲۴
عاشق یہ کبھی سنگ حوادث سی نہ ٹوٹا
پتھر سی بھی مضبوط ہی شیشا مری دل کا
۲۵

بندۂ بت نہوا قائل قرآن نہوا
مجھسے خوشنود کوئی گبر و مسلمان نہوا

میرا آغوش کبھی مسکن جانان نہوا
قلب مومن نہوا مین رگ شریان نہوا

تیری کوچے مین بنی قبر نہ اس مجرم کی
خلد مین مسکن آلودۂ عصیان نہوا

داغ چمکا نہ کبھی میری سیہ خانی مین
ماہ کامل بھی چراغ شب ہجران نہوا

حال کھل جاتا ابھی طول شب فرقت کا
ای سحر ہاتھ مرا تیرا گریبان نہوا

قبر پر میری پڑہا فاتحہ پر ہنس ہنس کر
ای صنم کھیل ہوا سورۂ قرآن نہوا

بھاگی وسعت صحرای عدم وحشت مین
مین وہ مجنون ہون کہ منت کش زندان نہوا

دیکھتا تو بھی ذرا اپنی نصیحت کا مزا
زاہد آج وہ غارت گر ایمان نہوا

ہاتہ آیا سی جو یوسف ہین اونہین نفرت ہے
چاک دامن بھی ہوا دست و گریبان نہوا

شب تنہائی مین جز مرگ نہ کام آئی رفیق
کوئی پرسان دل زار غریبان نہوا

عیسے لب کی سنا کرتے تھے شہری کیسے
تالب گور علاج تپ ہجران نہوا

وصل کی شب نکیا اوس گل خوبی نے نہال
ہاتہ میرا شجر سیب زنخدان نہوا

لو لگی رہتی ہی وحشت مین پری دیونکی
ایک شب بھی غم تاریکی زندان نہوا

ضعف نے وحشت دل کا نہ مزا دکھلایا
میری ہاتھون سی کبھی چاک گریبان نہوا

انقلاب آئی زمانے مین ہزارون لیکن
وصل کا روز مثال شب ہجران نہوا

آگ جنگل مین لگانی کو پھپھولے پھوٹے
انسے سیراب کوئی خار مغیلان نہوا

قید سو بار یہ وحشی ہوا چھوٹا سو بار
ایک دن قفل نصیب در زندان نہوا

جیسا پریون مین ہی ماتم تری دیوانی کا
اسقدر غلغلۂ مرگ سلیمان نہوا

خضر خط کو سکندر نے ہرا ول نکیا
وجہ یہ ہی جو عیان چشمۂ حیوان نہوا

دیکھتے ہی چمن دہر نہ پھر جھپکی آنکھ
چشم نرگس سا کوئی دیدۂ حیران نہوا

گل یہ مشغول رہی اپنی خود آرائی مین
گوش زد نالۂ مرغان گلستان نہوا

پیاس کیا خون کف پا سے تجھے کانٹونکی
ہمسے سامان کچھ اہی دشت مغیلان نہوا

کوئی دامن نہ تری جامہ درون سے چھوٹا
کوہ و صحرا سے حجاب تن عریان نہوا

کوئی آفت کی بلا آے نہین ڈرتا مین
وہ جفاکش ہون کہ خوف شب ہجران نہوا

۲۵ | اوّل شب دم آخر ہے تمہارا عاشق
انتظار دم صبح شب ہجران نہوا | ۲۳

پلکون نے تمہاری دل مضطر کو جلایا
فریاد نے میری صف محشر کو جلایا

اللہ رے سوز تپ فرقت کی ترقی
مجکو مری بستر کو مرے گھر کو جلایا

ای آہ ابھی برق سے کیا دون تجھے تشبیہ
خرمن کوئی پھونکا نہ کسی گھر کو جلایا

اس درجہ ہوے گرم سخن آپ کہ جسنے
دم بھر مین نقاب رخ انور کو جلایا

بیتاب کیا اور تری کم سخنی نے
اس بےنے نی داغ دل مضطر کو جلایا

آہون نی مری خرمن مہتاب کو پھونکا
چہرے نے ترے مہر منور کو جلایا

بچپن مین یہ تھی گرمی داغ دل سوزان
اشکون نی مری دامن ماور کو جلایا

گرمی نہ جلانے سے مٹی سنگ دلون کی
چونا ہوا جب آگ نے پتھر کو جلایا

حال تپ فرقت نے بنایا ید بیضا
اس خط نے کف دست پیمبر کو جلایا

فصدون سے حرارت نہ گھٹی میری لہو کی
پٹی کبھی پھونکی کبھی نشتر کو جلایا

جم قبر مین تڑپا نہ پیا جام جو اوسنے
آئینہ نہ دیکھا تو سکندر کو جلایا

بیتابی دل سے ہے مری تیرگی بخت
فریاد نے میری مرے اختر کو جلایا

پردہ نہ کھلا دوزخیون جنتیون کا
نالون نے مرے عرصۂ محشر کو جلایا

داغون نے تپ ہجر کے پھونکا بدن اپنا
انگارون نے کیا سینۂ مجمر کو جلایا

ٹپکا جو دم قتل مرے اشک کا پانی
اس آب نے آب دم خنجر کو جلایا

گل کھائی محبت مین تو اید انہین ہوتی
طاؤس کی داغون نے نہ اک پر کو جلایا

بس دیکھ لیا تجکو بھی اے داغ غم ہجر
پھونکا نہ کلیجے کو نہ پیکر کو جلایا

فریاد شب غم نے کیا چرخ پر اندھیر
اس برق نے کیا خرمن اختر کو جلایا

پروا نہین دشمن کی جو تو دوست ہے میرا
نمرود یہ خوش تھا کہ پیمبر کو جلایا

یاد قد دلبر مین کیا سرو چراغان
نالون سے اگر سرو صنوبر کو جلایا

آدم کے زمانے سے ہے بنیاد حسد کی
شعلے نے جو قربان برادر کو جلایا

قابو مین یہ دشمن کو رہا خوف کرون سے
گو دل مین رہی آگ نہ پتھر کو جلایا

۲۶	آہ دل سوزان کی ترقی ہے یہ عاشق سو مرتبہ اس چرخ ستمگر کو جلایا	۱۵

کہنے سے رقیبون کے کچھ ارشاد نہ کرنا
راضی ہون کہ بھولے سے مجھے یاد نہ کرنا

وحشی ہون مگر ضبط کا پابند رہا ہون — ای طوق و سلاسل کہین فریاد نکرنا
ای پیر فلک دولت و حشمت نہین مقبول — دنیا ہی عجوزہ مجھے داماد نکرنا
مین قافلہ سی چھوٹے کے رہجاؤن جو ای دل — مانند جرس نالہ و فریاد نکرنا
سر عشق کا کھلتا ہی دل درد طلب سے — اس علم مین پابندی ہی استاد نکرنا
خلوت مین بھولا نا نہ مری یاد کو دل سی — بھولے سی بھی غیرون مین مجھے یاد نکرنا
چھوڑا ہی عوض مال کی اشعار کو اپنے — ای چرخ یہ دولت مری برباد نکرنا
لیتا بھی نہین نام مرا وہ بت کم سن — کہنے یہ پڑہا یا ہی سبق یاد نکرنا
بیکار سمجہ خواب کی باتون کی خیالات — پیری مین جوانی کو کبھی یاد نکرنا
شیرین سی نہ اتنا بھی کہا آکے کسی نے — ہنسوائیگا یہ ماتم فرہاد نکرنا
سرمہ جو ہو مدنظر دیدۂ حق بین — ای چرخ مری خاک کو برباد نکرنا
ہر وقت عبادت کی ہوا بندہ نہ ای شیخ — نیکی کو خدا کے لیے برباد نکرنا
شیرین تجھے منظور ہی مہندی جو لگانا — پابندی خون سر فرہاد نکرنا
دیوان ولا اشک کی طوفان مین نہ دوبے — شعرون کو مرے نوح کی اولاد نکرنا

۲۷ — محروم کہین وصل کی دولت سی نہ رہ جای
عاشق کا لقب عاشق ناشاد نکرنا — ۱۴

ای فلک صبح شب وصل کا ہنگام آیا — دم نکل جائیگا رخصت کا اگر نام آیا
توڑ کہ دل کو دکھاتی ہین وہ چشم مخمور — شیشہ جب ٹوٹ گیا بزم مین تب جام آیا
منہ لگانا یہ رقیبون کا نہین اچھی بات — دیکھ لینا کہ ہمارا بھی سخن کام آیا

بزم عشرت کا ہی سامان چمن مین موجود
غنچہ و گل سی کھلا شیشہ گیا جام آیا

یار کو حال سنایا ہی تو کس دھوکے سے
ساری نامی کو وہ جب پڑھ گئے تب نام آیا

شب تنہائی مین دونون نی خبر ای ساتھی
موت ادھر آئی اودھر وصل کا پیغام آیا

گور یاد آئی جو کعبے مین نہ دیکھا کوئی بت
مین کفن سمجھا اگر جامۂ احرام آیا

خط کو پھاڑا جو مشابہ مری خط سی دیکھا
کھینچی قاصد کی زبان میرا اگر نام آیا

جان و دل کٹ رہی راہ طلب قاتل مین
نہ تو ہمراہ تھا کوئی نہ کوئی کام آیا

دیکھون مینای فلک مین بھی کہان تک شب ہی
کھول کر سینہ کو یہ کہتا ہون کہ بھر جام آیا

کو سنا فاتحہ کو بدلے اوسی تھا منظور
گور پر آیا اگر صورت بھرام آیا

کہین دل آپکی زلفون مین نہ الجھا پایا
رات کو کوئی مسافر نہ سر شام آیا

مصحف رخ مین مدار ہی تو نقطہ ہین خال
لوح ما تھا ہی تو گیسوے سیہ فام آیا

۲۸
جبر سہنا ہی بڑی بات اگر سچ پوچھو
جان عاشق نے جو دی دی تو کیا کام آیا
۲۰

ہوی ہین خاک کی پیوند مہربان کیا کیا
ستم سی پیر فلک کی مٹی جوان کیا کیا

عدم مین دہر مین کعبی مین دیر مین گھر مین
پھری تلاش مین تیری کہان کہان کیا کیا

بہت فراق مین حسرت سی ہونٹھ چاٹی ہین
مزی اوٹھائیگی وصلت مین یہ زبان کیا کیا

رہا نہ نام کو صبر و قرار و عیش و سرور
لٹے ہین راہ محبت مین کاروان کیا کیا

نگاہ یار کی حسرت مین رات کاٹی ہے
گلے پر آج تو خنجر ہوی روان کیا کیا

سوا فلک کی شکایت کرین تو کس سے کرین
ہوی رقیب ہماری ہی مہربان کیا کیا

نصیب سنگ ہین نہ رزق ہما نہ طعمۂ زاغ
ہزارون خاک مین لتی ہین استخوان کیا کیا

شراب خانی سے نکلی اذان کہتے ہوے
چڑہا جو نشۂ بہکنے لگی زبان کیا کیا

کرو نہ خواہش بربادیِ دل عالم
مٹا یہ گھر تو پڑینگی خرابیان کیا کیا

گئی جو سوے چمن اوس پری کی نکہت زلف
ہوا گلون کا معطر دماغ جان کیا کیا

چڑہا جو اوڑ کے فلک پر غبار توسن یار
بڑہا زمین کو صدقے مین آسمان کیا کیا

طلب سے بھی نملا شہد خوان دنیا سے
ہوی ذلیل پی لذت زبان کیا کیا

فنا کی بعد بھی صحبت رہی تو حوروں سے
دیے حسین خدا نے یہان وہان کیا کیا

کہا جو مین نے ہر اک جا برا کہا تمنے
تو ہنس کے بولی بتا دو کہان کہان کیا کیا

بتون کی ناخنون سے ماہ نو ہی شرمندہ
بنائین ہین ید قدرت نے مڈیان کیا کیا

تری فقیر نی وحشت مین کی مذمت مال
اوڑائین دامن دولت کی دھجیان کیا کیا

ہزارون کہاتی ہین گل فصل گل جب آتی ہی
شگوفے پھولتے ہین زیر آسمان کیا کیا

نہ آئی گنج شہیدان مین دوپہر کو بھی
گلے کرینگے مری جان نیم جان کیا کیا

کبھی نہ دیکھا ادھر تیوریان چڑہائین بہت
خدنگ کی نی پھوٹا کھچی کمان کیا کیا

۲۹	ارادہ دشت کا وحشت مین جب کیا عاشق ہمارے پاؤن پڑین آکر بیڑیان کیا کیا	۱۹

سب کو مرنے کا ہمارے غم ہوا
دور عالم حلقۂ ماتم ہوا

کل جہان پہونچا نہین دست خیال
آج گردن مین وہ بازو خم ہوا

قطرۂ اشک ندامت جب گرا
دامن صحرای محشر نم ہوا

الفتِ گیسو نے میری جان لی — اژدہے سے ربط آخر سم ہوا
کیا کرامت ہے لبِ جان بخش مین — آئی جسمین روح عیسےٰ دم ہوا
صبح وصل یار تھی عیسی نفس — دامنِ شب دامنِ مریم ہوا
قصرِ تن وحشت مین اشکون سے گرا — سوج کر گو پاؤن ہر اک تھم ہوا
سر جو رکھکر سو گیا وہ مست ناز — کاسۂ زانو سے جامِ جم ہوا
نکہت گل ہے سبک روحون کی مے — جامے مینا قطرۂ شبنم ہوا
حسن جانان کی ترقی دیکھ کر — شکل مہ خورشید تابان کم ہوا
میکشی سے پہلے کیفیت تھی اور — بے حجابی دوسرا عالم ہوا
اب پریشان آپ بھی رہنے لگے — ربط وہ کنگھی کا سر سے کم ہوا
عظمت پیر مغان مین شک نہین — جام جسکو بھر دیا وہ جم ہوا
خشک ہو کر شاخ آہو بن گئے — کیا جنونِ زلف خم در خم ہوا
کون پھر دیکھیگا سینے کا وہ بھاؤ — آئینہ جب صاف نامحرم ہوا
پوچھکر باہر سے مجکو پھر گئے — کچھ اگر آنکھون مین باقی دم ہوا
اشک جو ٹپکا تو سے پر بوند تھی — سینۂ سوزان نہ ہرگز نم ہوا
پاک بینون کی اگر کھینچی شبیہ — نقش مژگان بخیۂ مریم ہوا

۳۰ — زلف تک عاشق ہوا پہونچی نہین / پھر مزاج یار یکبون برہم ہوا — ۱۳

آپ کر ہنسنے کا باعث دلِ نالان سمجھا — خندۂ گل کا سبب مرغ غزلخوان سمجھا

چاک کرنیکو مرا پنجۂ وحشت دوڑا
ماہ نو جب نظر آیا یہ گریبان سمجھا

یہ دمِ قتل نظر آئی تعلی مجکو
مورچے کو ترے خنجر کی سلیمان سمجھا

زندہ در گور ہوا جب گئی وحشت میری
داغ سینے کے مٹے مرگ عزیزان سمجھا

ہمصفیرون کی صدا سے یہ مری کان بھرے
طوطی آئینہ کو مرغ غزلخوان سمجھا

سخت جانی سے مری تیغ ہی اوسکی آری
میرا قاتل دہن زخم مین دندان سمجھا

عشق گیسو مین کبھی سلسلہ جنبان نہوا
کاکل یار کو مین خواب پریشان سمجھا

کعبہ سمجھا کوئی ابرو کوئی آنکھون تو شست
اصل مقصد کو نہ ہندو نہ مسلمان سمجھا

بیت ابرو سے ہوا بیت ہلالی کا گمان
سر کی افشان کو لوح سر دیوان سمجھا

سفر ملک فنا مین جو زبان ہوگئی بند
عدم آباد کو مین شہر خموشان سمجھا

دامن گرد سے لپٹا دم جولان مین بھی
توسن یار کو جب عمر گریزان سمجھا

جان کر رات دوالی کی وہ جاگا شب وصل
گنبد چرخ کو تارون سے چراغان سمجھا

۳۱

روح کی طرح یہ عاشق ہے مجھے رنج عزیز
پہونچی راحت جو مجھے مرگ کا سامان سمجھا

۱۵

خدا بت کو کر دے جو بندا ہمارا
بچھے بتکدے مین مصلّا ہمارا

مٹے داغ چمکا نہ سودا ہمارا
اوٹھا کیسا بیکار پیسا ہمارا

گلا زیر تیغ صنم رات دن ہے
سروہی کا مالا ہے مالا ہمارا

مراد آئی ہم وہ جو کشتی مین بیٹھے
بنا خضر کی ناو بیڑا ہمارا

گئی جان بیمار کوٹھے کے نیچے
فلک سے نہ اوترا مسیحا ہمارا

لگا تیر عشق آپکا ہنستے ہنستے
چھدا دل لگی مین کلیجا ہمارا

کہا ماہ کامل تو کہتے ہین ہنسکر
تصدق ہو بنجاؤ ہالا ہمارا

تن زار گلگون جانان جو رونا ہی
سما جاے پتلی مین پتلا ہمارا

بہار سخن سے بڑہا رنگ محفل
کھلا نکتہ سنجون سے غنچہ ہمارا

کبوتر کی جا طائر جان اوتارو
تلوتل مین رکھوا کے پتلا ہمارا

سیہ خانہ روشن ہوا نور رخ سے
جو تم آئے چمکا نصیبا ہمارا

اوترتی ہین صحرا ہی وحشت مین پریان
بنا نقش نقش کف پا ہمارا

کیا تیغ ابرو نے ہر بار دو دو
ہوا چوگنا دل کلیجا ہمارا

پیا خون دل اسقدر یاد لب مین
لہو بن کے نکلا پسینا ہمارا

۳۲

ڈبو دیتے رو رو کے عاشق زمین کو
ہوتا جو مٹی کا پتلا ہمارا

۱۹

دل لہو ہوکر بہا دھبا کفن مین رہگیا
خون سی ترجامۂ یوسف بدن مین رہگیا

تفرقہ تا حشر اپنے جان و تن مین رہگیا
روح آوارہ ہوئی مردہ کفن مین رہگیا

کھوٹے دامون سی نہ یوسف کا مہ سودا بنا
نقد داغ قلب کا سکہ چلن مین رہگیا

حسن کیا زیر ہلال لب ہے اے رشک قمر
ماہ نخشب گر کے اس چاہ ذقن مین رہگیا

آمد فصل بہاری سی بڑہا جوش جنون
پڑ کے اک ناسور نو داغ کہن مین رہگیا

نقش ثانی نقش اول سی نہ بہتر کھنچ سکا
نقطۂ شک اوسکی تصویر دہن مین رہگیا

فصل گل آتی ہی میرے ہاتھ رسی سی بندھی
یہ سبب ہے جو گریبان سیمین بدن رہگیا

ای فلک کیا رحم کھایا بیکسون پر صبح تک
چادر مہتاب سی مردہ کفن مین رہگیا

فصل گل مین دیکھہ لیگا جام کا پھر دور
اس برس جو گردش چرخ کہن مین رہگیا

دیکھکر میرا لہو قاتل کو سکتا ہوگیا
خنجر آئینہ سا دست تیغ زن مین رہگیا

جامۂ عریان تنی ہی وصل ہونے سی عزیز
بوی یوسف کا اثر اس پیرہن مین رہگیا

بول اوٹھی بت مری فریاد کی تاثیر سی
ٹیڑھے بت ناقوس دست برہمن مین رہگیا

نغمۂ داؤد و شور ارغنون بانگ رباب
اوس حسین کے جلوۂ صوت حسن مین رہگیا

نازنین کانون کا پردہ باش کل سی کھلا
نقش برگ یاسمین نازک بدن مین رہگیا

خون کی دھجی پڑین کیونکر نہ خط شوق مین
دل ہمارا اسکے نامہ کی شکن مین رہگیا

حال ہی بحر دنیا مین حریصو دیکھہ لو
رزق تو پایا مگر کانٹا دہن مین رہگیا

جوش مستی سی ہوی سب کے چراغ عقل گل
شعلۂ آواز قلقل انجمن مین رہگیا

سلطنت ہی مثل یوسف ہو اگر غربت نصیب
مصر سی جاکر زلیخا کے وطن مین رہگیا

۳۳ دیکھکر عاشق کی حیرت اونکو سکتا ہوگیا
حرف رخصت آکی سینے سی دہن مین رہگیا ۲۴

پاک دامن ایسا وہ عیسی عالم ہوگیا
پڑکے سایہ خاک پر تصویر مریم ہوگیا

حسن کی دولت لٹاکر بھی وہ یوسف ہمنشین
بادشاہ مصر ابراہیم ادہم ہوگیا

خود فراموشی سی ہمکو شادی و غم ایک ہے
ماہ ذی الحجہ گیا یا ماہ محرم ہوگیا

خاکساری اوج پر پہونچی تو پستی ہوگئی
بادصبا سی سرگا و زمین خم ہوگیا

فرط طاعت سے یہ تاثیر تلفظ ہوگئی
حرف جو نکلا دہن سی اسم اعظم ہوگیا

رہگئی حسرت کبھی عریان نہ کیہا غسل مین
سچھاتیونپر سایہ اون لفونکا محرم ہوگیا

ہے برش تیغ نگاہ آبدار یار کی
پاس آکر زخم کے تیز اب مرہم ہوگیا

میرے نالے سُن کے اک عالم کو جنبش کی پڑی
خضر سمجھا صور اسرافیل کا دم ہوگیا

آبداری ہی یہ دندان مسی مالیدہ کی
مثل انگشتانہ رنگ اونگلی کا نیلم ہوگیا

لعل لب کی یاد مین رو رو کے مین نے جان دی
خون آنکھون سے بہا اتنا کہ بیدم ہوگیا

نشۂ مے سے تمہارا خوی خجلت اوڑ گیا
آفتاب آیا پسینا رخ کا شبنم ہوگیا

لعل لب پر آپکے رہتا ہی کیون نام رقیب
کیا دہان تنگ کا حلقہ بھی خاتم ہوگیا

پیچ سے چرخ کہن کے پس گئی لاکھون جان
ظلم کی کثرت جو کی یہ زال رستم ہوگیا

پڑ گئی کشت امید عاصیان پر اوس سی
یہ گھٹا باران رحمت مثل شبنم ہوگیا

بوسۂ محراب ابرو سے شفا ہمکو ہوئی
کعبۂ رخ کا پسینا آب زمزم ہوگیا

ای سلیمان آج سودے مین پری تسخیر کی
جب تصور آپکا باندہا مجسّم ہوگیا

ناف ہی یا گوہر یکتا ہے یا درّ نجف
بڑھگیا ذرہ بہت یا کچھ قمر کم ہوگیا

جو تعلی ہو یہان بی صرف کی ممکن نہین
سن بڑہا جب ایک روز زندگی کم ہوگیا

ہی کف مار سیاہ زلف کنگھی عاج کی
موی پیچان کھولنا مشاطہ کو سہم ہوگیا

مثل شمع بزم جلکر صبح تک ٹھنڈی ہوے
فرقت دلبر مین کافور سحر سم ہوگیا

قاف مین بھی اوس پری کی ہجر مین جلتی رہی
جو درا تھا کوہ کا با جہنم ہوگیا

آئی ہی برسات جب سے میکشی مین غرق مین
ابر رحمت مانع خوف جہنم ہوگیا

زرد ہے رخ آئینے مین دیکھکر رونی لگے
جتنی کشت زعفران پھولی ہمین غم ہوگیا

۳۴	اوسکو عاشق یون اوٹھنہی کی کبھی عادت نتھی زلف کا بوسہ لیا ہمنے تو برہم ہو گیا	۱۸

رخصت کا نام سنکے مرا جی دہل گیا
کیسا یہ حرف آپکے مُنہ سی نکل گیا

صیاد و باغبان کا چمن سی عمل گیا
کانٹا سا عندلیب کے دل سی نکل گیا

حبِ وطن مین سوی عدم کیجیے سفر
دو دن سرائے دہر مین بھی جی بہل گیا

وحشت مین سلسلے کا نہ پابند مین ہا
نالی کی طرح قید سے باہر نکل گیا

اوسنے کیا اشارہ ابرو جو غیر سے
دل پر ہمارے خنجر بیداد چل گیا

اک آہ سرد سی ہوی سب تازہ داغ تن
جھونکا نسیم کا چمنستان مین چل گیا

کھویا دل ایک یوسف ثانی کی عشق مین
صد شکر میری پاس سی گرگ بغل گیا

فصلِ بہار مین ہوی بیمار تندرست
ناصح نہ پر دماغ کا تیرے خلل گیا

پہچانی دوستون نی نہ مجہ ناتوان کی شکل
چہرہ مریض عشق کا تیرے بدل گیا

بیمار چشم یار کو سب نے دیا جواب
آکر مسیح بھی کفِ افسوس مل گیا

ہا نہ آیا لالہ رویون کی سودے مین یہ ثمر
داغون سی میرا نخل تنِ زار پھل گیا

کف لایا کیا ہی رندون سے مے پیکی محتسب
کم ظرف تھوڑی جوش مین آکر ابل گیا

کتنا ہی اے پری ترا دیوانہ ہوشیار
قید خودی سے موسم گل مین نکل گیا

دین تلخ ہو کی بوسی کی سائل کو گالیان
شیرین لب کی غصے مین کیا زہر اوگل گیا

پاسِ ادب سی کعبہ مقصود جان کر
کوئے صنم مین سجدہ کنان کے سر بہل گیا

وحشت مٹی ہی خنجر ابرو کے وار سے
دل مین ہوا جو درد تو کچہ جی بہل گیا

دانتون مین زلف کو جو دباتی ہو بار بار
کاٹی گا خاک سانپ کا جب سر کچل گیا

۳۵ مرغان باغ بھول گئے اپنے چہچہے
عاشق جو مین چمن مین پھٹا تہا غر گیا ۱۷

غزل فرمایش بارشاہ

مہر تابان آتش غم کا شرارا ہو گیا
دود دل سے گنبد گردون غبارا ہو گیا

دل ہوے روشن جو حضرت کا نظارا ہو گیا
نور بزم بادشہ آنکھون کا تارا ہو گیا

موسے دل کو تجلی کا نظارا ہو گیا
طور سینا کا عوض سینہ ہمارا ہو گیا

معجزہ عیسے کا لب سے آشکارا ہو گیا
کر دیا گویا جو گونگے سے اشارا ہو گیا

شب جو میری قبر پر وہ ماہ پارا ہو گیا
سنگ تربت کا مری سنگ ستارا ہو گیا

یار کی خاطر سے کی اغیار سے بھی آشتی
ناگوارا بھی محبت مین گوارا ہو گیا

آئی فصل گل گریبان چاک کر دست جنون
جامہ اپنے صبر کا اب پارہ پارا ہو گیا

وحشیون کا ہجر مین سینہ کلیجہ پھٹ گیا
جامۂ تن دامن دل پارہ پارا ہو گیا

سخت جانی سے مری دانتون پسینا آگیا
دست قاتل مین جو خنجر تھا وہ آرا ہو گیا

منزل دنیا مین اوٹھ سکتے نہ تھے دم آہ کی
وہ عصا پایا کہ چلنے کا سہارا ہو گیا

چشم نابینا مین نور آیا تمہارے فیض سے
جھانکنے سے دیدۂ روزن ستارا ہو گیا

ای زمین مہر فلک کا مٹ گیا سارا فروغ
نام کوٹھی کا شمشہ کی جو تارا ہو گیا

دل ہوا آماج گہ تیر نگاہ ناز کا
بزم مین جب غیر سے تیرا اشارا ہو گیا

موشگافی کی جو مضمون دہان تنگ مین
یار کے موے کمر سے استعارا ہو گیا

دفتر ایجاد مین اب تیری جانبازون کا نام
طبلق ارض و سما کا گوشوارا ہو گیا

سنجد کی بھی خاک چھانی مثل مجنون بیتون
کچھ دنون لیلی وشون کا بھی نظارا ہو گیا

۳	اوس مسیحا کی لبِ شیریں کی الفت زہر تھی مرگ کا شربت ہمین عاشق گوارا ہوگیا	۱۷

تکلیل اسقدر ترا بیمار ہوگیا — بستر کا ایک تار تن زار ہوگیا
ہجرِ دہان تنگ مین یہ زار ہوگیا — دورِ فلک مین نقطۂ پرگار ہوگیا
سیلِ سرشک کرتی گرانی مین کیا کمی — نالہ ستون قصرِ تنِ زار ہوگیا
گرمی مین آفتاب سی تنبیا گیا جو رنگ — وہ خطِ سبز روکشِ زنگار ہوگیا
آتا ہے لیکے آئنۂ مہر صبح کو — ترکِ فلک بھی محرخِ یار ہوگیا
دل اوس صنم سی پھیر لیا دیکے نقدِ جان — یوسف کا اپنے آپ خریدار ہوگیا
بھر آئے خارِ دشت مین پائی فگار کی — سبزہ بجاے مرہمِ زنگار ہوگیا
تنگ آ کی قصرِ تن مین جو تڑپا دلِ حزین — ہر چاک سینہ رخنۂ دیوار ہوگیا
آئینہ خانہ بنگیا حیرت زدون کا گھر — جوہر کا حلقہ روزنِ دیوار ہوگیا
دنیا کے دوستون مین نہین ہی وفا کی بو — دل اپنا اک زمانے سے بیزار ہوگیا
حور و پری سی کب ہی دماغ اختلاط کا — خوگردۂ مصاحبتِ یار ہوگیا
بھوادن کا مین نہ اوس گل عذار کو وا عظا — تو کیلیے گلے کا مرے ہار ہوگیا
کوئے صنم سی اوٹھہ نہ سکا گر کی ضعف سے — چھاتی کا سنگ سایۂ دیوار ہوگیا
لکھتا تھا وصفِ زلف جو آیا خیالِ رخ — خطِ شکست ہی خطِ گلزار ہوگیا
چھل چھل کی پنڈلیون سے لہو اسقدر بہا — بیڑی کا حلقہ دیدۂ خونبار ہوگیا
جسدن سی جبرِ عشق کیا دل پر اختیار — آسان سب زمانی کا دشوار ہوگیا

۳۷	ارزان یہ کر دیا مری یوسف نے زخ حسن عاشق جو بوالہوس بھی خریدار ہو گیا	۱۹

صفحہ افشان ہی مطلا ہی کتابی رو کا — مدّ بسم اللہ قرآن ہوا مد ابرو کا
تیرہ تر دن شب یلدا سی بھی ہی فرقت مین — ہی گمان مشعل خورشید پر اب جگنو کا
سیکڑون پھاند ہین کس طرح بچے آہو دل — حلقہ حلقہ جو قدم تک ہی تری گیسو کا
تیغ اک میان مین رہتی ہی کلاہ کج سے — نیمچہ کھینچو کبھی دوسرے بھی ابرو کا
تن جو عریان ہی تو کر دہن صحرا نکڑے — رحمت ای دست جنون زور دکھا بازو کا
آنکھ کے تل کو ہوی دیکھ کے لاکھون وحشی — ماش یہ چشم فسون ساز کی ہی جادو کا
غم کا بادل جو سیہ خانۂ دل پر چھایا — صاف اشکون نے مری جلوہ دیا جگنو کا
نظر آتی ہین دم فکر جہان کے مضمون — دل سکندر ہی تو آئینہ بھی ہی زانو کا
چشم وحشی کو جو آئینے مین دیکھا او نے — سامنا ہو گیا اک آہو سے اک آہو کا
افعی گیسو پر پیچ سے بچ جائی جو دل — زہر اوس ابرو مذہب مین ہے بچھو کا
وصل کی شب ہی ملو کپڑون مین تم عطر عروس — بنی یار سے سب بھول گئی خو دہنی
نامۂ شوق نے دکھلائی یہ تالیف قلوب — خط ہمارا ہوا تعویذ ترے بازو کا
حسرت زخم دگر مین نہ تڑپتا بسمل — بند سُنّہ ہو گیا کیا نیمچہ ابرو کا
قید سی قتل دل زار بہت تھا آسان — تیر مژگان سی بچا زلف مین پھنس کر چوکا
او سکے دانتون کی تصور مین یہ آنکھین لڑین — دانہ الماس کا ہی قطرہ مرے آنسو کا

شرم سی رو نہ جو نہیوارکی وہ سر کو شب وصل
در شہوار سے پر کاسہ ہوا زانو کا

نامہ کرتا ہون جو اوس سنگدل و نادان کو تحریر
ہر حریر قلم اک غلغلہ ہے کوکو کا

۳۸

چاند سے داغ چمکتے ہین دل عاشق مین
کبک کی طرح ہے وارفتہ کسی مہرو کا

۹

رخ مین عالم ہی چراغ طور کی تنویر کا
آفتاب حشر گردہ ہی تری تصویر کا

ساکنان عرش تھراتے ہین میری آہ سی
ہو چکا ہی نسر طائر تک شکار اس تیر کا

ایک دوری مین ہزارون کو ملایا خاک مین
کیا بگاڑا تھا جوان مردون نی چرخ پیر کا

ہی خدا سی یہ دعا شوق شہادت مین صنم
میرا زنار گلو ڈورا ہو اوس شمشیر کا

ای کمان ابرو نگہ تیری ہوئی سینی کی پار
طائر دل ہو گیا طعمہ عقاب تیر کا

سمنے خود الزام اوٹھایا جب گلہ تمسی کیا
مین تو ای معجز بیان قائل ہون اس تقریر کا

جائیگی جان آج کل مین جو یو مین ہو ا رہا
اور ہون مہمان دو دن خانہ زنجیر کا

اس سی آنکھون مین مری عظمت گناہونکی نہین
تیری رحمت سی ہی رتبہ مضمحل تقصیر کا

۳۹

بسکہ میری دل مین ہی جوش مضامین ان نون
اس زمین مین اور عاشق قصد ہی تحریر کا

۱۶

جو مصور کھینچ لے نقشا مری تقریر کا
جوش خجلت رنگ اوڑادی بلبل تصویر کا

اور پردی سے ہوئی دونی تجلی حسن کی
لو نقاب رو بت شیشہ بنی تصویر کا

ہو لطافت سی مرکب تیرے نامی کی بسیط
حال ای کان صفا کھلتا نہین تحریر کا

ناتوانی دشت مین اوٹھنی نہین دیتی ہی پاون
گھانس جو پٹی تو عالم ہو گیا زنجیر کا

جو مسافر تیری کوچے مین گیا مارا پڑا
راہ زن ہونے لگا نقش قدم رہگیر کا

باعث سودا کسی کی کاکل پیچان نہین
تھا ہمین آباد کرنا خانۂ زنجیر کا

قتل کرنے سے مری قاتل لہو روتی ہے تیغ
چشم خون افشان بنا جوہر تری شمشیر کا

دیکھکر صورت شب ہجر انکی رنگ ایسا اڑا
مٹ گیا جو کچھ کہ لکھا تھا مری تقدیر کا

تیغ ابرو کے لیے موہو گئے جوہر کی جا
بال ہے رتبہ بڑھا قاتل تری شمشیر کا

شعلے آنکھون سے نکلتے ہین تپ ہجران یہ ہے
ہوگیا عالم مری پلکون مین آتش گیر کا

ظالمون کی جھک کے ملنے مین ہر سر ہے دغا
کاٹ ہے اوتنا سوا جتنا ہے خم شمشیر کا

اس تن خاکی ہے رونق کھوئی جوش اشک نے
رنگ اڑ جاتا ہے باران سے گلی تصویر کا

باغ مین مجھکو نا توان وحشی کا کیونکر دل لگے
موج بوئے گل سے ہوتا ہے گمان زنجیر کا

اب کہان جو صحبتین رنگین اداون سے رہین
قسمت برگشتہ نے اوٹا ورق تصویر کا

اسلیے قرب کمان سے بھاگتا ہے دور تیر
ربط کب ہوتا ہے عالم مین جوان و پیر کا

۴۰
نا توان وحشی سمجھ کر قید سے چھوڑا تو کیا
بیڑیون کی جا ہوا عاشق نشان زنجیر کا
۱۰

خط دیکے مجھ مریض کے گھر کا پتا دیا
قاصد کو اوس صنم نے مسیحا بنا دیا

سرخی نے لعل یار کی لاکھا جما دیا
عکس مژہ نے آنکھون مین سرمہ لگا دیا

جھولی مین ساتھ غیر کے تمنے چڑھایا پینگ
نالون نے میرے عرش معلّا ہلا دیا

ہم زندہ زیر خاک ہین بستر کی گرد سے
سوے کمر کی یاد نے ایسا گھلا دیا

اشکون مین آتا ہے دل افسردہ لخت لخت
اس سیل نے اوکھیڑ کے مردہ بہا دیا

بجلی گرائی خرمن انجم پر آپ نے
شب کو جو پردہ رخ تابان ہٹا دیا

رونے سے نکلا اہل دل افسردہ کا غبار
سیلاب چشم تر نے کنول سا کھلا دیا

ہیرا کھلایا فرقت دندان یار نے
اس زہر نے کلیجے کو ٹکڑے اوڑا دیا

خود رفتگی سے ہمکو ملا اتحاد یار
دیوانگی نے پردۂ غفلت اوٹھا دیا

۱۵ | ۴۱ | باران کے زور شور سے عاشق یہ گھر گرا
اشکون نے میرا قصر تن زار ڈھا دیا

اونکا بچپن کم ہوا تو اپنا سودا بڑھگیا
طوق ادھر پہنا اودھر منت کا گنڈا بڑھگیا

گھٹ گیا زور اپنا زور ایسا جنونکا بڑھگیا
پاؤن سو جا جسقدر بیڑی کا حلقا بڑھگیا

عاج کی شانے سے نکلے دانت مارے رشک کے
آرسی دیکھی غرور حسن دونا بڑھگیا

دشت گردی سے ترقی پر ہوا طوفان اشک
پھوٹی چھالی پاؤن کی سو تونسی دریا بڑھگیا

ایسا لٹکا کان کا پتا کہ اوجھا پاؤن مین
آتش رخسار سے سونے کا بالا بڑھگیا

دل نہ ٹوٹا بیوفائی پر وہ ہین ثابت قدم
تمنے جتنی کی کشش الفت کا رشتا بڑھگیا

وصل کی شب میہمان تھی ہم سرائے دہر مین
صبح ہوتی ہی چراغ زیست اپنا بڑھگیا

کاٹی عسرت مین فراغت ہوتی ہی پہونچی اجل
نعمتین جب آئین دسترخوان اپنا بڑھگیا

ہون وہ مجنون ناتوانی سے قدم اوٹھتا نتھا
دشت گردی کی جو کثرت کی دم اپنا بڑھگیا

عید کو ابکی نہ دیکھا اوسکے ابرو کا ہلال
سال بھر سے بھی زیادہ یہ مہینا بڑھگیا

ایڑیون تک پونچی کنگھی سے تری چوٹی کی بال
جنتری مین جس طرح جوتار کھینچا بڑھگیا

ہم نشین کی آنکھ پر غفلت کی پردی پڑگئی
مرگئی ہم تعزیت خانہ بھی اپنا بڑھگیا

دشت گردی

دشت گردی ہی جلش خارون کی وحشت مین مجھی		بنگیا پا پوش پا اتنا پھپھولا ابٹر بگیا	
آنکہہ سے قطرہ نہ ٹپکا موج زن ہی بحر اشک		کچہ گھٹا پانی نہ دریا کا نہ کوزا ابٹر بگیا	
۴۲	رہ گئی محفل مین کشتی رہ گئے در پر سبت پہونچا اوس تک جسکا ای عاشق نصیبا ابٹر بگیا		۷
بخت وازون کا اثر جراح تھوڑا ابٹر بگیا		فصد سی سودا ابٹر ہا مرہم سی پھوڑا ابٹر بگیا	
شعلۂ آواز نے دکھلایا گانے مین اثر		بنگیا زنجیر گرمی سے یہ توڑا ابٹر بگیا	
زہر اب کھا کر مرینگے قتل لاکھون ہو چکے		سبز جوڑا اوسنی پہنا سرخ جوڑا ابٹر بگیا	
نیش عقرب نیش پشے کا شب ہجران بنا		صبح تک پھوڑی سی سو حصے دو ڈرا ابٹر بگیا	
فصل گل کی جاتی جاتے عمر آخر ہو گئی		تو سن باد بہاری سے یہ گھوڑا ابٹر بگیا	
سیر ہی یوسف سی گران قیمت کوئی یوسف نہین		دیکہی نقد جان خریدا سول تھوڑا ابٹر بگیا	
۴۳	عشق سی عاشق اجاری جب لیا ملک جنون داغ پر نا سور عامل پر کڑوڑا ابٹر بگیا		۲۳
کیا بخت پیرہن ہی اوس یار گلبدن کا		حسرت ہی میری دل کو تکمہ ہو پیرہن کا	
باد بہار رخ ہی ہر دم نفس دہن کا		دیتی ہوا اس چمن کو پانی چہ ذقن کا	
زیور کی دھن نہ مائل آرایش بدن کا		بل خوب صورتی کا غرہ ہی بانکپن کا	
برق نگہہ ٹھہرتے دیکھی نہ ایک جا پر		شوخی مین چتونون کی انداز ہی ہرن کا	
جینے سے تنگ تھا یہ منزل گہ جہان مین		آئی جو موت سمجھا قاصد ملا وطن کا	
ہوتا ہی دل پریشان مٹتے ہین داغ تن کے		افسوس ہی اوجڑنا پھولی ہوئی چمن کا	

فریاد ذی اوڑادی باغ جہان کی رونق
پتا ہوا ہی دم مین ہر پھول اس چمن کا

صندوق شہر مین ہی سوز جگر سے مرقد
ہی شمع کا فتیلہ جو تا رہے کفن کا

سر جھک گیا قدم پر اللہ ری ناتوانی
اوٹھتی نہین جو گردن ہی بوجھ لاکھ من کا

مہکا ہی باغ عالم گلگشت گلرخان سی
دیتا ہی پھول کی بو پتا بھی اس چمن کا

عریان تنی ازل سی ہی سرنوشت انسان
دو روز جسم خاکی مہمان ہے پیرہن کا

برسون رہا ہون گریان دی فصد خون کیونکر
آنکھون سے بہ گیا ہے سارا لہو بدن کا

اب باغ زخم تن سے اوڑتا ہی طائر جان
نالہ ہی دمبدم کا کھٹکا مرے چمن کا

کیا جانے کس طرح کی صدمے اوٹھا رہا ہون
رو رہ کی ٹوٹتا ہے کیون بند بند تن کا

مثل درخت سوکھے اعضا مرے خزان مین
صدمہ ہوا یہ دل کو برباد ی چمن کا

یہ چرخ نے دبایا مانگا جو رزق مین نے
آٹا ہوا ہی پس کر ہر استخوان بدن کا

اے آسمان کہان تک ایذے اے دشت غربت
خوگر ہے جسم اپنا آسایش وطن کا

جنگل مین بعد مجنون جھنڈی گڑی ہمارے
ہر خار پر پھریرا ہے پیرہن کا

مصحف رہا حمائل ہر وقت زندگی مین
ہی قبر مین بھروسا لکھے ہوے کفن کا

دین بت کی لاکہ قسمین مانی نہ ایک اوسنے
اللہ ری تکبر اوس طفل برہمن کا

کی ترک لاکہ الفت جاتی نہین نقاہت
برسون کی لاغری بھی کینڈا ہوا بدن کا

دیکھین جو میرے منہ پر وہ آنسو ونکا سہرا
پتلی پہ جھک کی ملکین گھونگھٹ نیند دلہن کا

۴۴	عاشق حواس سب ہین وقت نفس شماری فریاد کو پہونچنا ہے کام پنجتن کا	۱۵

قد سرو ہے چمن کا منہ پھول یاسمن کا
تل مشک ہے ختن کا لب لعل ہے یمن کا

تکیہ بنا کے بازو لیٹے جو رکھ کے گیسو
دیتا ہے مشک کی بو جوگن سے نور تن کا

وہ جان جان جد ہے دل مردہ سا پڑا ہے
تابوت بن گیا ہے سب استخوان تن کا

شمشیر تیز ابرو ترچھی نظر ہے جادو
کالی بلا ہے گیسو اوس ترک تیغ زن کا

ابرو کے پاس گیسو گیسو قریب ابرو
ابرو ہے شاخ آہو وہ پھاند ہے ہرن کا

برسوں کا کیوں ہے ساماں ہے جان تین مہمان
کتنا غنی ہو انسان محتاج ہے کفن کا

مر جائینگے سفر میں پہونچینگے گر خاک گھر میں
ضعف آگیا نظر میں بھولے پتا وطن کا

پتلی کا ہے تماشا بگڑے گا دم میں نقشہ
کیا روح کا سہارا کیا آسرا بدن کا

دل جسم سے جدا ہے اوس زلف میں بسا ہے
سنسان یہ سرا ہے غم ہے بنا ہے تن کا

ہے جسم سست بنیاں دل ہے بہت پشیماں
دو دن ہے روح مہماں پھر کوچ ہے وطن کا

قاتل فقط وہ کیا ہے ہر عضو اک بلا ہے
بھونچال سے سوا ہے بدنام ہے چلن کا

مرد جوان ہے جاہل دولت پہ ہے جو مائل
ایمان ہے مہر غافل دنیا ہے پیر زن کا

حافظ اگر خدا ہے بندے کو خوف کیا ہے
خالق وہ روح کا ہے صانع ہے وہ بدن کا

بندش بھی بے خلل ہے مضمون بھی بدل ہے
شہروں میں آج کل ہے شہرہ مرے سخن کا

۴۵ | ناموں کا ہے بہانہ ہوتا ہوں خود روانہ
عاشق مرا فسانہ قصہ ہے نل دمن کا | ۲۹

زلف کا خم ابروں کا بل گیا
لاکہ تینے آپ جوبن ڈھل گیا

بدمزاجی سے تری سب چل بسے
آج جو جانے کو تھا وہ کل گیا

تا سحر تھا شب سے اونکا انتظار
صبح کیسی اب تو دن بھی ڈھل گیا

زندگی کل تک ہو کس امید پر
آج کا وعدہ بھی دیکھو ٹل گیا

جب گیا سیلے وہ یار جنگ جو
اسپہ تیغ اوسپر تنچہ چل گیا

سرکشون کا سر جھکایا تیغ نے
جو علم پہونچا وہ سر کے پھل گیا

راستی پر اب مزاج یار ہے
گیسوون کا ابروون کا بل گیا

شمع باندھا قامت دلدار کو
غیر میری گرمیون سے جل گیا

داغ دل سے زلف کا سودا بنا
سکۂ داغ جنون بھی چل گیا

یاد مجکو آئے کیا شام شباب
دن ضعیفی کا بھی اب تو ڈھل گیا

قبر انسان ہے در شہر عدم
جو سوار آیا یہان پیدل گیا

بعد میرے او پڑی ساری حیا
روئے کیا آنکھون کا پانی ڈھل گیا

غیر نے باتون مین پھیرا یار کو
بیٹھ کر بیٹھے وہ فقرا چل گیا

جب پھرے گرد آتش رخسار کے
جسم پروانے کی صورت جل گیا

گل کھلایا تو نے کیا باد بہار
نخل تن داغ جنون سے پھل گیا

ہونٹھ دانتون مین دبایا یار نے
دل مراد کہتا کلیجا مل گیا

اوسنے ضد سے پھینکدی لوح مزار
میرے سینے سے یہ پتھر ٹل گیا

غیر کو اکثر ڈرایا یار نے
مجکو جب تاکا تنچہ چل گیا

آج جس بیمار کی ہے جستجو
راہی ملک عدم تھا کل گیا

زلف کو شانے نے سیدھا کر دیا
پیچ مین کون آئیگا وہ بل گیا

حقیر

چشم تر برسون رہی ہم ہجر مین — طفل اشک چشم آخر پل گیا
چشم گریان زلف کی فکر مین گئی — اژدہے کی فکر مین بادل گیا
تھا ہمیشہ بات کا تمکو نباہ — حکم میرے قتل کا کیون ٹل گیا
یانگہ سیدھی کبھی ہوتی نہ تھی — ابتو تیوری کا بھی دیکھو بل گیا
جسنے دیکھا پاؤن کا میرے ورم — ہاتھ میرے حال پر وہ مل گیا
جب چھری پائی نہ پایا مجکو سا — وقت غصے کا تمہارے ٹل گیا
حسن روز افزون گیا لیجے خبر — آفتاب نوجوانی ڈھل گیا
تیغ ابرو کا تو بوسہ لے چکے — قتل کیجے وار اپنا چل گیا

۴۶	اب ہے عاشق رہرو ملک عدم آج یارا ہی ہوا یا کل گیا	۲۰

پیڑیون کو سوز غم نے دم مین پانی کردیا — میری نالون نے مجھے داؤد ثانی کردیا
آہ نے یون گل چراغ زندگانی کردیا — جان کو دم مین ہوا پیکر کو فانی کردیا
عمر کھو کر حسرت دیدار مین پچتائی ہم — داغ عشق یار کو داغ جوانی کردیا
زلف کو ہمنے کبھی اژدر کبھی عقرب کہا — آفت ارضی بلای آسمانی کردیا
کھول کر آغوش لپٹے خوب سا میرے گلے — آپ نے وا آج باب مہربانی کردیا
موت کا کھٹکا نہین جب تک امید وصل ہے — داغ حسرت کو چراغ زندگانی کردیا
نیند آنے کے لیے سنتی ہو میرا حال تم — زار نالی کو مری تمنے کہانی کردیا
سنکے میری حال کو اوسنے کہا آنسو گرے — درد کی تقریر نے پتھر کو پانی کردیا

منہ پہ منہ بیمار کر رکھکر ہنسا وہ لالہ رو
زرد رخساری کو میری زعفرانی کر دیا

حسرتِ عمرِ گذشتہ مین ہوے ہین ناتوان
تونے ہمکو پیرا ے بادِ جوانی کر دیا

وہ عیادت کو کھڑے ہین آنکہ نکلے دم مرا
خاک سارا حوصلہ اے نا توانی کر دیا

خواہش دیدار روے یار مین ہم مر گئے
اس ہوا نے گل چراغِ زندگانی کر دیا

سب جماعت عاشقون کی آج قربانی ہوئی
تمنے خطبہ عید کا شمشیر خوانی کر دیا

دلمین میرے چوٹ ہے خاموش رہ اے ہمنشین
مر گیا مین تونے کیون ذکرِ جوانی کر دیا

کم سنی کا یار کی وصلت مین لازم تھا لحاظ
تونے بیخود اے شرابِ نوجوانی کر دیا

دیکھکر تمنے نگاہِ ناز سے مردے جلاے
تیغ کو پانی تو آبِ زندگانی کر دیا

جو گیا ملکِ عدم مین تون نالان رہا
مجکو قسمت نے درا ے کارروانی کر دیا

عکسِ جامِ چشمِ ساقی نے بدل دی ہے نقاب
پارچہ آبِ روان کا جامدانی کر دیا

نامہ کیا لکھتا مرا محبوب ہے نازک مزاج
مثلِ مصحف خط کو پیغامِ زبانی کر دیا

۴۷ | کھینچتا ہون روز عاشق فکر سے تصویرِ یار
عشق نے طبعِ رسا کو میری مانی کر دیا | ۲۳

بے بادہ یار باغ مین مست سرور تھا
ہر پھول دست شاخ پہ جامِ بلور تھا

دیکھا تو وجہ روشنی دل قصور تھا
نقطہ سوا دمردمکِ چشمِ حور تھا

دل مین کبھی نہ کبر نہ سر مین غرور تھا
افتادگی کی راہ سے مین بے قصور تھا

آنکھون مین میری جلوہ روے حضور تھا
ہر سنگ راہ ضعف مین اک کوہ طور تھا

آئی جو سنگ حادثہ دہر سے شکست
پہلے بناے خانہ تن مین قصور تھا

غزلیات

طوفان اشک چشم کا ہی مختصر یہ حال
مین نوح وقت تھا تو یہ آب تنور تھا

کیا جلد خسروان جہان کا نشان مٹے
ہر قصر مثل سایۂ بال طیور تھا

وحشت جو لے گئی تھی مجھے کوہسار مین
ہمراہ کوہ کن تھا مگر دور دور تھا

ٹھہرا نہ باغ دہر مین کھٹکے سے موت کے
ہر موی جسم صورت بال طیور تھا

ہے بت کدی مین بندۂ شاکر لقب مرا
کعبے مین تھا خلیل جو عبد شکور تھا

دکھلائین ان بتون نے بہت بے نیازیان
میرے خدا سے کون زیادہ غیور تھا

عاصی ثواب کار کو یکسان کفن ملا
طاعت کی طرح قابل خلعت قصور تھا

ہوتا غنا حرام نہ کیون شمع خاص مین
مصحف مین نسخ حکم کتاب زبور تھا

دیکھا تو غرق خوی خجالت ہوی صنم
داغ جگر مین مہر قیامت کا نور تھا

روتی ہین استخوان سر و دست خاک مین
جو دست ظلم تھا جو سر پر غرور تھا

مجکو قدم قدم پہ تجلی نظر پڑی
ہر سنگ رہ مین مرتبۂ کوہ طور تھا

مسکن سبا تھا غیرت بلقیس تھا حبیب
کیا لطف شہر طیب و رب غفور تھا

گو سلطنت ملی مگر افسردگی رہی
میرا سریر تختۂ چوب قبور تھا

محتاج ہم جلوس کی ہوتی نہ بعد مرگ
مردی کے ساتھ قبر تک آنا ضرور تھا

آیا کبھی نہ برہمنون مین وقار بت
بندون مین پر صفات خدا کا ظہور تھا

تھا مغفرت کا لطف گناہ شباب مین
مانند جرم رحمت حق کا وفور تھا

بیعت کرینگے موسی عمران حضور سے
پہلے سے اسلیے ید بیضا مین نور تھا

ہوتا جو انفعال گنہ قرب کا سبب

۴۸	عاشق یہ کیسا کریم کی نزدیک دور تھا	۲۵

سو سے کی بعد مین جو سر طور تک گیا
شوق وصال شمع تجلی چمک گیا

اے قیس ہمنے کی ہین وہ صحرا نورد یان
سایہ پڑا ہی راہ مین ہمراہ تک گیا

کیونکر بیان لطافت پوشاک یار ہو
مخمل کی فرش خواب مین دامن اٹک گیا

یہ غم ہوا کہ دل پہ مری داغ پڑ گئے
پہلو سے یار شب کو جو تل بھر سرک گیا

دو بار چار آنکھ جو ساقی سے ہو گئی
دو چار جام ایسی چڑھائی کہ چھک گیا

دل کو چرا کے آہ سی میری ہوا یہ خوف
طرار زلف کان کے پیچھے دبک گیا

تمنے ملا جو دل کو مرے بڑھ گیا فروغ
دیکھو جلا سے آئینہ کیسا چمک گیا

کاکل کا بوسہ لیکے پہنسے اضطراب مین
مچھلی کی طرح ہونٹہ مین کانٹا اٹک گیا

پہنا چکے کفن تو بہت منہ چھپا گئے
بوحد کا آشنا تہا لب گور تک گیا

پہلو بدل بدل کے وہ لیٹے جو وصل مین
بائین طرف سی دہنی طرف دل سرک گیا

اعضا کی لاغری سی نکلنے نہ پائی روح
کانٹون مین اور تار رگ جان اٹک گیا

لطف وصال صبح چمن خوب یاد ہی
آنکھیا مسک گئی کبھی غنچہ چٹک گیا

نکلی لہو کی دہار چھری چل گئی یہان
قاتل نی فصد لی تو مرا دم پھڑک گیا

معشوق چھین لائی بہت جبر و قہر سے
ہم بھی وہین اڑے کہ جہان دل اٹک گیا

کیا مٹتے مٹتے داغ جگر کا ہوا فروغ
بجھتا ہوا چراغ بھڑک کر چمک گیا

افراط شوق دید مین کم ہو گئی نگاہ
جس جام کو بہت سا بھرا وہ چھلک گیا

شاید یہ مثل آدم و حوا ہوی تھے خلق
دنیا سے ہے زوال جسے شباب فلک گیا

انشاء

اللہ رے شوق قرب فقط دل نہین بڑھا
ہر استخوان جوڑ سے آگے سرک گیا

اس غم سے لاغری ہے کہ رو کا نہ یار کو
دبلا ہوا مین یار جو دامن جھٹک گیا

دعوت مین تم نہ آئی تو لذت نہ کچھ ملی
کھانا گیا شکم مین مگر بے نمک گیا

جس راہ سے طلب ہے چلین گے اوسی سے ہم
مجنون سڑی تھا راہ طریقت بھٹک گیا

ملک عدم کو لیگئے کاندھو نہ لاد کے
کیا وہ نہ منزل ایجاد تھک گیا

آنسو کے بدلے پیپ نکلتی ہے آنکھ سے
پتلی کا دل بتون کی محبت مین پک گیا

رہ رہ گئی جو ٹوٹ کے تلوون مین خار دشت
چبھتا نہین یہ پانون سے کانٹا کھٹک گیا

۴۹ | تنہا جو مشورے کو بلایا نہ آئے وہ
عاشق مزاج یار مین کچھ اور شک گیا | ۲۶

تیز مضمون کرے کیون نہ طبیعت پیدا
وصف کرار سے ہوجاتی ہے جودت پیدا

دیکھ تفسیر تو ہوجائے حقیقت پیدا
کہ ید اللہ کے مضمون سے ہے قدرت پیدا

دُر مضمون مناقب کو لٹاتا ہون آج
بڑھ کے حاتم سے بھی کی مین نے سخاوت پیدا

جو زبان کرتی ہے اوصاف گل عارض شاہ
اوس سے ہوتی ہے کلید در جنت پیدا

جنگ خیبر مین ہوا حکم خداداد علی
ہوگئی لشکر اسلام کو قوت پیدا

سات آواز کے موجود ہوئے شیر خدا
شاہ کیا آئے ہوئی فتح کی صورت پیدا

بعد خیبر کا مدینے سے ذرا غور کرو
معجزہ تھا جو ہوئی شیر مین سرعت پیدا

گیا آشوب پیمبر کی زبان پھیرتے ہی
چنگی ہوگئی آنکھون مین بصارت پیدا

خضر نے دیکھا جزیرے مین کسیکو نائم
اور اصابع سے ہے آب یم قدرت پیدا

وہ علی تھے یہ کسی اور کا اعجاز نہین — قبل میلاد تھے آثار ولایت پیدا
آج ایثار کردن دل کو تو کچہ دور نہین — نظم اوصاف سے ہو دل مین بشر پیدا
کیا عجب لفظ کی جا روح دہن سے نکلے — ولولہ ہو کہ ہوے شاہ ولایت پیدا
فخر کرتے ہین ملک اور مباہات خدا — مصطفے خوش ہین ہوئی دین کی نصرت پیدا
کیون نہ اقطار جہان دین پیمبر گھیرے — جب علی سا ہو ولی بہر حمایت پیدا
دشمن و دوست مین تیرے جو نہوتی تفریق — کرتا خالق نہ کبھی دوزخ و جنّت پیدا
معرفت تیری وہ دولت ہو کہ جسکا ہی یہ فیض — کثرت صرف سے ہوتی نہین قلت پیدا
اسد اللہ نہوتا جو ترا نام اے شاہ — شیر صحرا مین نہوتی کبھی جرأت پیدا
حق نے ذرّات سے اقرار ولایت کا لیا — ضلع آدم سے ہوئی جب کہ یہ خلقت پیدا
بحر کرتا جو نہ اقرار ولایت کا شور — آب شیرین مین نہ ہوتی کبھی لذت پیدا
نام کی تیری جو پہلے سے نکرتی حرمت — غیر ناطق مین نہوتی کبھی حرمت پیدا
معرفت آپکی جتنی ہے جمادی کے لیے — اوسقدر اوسکی ہے دنیا مین بشر افت پیدا
آپکا عرش کے پہلو مین چمکتا تھا نور — ابھی آدم کی نہ طینت تھی نہ صورت پیدا
لکھے کیسے مین وہ منشور شکست اہنام — نقش پا سے جو کری مہر نبوت پیدا
کیسے ترکے مین ملی قوت ترک گندم — کسنے اجداد مین کی ایسی قناعت پیدا
قتل بیٹون کا گوارا ہو شفاعت کے لیے — ایسی بھی ہوتی ہو دنیا مین مروت پیدا

قطعہ

۵۰	کثرت کار مین ہے قلت فرصت عاشق مدح گوئی کے لیے کیجیے خلوت پیدا
۱۳	

دنیا کو انقلاب ہی میری بیان سی کیا
کوس رحیل دہر بجایا فغان سے کیا

جب کر چکے حلال کیا عذر گفتگو
غصہ تو ہے حرام نکلتا زبان سی کیا

توڑا جو ضعف نی تو ہوئی روح بیقرار
آرام ہو مکین کو شکستہ مکان سی کیا

بیٹھا کے بزم غیر مین پوچھو نہ حال کچہ
دانتون مین ہون زبان کی صورت بیان سی کیا

یہ راستی پسند ہی دل کو وہ نازکی
کچہ طول و قصر سرو و گل بوستان سی کیا

بیٹھا ہون راہ گنج شہیدان عشق مین
بخشش ہی میری گرد رہ کاروان سی کیا

میت پہ میری کہتے ہین وہ ہم بھی مر گئے
دل اوٹھ گیا جہان سی تم اوٹھی جہان سی کیا

قاتل سے پھیر لائے دل بیقرار کو
دیکھو جگر ہمارا کہ لائے کہان سی کیا

بت نی نہ بعد قتل بھی پوچھا کنشت مین
رتبہ خدا کے گھر سے ملا امتحان سی کیا

محمل مین دیکھتی نہین یوسف جمال کو
پردے پڑے ہین گرد رہ کاروان سی کیا

جب تہ یان جلین تو ہوا داغ کا ظہور
ہوا ابتدای سوزش غم استخوان سی کیا

سوز و گداز تھا جو کنہیا کی صوت مین
وہ بانسری بنی تھی مری استخوان سی کیا

۵۱

عاشق عروج خاک ہو میرے کلام مین
فکر زمین شعر ہے کم آسمان سے کیا

۲۰

کیون نامہ بر اوس بت کا مری گھر نہین آتا
ناراض خدا ہے جو پیمبر نہین آتا

نقطہ دہن یار کا پائین جو پہرین گرد
پرکار کی صورت ہمین چکر نہین آتا

اللہ کی جا دل مین ہی پر شرط ہی اتنی
بے یاد کسیکے بھی کوئی گھر نہین آتا

ہم مل گئے مٹی مین ہوئے صاف نہ ہمسے
آئینہ ہی رخ آپ کا باور نہین آتا

کہتے ہو جنازہ پہ تری آئین گے اک روز
کیا کیجے بھانے سے ہمین مر نہین آتا

بوسہ نہ دیا لب کا تو بچتا وگی اے یار
پھر چشمۂ حیوان پہ سکندر نہین آتا

شہباز نگاہ غضب یار بلا ہے
پہونچا کے کبھی نامہ کبوتر نہین آتا

یون آتے ہین غش ضعف مین پھیرے سے نگہ کے
اونکے جو پھرون گرد تو چکر نہین آتا

کہتے ہو کہ تقریر کو دیتے ہو عبث طول
جو دل مین ہی شمہ بھی زبان پر نہین آتا

کیا وقت ہی ہنستی ہی اجل حال پہ میرے
مرتا ہون مین اور یار کو باور نہین آتا

بل جس سے ذرا سنبل گلشن کا نکل جاے
وہ پیچ تجھے زلف معنبر نہین آتا

بیوجہ کیے قتل کئی نامہ برا وسنے
اب ہاتہ کبوتر کی جگہہ پر نہین آتا

خال لب دلدار سے ہی مجکو تعجب
سنتے ہین کہ کافر لب کوثر نہین آتا

پیری مین غش آتی ہین مجھی بیٹھے بٹھاے
پھرتا ہی فلک ایک بھی چکر نہین آتا

وہ مال سی تو ہم ہین کرامات سی مغرور
کیا پاس فقیرون کی تونگر نہین آتا

معشوق وفادار زمانے مین ہی نایاب
مین جسکا ہون طالب وہ میسر نہین آتا

روتا ہون لہو ہجر مین گھٹتی نہین قوت
دریا ہی روان آنکھہ سے چکر نہین آتا

تاثیر ہو تقریر مین کیا اوبت بے مہر
درد دل مایوس زبان پر نہین آتا

اک روز گھڑی بھر تو سنو دل کی کہانی
رحم اوسکو بھلا دیکھین تو کیونکر نہین آتا

۵۲ عاشق کے جو مرنے کو مناتی ہین شب و روز
کہتے ہین کہ قاصد تو کہلے سر نہین آتا ۳۷

نہ کرتے دفن تم تو خاک مین مین خود سما جاتا
نہ دیتے غسل تو مین غون مین اپنے نہا جاتا

ہماری نالۂ سوزان سے اونکے گھر کا کیا جاتا
غریبون مین کسیکا جھونپڑا بیشک جلا جاتا

الگ غیرون سے کوچے مین اگر مین اوسکو پا جاتا
قدم پر گر کے ساری سرگذشت اپنی سنا جاتا

لحد بہتر ہے سو درجے وہان پرسش تو ہوتی ہے
نہ پوچھا تمنے محفل مین بھلا پھر کوئی کیا جاتا

سما جاتا جو میری دل مین اونکی آنکھ کا نقشا
خراش نشتر مژگان سے دل کا آبلا جاتا

صفا سے زیست ہے اپنی غبار آتا تو مر جاتے
یہ بنکر قبر کی مٹی ہمارا جسم کھا جاتا

ہوا مطلب نہ محشر مین یونہین دلکی رہی دل مین
بتون کی کیا شکایت لیکے مین پیش خدا جاتا

نہ آتا اپنے وعدے پر اگر وہ پردہ پوش ابکی
کفن سے منہ لپیٹے قبر مین مین بھی چلا جاتا

نہین یہ منہ رقیبون کا دبائین گالیان دیکر
جو وہ بوچھار کرتے ایک فقرہ میرا چھا جاتا

نہ دیکھا اوسطرف تمنے رقیبون کے سکھانے سے
ہماری جان جاتی مفت مین غیرونکا کیا جاتا

اگر سنتا کسی سے جھانکنے کا شوق ہے اونکو
نگہ بنکر ابھی مین چشم روزن مین سما جاتا

محبت زلف کی بس چھوڑتی ہی جان دی مین نے
جو توبہ لاکھ کرتا سلسلہ کچھ کچھ چلا جاتا

بجز قاتل جو کوئی قتل کرتا سخت جانون کو
لہو بھی رنگ بنکر تیغ کو دشمن کی کھا جاتا

مرا قاتل دکھاتا جو روانی آب خنجر کی
لہو گردن سے میری حشر کے دن تک بہا جاتا

نہ وہ شیرین نہ مین فرہاد ہون دونونکو غیرت ہے
اگر مین جھانکتا تو وہ پسینے مین نہا جاتا

رقیبون مین نہوتی گفتگوئی نرم اوس بت سے
اگر خلوت مین کہتا سخت بھی تو مین اٹھا جاتا

وہ کہتے ہین سنا کر درد دل شب کو جگایا ہے
کہانی اور کچھ کہتے تو مجکو خواب آجاتا

تری کوچے سے بھاگا غیر کو نچکا کاٹتا اوسکی
یہی پاداش تھی جو دوڑکر مین اوسکو پا جاتا

نکلتی راہ جو اکبار آمد شد تو ہو جاتی
یہان وہ بار ہا آتے وہان مین بارہا جاتا

عدم کی رہ مین تن کا ساتھ چھوڑا روح نے تو کیا
اکیلا مین چلا جاتا جو کوئی قافلا جاتا

گھڑی بھر کی لیے ای جان عدی پر جو آجاتی
تمہاری بات رہ جاتی مری دل کا گلا جاتا

لگا تو لا کھہ منہ غیرون کو جو حق ہی وہ کہہ دیتے
بہت ہم ضبط کرتے پر نہ آئی پر رہا جاتا

ہماری قبر پر سامان غربت مین بھی ہو جاتے
جو شب کو چاندنی بچھتی تو دن کو ابر چھا جاتا

ملا تیرا بشکل چشم تر جب سے سیاہی مین
اگر مین نامہ بھی لکھتا تو خط کاغذ کو کھا جاتا

پتا اونکا کہین پایا نہ پائی پانو نہین طاقت
تجسس عمر بھر کرتے اگر ہمسے چلا جاتا

بہت سمجھا کی محبوب دوست میرے اوٹھہ گئے رو کر
مری قسمت مین جو لکھا تھا کیا کوئی مٹا جاتا

فرشتے سی پری سی حور سی سب سے ہے تو خوش گل
زمین ہند مین خاک اور آنکھون نہین سما جاتا

لٹا دیتے فقیرون کو اگر تم حسن کی دولت
ہر اک قارون بنکر دہر سی تحت ثری جاتا

نکر تی مدحت خط پر جو ہم تعریف بالون کی
حسد سی افعی گیسوی جانان زہر کھا جاتا

رقیب رو رو کی ہاک کیون تمنے بٹھائی ہے
اکیلے مین جو ملتا شیر تھا کیا مجکو کھا جاتا

کیا سید ہا فلک کو مین نے آخر چار نالون مین
چڑھا آتا تھا سر پر اس سے مین کتب دبا جاتا

گھر و ندا دہر کا نقش و نگار مکر سی پر ہے
کوئی ایسا نہ آیا جو گرا جاتا سٹا جاتا

سنا ہے جھوٹ شکوی عاشق صادق کی ہوتی ہے
زبان سی کچھ نکل جاتا نہ جب ہمسے سنا جاتا

مری نالون سے کچھ تو کاروان کی بھیڑ بڑھ جاتی
لحد کی سو تی چونک اوٹھتے جہان شور در اجاتا

بدن سی سر اوتر وا کر جو مل جاتے شہیدون مین
ہماری قبر پر جو کوئی آتا کچھ چڑھا جاتا

نہ تھا کچھ کام دنیا سی نہ کچھ حاصل تہا عقبے سی
یہان محو فنا آتا وہان محو لقا جاتا

۵۳ ہوئی کل قصہ خوانی گہر مین اور حال شوقی
جو کوئی رحم دل ہوتا تو محفل مین ہنسا جاتا ۳۳

دل مجنون مرا عاشق ہی کس لیلی شمائل کا
تجسس ہے اسی قرآن کی منزل مین محمل کا

نظر آیا جو عالم حسرت دیدار سنبل کا
دوبارہ قتل کرنے کو نہ اوٹھایا ہاتھ قاتل کا

یہ وہ در ہی کہ لب ہلنے نہین دیکھا ہی سائل کا
شکستون پر صدا دیتا نہین کانسہ بہان دل کا

غلاف خنجر قاتل پسینا حال پر میرے
ہوا جو ہر مین بیتابی سی نقشہ رقص بسمل کا

گذر چاہ زنخدان مین نہین میرے دشمنو کو
بھلا کیونکر کہون نقشا ہی اس مین چاہ بابل کا

کہون کیونکر نہین دیکھا ہی تجھسا مہ جبین نے عالم مین
کہ ہی آئینہ دل مین حسین تیری مقابل کا

سنا ہی فرقت حوا سی برسون بو البشر روئے
ملا تھا جسم آدم مین مگر ریزہ مری گل کا

دکھایا چرخ نے بربادی بابل کا یہ صدمہ
کہ غنچہ بن گیا سوکھے سے منقار عنادل کا

ہوا میری وفا کا بعد مردن اسقدر شہرہ
گلے مین پہنی ہین معشوق سب کنٹھا مری گل کا

وہ گریان ہون اگر خاک شفا مین خاک مل جائے
ابھی آنسو بنے تسبیح مین دانہ مری گل کا

لحد مین ہوگیا سوز دروں سے خاک مین گریان
لگا دھبا فرشتون کی بھی دامن مین مری گل کا

عبث کاٹی ہین ضد سی باغبان نے سب کے گلچیں نے
نہ دیکھا کوئی شاکی باغ مین شور عنادل کا

اگر سامع بھی ہوتی گوش گل کر آپ ہو جاتے
کہ اوٹھنا نازکی سی بار کیا شور عنادل کا

اندھیرا گھر مین میرے قبر سی کچھ کم نہین رہتا
وطن مین بیٹھے بیٹھے کھل گیا سب حال منزل کا

ملا آرام مرقد مین تو غفلت ہوگئی دونی
چلا جو چار کے کاندھے تھکا وا کیا ہو منزل کا

عدم سی آنے والون مین جو تو ہوتا تو ہم سنتے
مجھے واعظ بتا دی حال کیا ہی پہلی منزل کا

غریبون کی ضعیفون کی وہان قبر بنی ہوگی
ملا آرام تکیہ بن گیا ہے کوی قاتل کا

فقط دیکھی سی ناقی کے ہوا تھا قیس دیوانہ
حریر پردہ چشم پری تھا پردہ محمل کا

ہوی پژمردہ گل جب سے ہوئی قید قفس بلبل
گئی رونق چمن کی یہ ہوا صدمہ عنادل کا

خدا جانے کہ جل کر مر گئی فصل خزانی مین
نپایا باغ مین گلچین نے اک پر بھی عنادل کا

تصدق ہوتی ہین جو لوگ اوسکی شمع قامت پر
نظر آتا ہی فانوس خیالی رنگ محفل کا

ہوی برخاست اہل بزم مست حسن جو شب تجھ بن
شرابی بنکے گھر جانے لگا ہر شخص محفل کا

نہین آنکھو نپہ ابرو میکدو نپر یہ کتابہ ہے
عجب مضمون تازہ ہی لکھا ہی شعر کامل کا

یہی آنکھین ہین جس سے موج زن تھا نوح کا طوفان
وہ ایسی خشک ہین دہو کا ہوا دریا پہ ساحل کا

تصور ہے جو بوسی کا زبان کچہ اینٹھی جاتی ہی
تمہارا خط ہی میری واسطے کانسا ہلاہل کا

اوٹھائی داغ شوق قتل مین اس رشک بینی پر
گریبان مین ہمارے رنگ ہی دامان قاتل کا

ہمیشہ زندگی مین تاکتے تھے خوب رویون کو
ہوی جب خاک ہم تو وہ بنی خود تیر قاتل کا

ہوا ہون قیدی رشک کی مین تیری محفل مین
بنا ہی مجمع دیوانگان حلقہ سلاسل کا

اگر مین قید سی چھٹتا بھی ہون پھر قید ہوتا ہون
سوا ہوتا ہی میری ہجر مین نالہ سلاسل کا

تن زخمی کو خوہی اشک کا پانی چوانے کی
بدل جائیگا فوارہ سی پنچورا مری گل کا

یہی سمجھا بگولا خاک کا جب دشت مین دیکہا
مسافر کو نظر آنے لگا مینار منزل کا

پہونچکر زلف مین یہ دل نہ کیونکر ٹہوکرین کہاوے
مسافر کو نہایت قہر ہے اندہیر منزل کا

عدم کے جانے والی قبر مین رہتے ہین مدت تک
بہت دلچسپ ہے شاید تماشا پہلی منزل کا

دیگر

۵۴ ۲۳

عشق قد و عارض گلرنگ جانان چھٹ گیا
شمع سی پروانہ بلبل سی گلستان چھٹ گیا

لیجلے جب قید کو ربط تن و جان چھٹ گیا
کنج مرقد مین چھپے جسدن بیابان چھٹ گیا

مردہ دل ہون اور گریبان سے مرے ہوش و حواس
طائرون سے گنبد گور غریبان چھٹ گیا

اشک حسرت سے گریبان کفن بھیگا نہین
قبر مین دامان دل سے داغ عصیان چھٹ گیا

ناتوانی سے مرا دست جنون بیکار ہے
ہاتھ سے سو مرتبہ تار گریبان چھٹ گیا

زلف اوس حور کی دشمن ہے دل پر داغ کی
سو سے وہ ربط مار باغ رضوان چھٹ گیا

بہ گیا بیداغ دل طوفان آب اشک مین
دیکھیے بیڑا ہمارا بے چراغان چھٹ گیا

دل نکل آیا گریبان کفن سے بعد مرگ
روح کی مانند یہ محبوس زندان چھٹ گیا

راہ نکلی میرے دہو کی سے جو رو کا غیر کو
برطرف دربان ہوے ساری نگہبان چھٹ گیا

ناتوانی سے قدم تکلیف گردش سے بچے
پھر جفائے دست وحشت سے گریبان چھٹ گیا

تیر تو دی پر لگایا مین مکدر رہو گیا
زنگ میری دل مین آیا زنگ پیکان چھٹ گیا

مر کے نکلی خانۂ زنجیر سے ثابت قدم
کوہکن سے کوہ مجنون سے بیابان چھٹ گیا

پنجۂ رنگین کا مضمون فکر سے جاتا رہا
غوطہ زن کی ہاتھ سے یہ نخل مرجان چھٹ گیا

لیکے بوسہ کیا رقیب روسیہ رسوا ہوا
منہ مین کالک لگ گئی جب خال جانان چھٹ گیا

یاد آتا ہے لپٹ جانا گلے محبوب کے
نخل قد یار سے کیا عشق پیچان چھٹ گیا

خون کی قطرے جو ٹپکے مرغ آنکھین ہو گئین
لعل لب کے غم مین یعلون سے بدخشان چھٹ گیا

رخ سے جب بھسلی قدم پر یار کی پہونچی نگاہ
تشنۂ دیدار سے چاہ زنخدان چھٹ گیا

دم جو نکلا خانۂ تن سے مرا سودا گیا
اہرمن کی قید سے آخر سلیمان چھٹ گیا

دل جو توڑا آپنے مجھ پر ہوا بھرجن سوار
لوگ سمجھے شیشۂ دست پری خوان چھٹ گیا

خط زیر لب کا جب سودا گیا ہم مر گئے
زہر کھا بیٹھے جو خضر آب حیوان چھٹ گیا

گور اگر داغ چاند سا رخسار چمکا یار کا
زلف جب سے کی گہن سی ماہ تابان چھٹ گیا

جب اوٹھایا دام گیسو ہاتھ نازک چھل گئے
طائر رنگ حنای دست جانان چھٹ گیا

۵۵

میری غربت دیکھکر عاشق کسی گھر یاد ہی
آہوون سی دشت شیرون سی غیستان چھٹ گیا

۱۷

آپ کا ظلم بہت صبر ذرا سا اپنا
آپ ہم بانٹ لین حصہ یونہین اپنا اپنا

بیٹھ جاتی ہی مری قبر پہ ائین سو بار
کھولے رہتا ہون مین آغوش تمنا اپنا

خنجر یار سی مقتل مین ہوی پہلے شہید
لڑ گیا یار کے ابرو سے نصیبا اپنا

شوق تنہائی کا ایسا ہی مری دلبر کو
کبھی آئینے مین دیکھا نہین چہرا اپنا

نہ رہی تن کی عناصر مین مری روح کبھی
نہ اوٹھا چار کے کاندھی پہ جنازا اپنا

ظلم کرتے ہین یہ بیخوف خدا کی قدرت
کیا خدائی کو یہ بت سمجھے ہین بندا اپنا

تیغ ابرو سی کیا قتل تو فرماتے ہین
اپنی تلوار پہ ابتک نہین قبضا اپنا

عکس آئینے مین دیکھا تو ہوئی دل کی نقیض
آپ کی شکل سی پہونچا یہ نتیجا اپنا

بی خطر کوچہ قاتل کی طرف جاتا ہون
خوف سر کا ہی مجھے آج نہ دھڑکا اپنا

منہ دم سرد کو کھولا تو گئے صبر و قرار
راہ پاکر لیا ہر ایک نے رستا اپنا

زلف کو ہاتھ سی بل دیکر یہ فرماتی ہین
طائر روح کے پڑ جاتا ہی پھندا اپنا

بی سبب تن پہ مرے داغ ابھر آتی ہین
کسکا سودا ہی جو یون اوٹھتا ہی پیسا اپنا

حال کہتا ہون سواری مین تو فرماتی ہین
کہیے اب جا کے کہین اور یہ کرتا اپنا

ملک وحشت ہوا آباد مرے سودے سی
ہی زر داغ یہ ان روزون مین سکا اپنا

ہاتھ تلوار کا مجھپر جو لگایا پہلے
ہاتھ بھر بڑھ گیا اسے جان کلیجا اپنا

پاؤن مین ملکی حنا پھرتی ہین کیون کر چرمین
آپ چوروں کو دکھاتی ہین محلا اپنا

۵۶ نام عاشق کا جو سنتے ہین تو فرماتے ہین
وہی عاشق وہی دلدار وہی شیدا اپنا ۱۶

گلچین کے دست ظلم سے ہی گلستان خراب
صیاد نے کیے ہین ہزار آشیان خراب

گردش سے جس نگاہ کی ہی اک جہان خراب
میری طرف پھری ہی وہی خانمان خراب

ملک عدم سے دہر مین پھر دہر سے عدم
تیری لیے پھری ہین کہان سے کہان خراب

پلکون مین جوش گریہ سے رونق نہین رہی
برسات کی وفور سے ہی سائبان خراب

غسل و کفن مین کیجیے تکلیف آپ بھی
مردہ ہمارا ہو نہ کہین مہربان خراب

دعوائے ہمصفیری مرغان قدس ہے
بلبل سے کیجیے بحث کے اپنی زبان خراب

نالے کے ساتھ گرنے لگے اشک آنکھ سے
آواز پر جرس کی ہوا کارواں خراب

ابرو مین بل پڑا ہے مرے اشک و آہ سے
برسات کی ہوا سے ہوئی ہے کمان خراب

بنت العنب کو کھینچ کے لایا ہے بزم مین
کرتا ہے کیا جوانون کو پیر مغان خراب

ہر وقت کس کی یاد مین قلزم ہے شور مین
پھرتی ہے کس کے شوق مین ریگ روان خراب

ٹھوکر بھی کھا کے شکر کے سجدے کو مین گرا
تو نے کیا ہے مجکو پے امتحان خراب

ہے چاٹ مجکو بوسۂ حسن ملیح کی +
افراط سے نمک کی ہوئی ہے زبان خراب

رزق ہما ہوے نہ سگ یار کو ملے
مٹی مین رل کے میری ہوی استخوان خراب

نام رقیب لیجیے نہ اے شکر مین دہن
لینی ہے مجکو منہ مین نہ کیجے زبان خراب

بٹھلائی گور جوشش سیلاب اشک نے		بعد از فنا بھی مجکو ملا ہی مکان خراب

۵۷	آہ رسا سے دل مین تمہارے کریگا گھر کب تک رہیگا عاشق بے خانمان خراب	۱۰

ردیف با

ہی سیہ بالون سے اوس ابرو خمدار کا روپ		راست تو یہ ہی کہ جوہر ہی تلوار کا روپ
کیا ہی وہ آئینہ رو ہمسے مکدر دل مین		خط سبز اوسکا دکھاتا ہی جوزنگار کا روپ
چشم مخمور سی نرگس کا مثی رنگ نہ کیون		مست کا اور ہی کچہ اور ہی ہشیار کا روپ
موسم گل ہی گھٹا چھائی ہی میکش ہین جمع		دیکھیے چل کی ذرا خانۂ خمار کا روپ
روپ بالی سی دوبالا ہے قد بالا کا		بجلی چمکاتی ہی اوس چاند سے رخسار کا روپ
بل ہین سوی کمر یار مین زلفون کی طرح		بار کاکل نے دیکھا یا کمر یار کا روپ
روون الماس سی دانتون کی تصور مین اگر		گہر اشک بٹا دین در شہوار کا روپ
رنگ ابرو کا مٹا دی نہ پسینا دم قتل		ڈر ہے اے ترک نمی کھوی نہ تلوار کا روپ
نشۂ مے سی ہوا اور بھبوکا رخ یار		رنگ لایا ہی غضب شوخ طرحدار کا روپ

۵۸	دیکھا دم توڑتے عاشق تو وہ پرفن بولا مکر کرتا ہی بدلتا ہے یہ عیار کا روپ	۱۳

ردیف تا

ہی دہن غیب کی دیتی ہی خبر تیری بات		جعفر کا حکم ہی اے شعبدہ گر تیری بات
جوہر تیغ زبان صنعت دندان کھولے		ہو جو مفتاح در گنج ہنر تیری بات
منہ سے کٹ کٹ کی نکلتے ہین جگر کٹکری		موٹہ جادو کی ہے او شعبدہ گر تیری بات
کچہ سخن کا نہ کھلا درج دہن ہی مطلب		عقدۂ بستہ ہی اے رشک گہر تیری بات

حالات

حال دل سنکے مرا رحم سے بولا وہ صنم
دل مین پتھر کے بھی کرتی ہی گذر تیری بات

چشم جادو کی سخن گوئی سے آنکھین ہین بند
کیا نظر بند ہی اے شعبدہ گر تیری بات

برق دندان کی چمک جاتے ہی چھٹ جاتی ہی ہوش
شب کو دکھلاتی ہی آثار سحر تیری بات

چھیدتا ہی مری دل کو سخن طعن آمیز
تیر سا کرتی ہی سینے سے گذر تیری بات

بے ثمر سرو گلستان ہے نہین تجھ مین یہ نقص
سرو قد کا تری گویا ہی ثمر تیری بات

گلشن خلد کی ہم سیر کرین گے مقبول
پائینگے حشر کو حورون مین اگر تیری بات

بات اولٹی ہی کہ تنگی ہی دہن ہی معدوم
ایسی رنگین ہی آتی ہی نظر تیری بات

نور دندان سے دہن ہی ترے رخشندہ گویا
چاند بن جاتی ہی اے رشک قمر تیری بات

۵۹

لاکہ پوشیدہ ملاقات کسی سے ٹھہرے
چھپی عاشق سے رہیگی نہ مگر تیری بات

۱۳

پروانہ شمع رخ کا رہا دل تمام رات
پہلو مین تھا وہ رونق محفل تمام رات

ٹکڑے ہوا کتان کی طرح دل تمام رات
تھا سامنے جو وہ مہ کامل تمام رات

رشک ارم رہی مری محفل تمام رات
بیٹھا رہا وہ حور شمائل تمام رات

جیتے ہین صبح وصل کی ہم انتظار مین
ہوگی کبھی تو ہجر کی اے دل تمام رات

نیند اوس پری کی وحشیون کی عقل ہوگئی
برپا رہا یہ شور سلاسل تمام رات

حیرت ہوئی یہ تیز ی رفتار دیکھ کر
کاٹی نہ مہ نے ایک بھی منزل تمام رات

خورشید منہ چھپائے پھرا ہی تمام روز
آیا نہ ماہ اوسکے مقابل تمام رات

دیکھا نہ رخ بھی وصل مین کاکل کے بیچ سے
پائے نظر مین تھی یہ سلاسل تمام رات

فرقت کی شب تصور نوکِ مژہ رہا — پھوٹا کیے ہین آبلۂ دل تمام رات
گردن مین میرے ہاتھ نہ پڑجائین وصل مین — رکھتی ہو ڈر سے تیغ حمائل تمام رات
وہ بیخبر ہین نیند سے بھی چونکتی نہین — فریاد اتنی کرنے سے حاصل تمام رات
وہ خال رخ کا سرمۂ آواز ہوگیا — مین ہوسکا نہ بوسے کا سائل تمام رات

۶۰ — عاشق خوشی سے نیند شب قتل اوڑ گئی
آنکھون مین تھا تصور قاتل تمام رات — ۱۸

بتون کی غم مین تن گھلکر ہوا زنار کی صورت — نہ دکھلانا خدا اس طرح کی بیمار کی صورت
بنائی پھر قبر مین آٹھون پہر خونخوار کی صورت — نہین تبکی کی ڈبکڑے ہوئی دیوار کی صورت
رہی گو لاکھ صحبت فرق ہے اضداد مین اعلی مین — نہ خارون مین ہے رنگ گل نہ گل مین خار کی صورت
دکھائی کودہ میرے گھر مین غیرون کو بلائی مین — کھڑا ہون سامنے اندھا بنا دیوار کی صورت
لگایا تیر وہ کاری کہ ہونٹون کو نہین جنبش — کھلا منہ رہگیا مجروح کا سوفار کی صورت
لب شیرین کی دو بوسے جو مانگی بولی جھنجھلاکر — نکلتی ہے تمہاری بات سے تکرار کی صورت
علامت موت کی پہلے مری چہرے سے ظاہر تھی — نہ دیکھی وصل کی شب صبح کے آثار کی صورت
لپیٹے پھاڑ کر تار گریبان ہر مین وحشت سے — بنا ہے داغ سودا طرۂ دستار کی صورت
مسیحائی کا دعوی آج مجکو دیکھکر بھولے — وہ خود کہتے ہین بچنے کی نہین بیمار کی صورت
جوانی پر جو غرہ ہے نہین رہنے کی دو دن مین — نہ یہ دربار کی صورت نہ یہ سرکار کی صورت
دکھاؤن تمکو کیا دردِ دلِ یوسف کا نقشہ — مشکل ہو نہین سکتی کبھی آزار کی صورت
پر و بال ہما شوق لینگے دستگیری کو — اوڑینگے قوتِ بازو سے ہم پردار کی صورت

نظر تجھسے لڑی رہتی ہی گو مین گر پھرتا ہون — نہین ہٹتا مرا پاہی نگہہ پرکار کی صورت
الٰہی میکدہ کی جس طرح رونق بگاڑی ہے — بنی گھر محتسب کا خانۂ خمار کی صورت
وہ زہرہ ہین کہ شکل مشتری سے بھی نہین واقف — وہ یوسف ہین کہ دیکھی کب نہین بازار کی صورت
تن لاغر سی وحشت مین ہمارا دل وبجھتا ہے — پھنسے ہین امن صحرا مین نوک خار کی صورت
نہ بیٹھی تا سحر وہ غیر کی موشک دوانی سی — سفیدہ صبح کا بنجائے سم الفار کی صورت

۶۱ — ہزارون گل کھلائی روز عاشق داغ سودا نے — مگر تحریر قسمت تھی خط گلزار کی صورت — ۱۴

ریختہ نامی مصحفی

کھا فقر مین نہ گردۂ نان جوین اولٹ — دستار خوان نعمت دنیا و دین اولٹ
مسند کو لات مار بچھا بوریای فقر — ای دل بساط فکر چنان و چنین اولٹ
کوہ حجاب کو بھی اوٹھا درمیان سی تو — ای بت ذرا نقاب رخ شرمگین اولٹ
مردم کی چشم بد کا جلے گا سپند خال — ای شعلہ رو نقاب رخ آتشین اولٹ
بنجاتا قیس ناقۂ لیلی کا ساربان — دیتی ہوا جو پردۂ محمل کہین اولٹ
مین نیم جان ہون کھینچ نہ تلوار سیان سے — ساعد ہی وقت قتل فقط آستین اولٹ
سر سی نکال اپنے ہوا چتر و تاج کی — ٹھوکر سے اپنی مسند خاقان چین اولٹ
کھیچون اگر جریدۂ عالم مین مد آہ — دون یک قلم مین دفتر دنیا و دین اولٹ
مجہ سے اوٹھا تعلق دنیا کی تو حجاب — غفلت کا پردہ دل ہی جہان آفرین اولٹ
اپنا یہ قصر تن تہ و بالا کیا تو کیا — ای جوش نالہ گنبد چرخ برین اولٹ
فرقت مین جوش گریہ ہی مون اولٹی سانس اگر — جوش قلق سی جای دل ہمنشین اولٹ

اقرار وصل تھا شب مہ مین مکر نہ اب
اندھیر ہے زبان نہ ای مہ جبین اولٹ
دیدار یار آہ سے ہوگا شب وصال
دیگی ہوا نقاب رخ شرمگین اولٹ

۶۲
عاشق کو کہہ نہ تو لب شیرین سے تلخ بات
یہ میٹھا زہر دے نہ کلیجا کہین اولٹ
۱۶

قتل کرتا ہی نہ ہی جرم نہ تقصیر عبث
نوجوانون کا ہی دشمن فلک پیر عبث
بیوفا ہی وہ خبر سنکے نہین آنی کا
میری میت کی اوٹھانی مین ہی تاخیر عبث
لکھتے ہین نیک عمل بھی ورق عالم پر
ہم زمانی مین نہین صورت تصویر عبث
کہتے ہین وعدہ خلافی کی شکایت جو کرون
کوئی سنتا نہین تم کرتی ہو تقریر عبث
وصل مین مین نے کبھی کین نہین ٹیڑھی باتین
مجھسے بل کرتی ہی وہ زلف گرہ گیر عبث
یہی دو باتین ہین اقرار کرو یا انکار
اسقدر کرتے ہو تم طول کی تقریر عبث
گردش چرخ کا شکوہ مری عادت مین نہین
مجھسے برعکس ہی اتنی مری تقدیر عبث
ناتوانی کا یہ ہی زور کہ خود مرتا ہون
قید کی قتل کی تم کرتے ہو تدبیر عبث
چار دن کی لیے دنیا مین تجھی ہی نعم
طلب عزت و ملک و زر و جاگیر عبث
اوسکو سودا ہے جوانی کا جو دم بھرتا ہے
ساتھ پھرتا ہی ہماری فلک پیر عبث
نہین ملنے کی جگہ قبر مین دو گز سے زیاد
چار دن کی لیے کرتے ہین یہ تعمیر عبث
یہ نقاہت ہی کہ زانو سے نہین اوٹھتا سر
مجھسے دیوانے کو پہناتی ہین زنجیر عبث
عمر بھر مین نہین قدمون سے جدا کرنیکا
نالی کرتی ہی مری پاؤن مین زنجیر عبث
چاند نے روشنی بخشی نہ سیہ خانی مین
کام اپنے ہی نہ آئی تو ہی تنویر عبث

دیکھکر اور مری زیست کا بگڑا نقشا		بھیجدی آپ نے میری لیے تصویر عبث	
۶۳	خاک ہوجائینگے عنصر ترے ای عاشق	چار دن کے لیے ہی خواہش اکسیر عبث	۱۶

ردیف چہارم زی

نام سرور سنتی نہین ہم سوای رنج
یارب چلی زمانی مین کیسی ہوای رنج

طول شب فراق سی ہون مبتلای رنج
سودای زلف لایا ہے سر پر بلای رنج

دیکھا نہ آنکھ بھر کے کبھی روی زشت کو
پہونچی کبھی نہ کان مین اپنی صدای رنج

تنہا شب فراق کا کٹنا محال ہے
یارب بیان کس سی کرون ماجرای رنج

بے التفاتیون سی تری ہم گذر گئے
منصف ہوا ایک دل یہ کہان تک ادای رنج

شام فراق سی ہین لای ہین زیست کے
آخر ہوئی جو عمر ہوئی ابتدای رنج

طول شب فراق کا شکوہ نہ کیجیے
دیکھین تو صبح حشر تک آزمای رنج

راحت خلاف خواہش دل ہی ہمین ملی
تسخیر دیو نفس سی بھاگی بلای رنج

بے لطفیون مین عمر ہماری گذر گئی
صدمی سہی جگر کو جلایا اوٹھای رنج

مرکر چھٹا ہون کاکل پرخم کی پیچ سی
دست قضا نی کھول دی عقدہای رنج

بحر فنا مین موج حوادث کا ڈر نہین
راحت طلب ہوی نہوی آشنای رنج

تشویش محکو رہتی ہی انجام کار کی
مین اپنی طول فکر سے ہون مبتلای رنج

رفع الم ہی حاصل لذات دنیوی
ہی عیش کی طلب سی جہانمین بنای رنج

سالک ہین راہ عشق کی ہم کس سرور سے
جس سمت منہ اوٹھای کی سون نی ای رنج

شادی پیام وصل کی سنتے سے ہوگئی
پیغام بر ہمارا ہی مشکل کشای رنج

۶۴	عاشق کشود کار کی امید ہین	حد سی زیادہ غم ہی ہوئی انتہای رنج	۱۹

جھکا جو فکر مین سر نخل بار ور کیطرح
تو شعر شاخ قلم سے گرے ثمر کی طرح

ہمارے شعر کا سکے سو بھی سوا ہو رواج
کہ دل سو پھر نہین مٹتا یہ نقش زر کی طرح

تمھاری رخ کو خم و پیچ زلف مین دیکھا
کبھی ہلال کی صورت کبھی قمر کی طرح

لیا نہ ضعف مین احسان غیر کا سر پر
کبھی جھکی نہین گردن مری کمر کی طرح

کبھی رقیب یہ رونے بل کی لینے پائے
کہ بڑھ نجائے یہ سر چڑھ کے موی سر کی طرح

پھرا جو آئینہ سے عکس برق عارض کا
فرشتے کاندھون کی غش ہو گئی بشر کیطرح

ہزار ہی رخ محبوب غیرت خورشید
سوا دو زلف نہ روشن ہوا سحر کی طرح

تمھاری تیغ نگہ سے نگہ جو لڑ نکلی
اوٹھایا پنجۂ مژگان ذی تل سپر کی طرح

یہ قرب و بعد مین اوس آفتاب کی گذری
گھٹا بڑھا کیا مین سایۂ شجر کی طرح

بط شراب مین رکھدی گزک جو وہ عیسی
کباب مرغ کا اوڑ جائے سیخ پر کی طرح

ہمیشہ بعد ہلال و قمر سے حیرت ہے
یہ ایکجا نہین کیون تیغ اور سپر کی طرح

وہ کم سنی کی سب اعضا بدل گئی لیکن
دہن دہن کی طرح ہے کمر کمر کی طرح

کہین ہماسے نہ خفت ہو محبو مرنی پر
یہ استخوان نہ اوڑ جائین مشت پر کیطرح

نشانہ اور کا تاکا جو اے کمان ابرو
ہم اوڑ کے تیر کی آگے گئی نظر کی طرح

پری وشون کو بلا کر وہ گرم پہلو ہون
جلے رقیب کا دل بھی مری جگر کی طرح

لباس عاریتی سے سفید پوش نہو
نہ سر پہ اور کا احسان لے قمر کی طرح

کڑے جو یار کے پہنائے دست نازک مین
کلائیان بھی لچکنے لگین کمر کی طرح

ہمارے قتل سے یہ رنگ روے یار اوڑا
سفید خال ہوے دانۂ گہر کی طرح

۶۵	چلو جدھر سے اودھر گرم رو نہو عاشق پھرو نہ گھر کی طرف تم کبھی شرر کی طرح	۱۴

ردیف عناصر خمسہ

خون عاشق مین عبث کرتا ہی اوسفاک سرخ — عکس رنگ جسم ہی ہو جائیگی پوشاک سرخ
خال چشم مست کی فرقت مین پیتا ہون لہو — کیون نہ پانی تو کرون مین گھولکر تریاک سرخ
سبز مینا مین جو ہی ساقی شراب لعل فام — فرش مخمل کا بچھایا ہمنے زیر تاک سرخ
پنجۂ مرجان کو خجلت سی کریگا کیا سفید — ملکی مہندی دست پاکرتا ہی وہ پیراک سرخ
قتل سی مجھ بیگنہ کی کچھ شفق پھولی نہین — ہوگئی ہی شیشۂ گردون مین ساری خاک سرخ
صاف قندیل در میخانہ کا دھوکا ہوا — کیف می سی جب ہوا وہ روے آتشناک سرخ
سیل خون دل مری آنکھون سی یہ جاری ہی — دشت وحشت مین ہوگی خار خس و خاشاک سرخ
یار تجھکو کیونکر اوس نازک بدن سی اوٹھ سکی — نیم کی تنکی سے ہوجاتی ہی جسکی ناک سرخ
خون مین عاشق کی ڈوبی رہتی ہین یہ ترک چشم — کیا غضب تر رہتی ہین آنکھین تری سفاک سرخ
حلق بسمل رنگین ہوئی حلقے رکاب یار کے — سیل خون یہ رنگ لائی ہوگئی پوشاک سرخ
خون مینا حسن ساقی پر فقط گرتا نہین — میکشون کی خون سی ہی خاک یہ تریاک سرخ
برگ گل سی سیل اوس گل کی چھوڑا یا جا ہی — کیسہ مخمل سی نازک تن ہی اے دلاک سرخ
مین یہ سمجھا دانتون مین انگشت فندق بند ہی — خون سی نازک دہن کی جب ہوئی مسواک سرخ

۶۶	شعلہ ہائی آہ آتش زا سی عاشق بن گیا ایک گنبد اور زیر گنبد افلاک سرخ	۱۰

ردیف فاعلن مفعول

دکھلاتی ہین وہ شوکت و شان مہ و خورشید — تعویذ مین ہی سر کی قران مہ و خورشید

ہر نقش قدم پر ہو گمان مہ و خورشید
مٹی مین ملا دیتے ہو شان مہ و خورشید

مہمان ہوں کیا چرخ کو مدت سے مین دیکھی
اس خوان مین دو گردہ نان مہ و خورشید

رخسارون پہ افشان جو پردہ اوٹھاؤ
مٹ جاوے ابھی نام و نشان مہ و خورشید

تیری رخ تابان کی ثنا کرتے فلک پر
ہوتی جو مری طرح زبان مہ و خورشید

دو نور رخ تابندہ ترے زلف سیہ مین
چپتے ہین نکلتے ہین بسان مہ و خورشید

آئینہ مین وہ دیکھ کے رخسارۂ روشن
کرتے ہین حقارت سی بیان مہ و خورشید

جب داغ مٹی سر دی بازار جنون سی
گردون پہ ہوئی گرم دکان مہ و خورشید

کس شک سی ما کی فلک کرتا ہی دعوت
لاتا ہی شب و روز جو خوان مہ و خورشید

۶۷ | نقش قدم یار کی تصویر سمجھ کر عاشق بھی ہوی مرتبہ دان مہ و خورشید | ۱۴

رخسار سہ نی مہر نے کین گریبان پسند
کرتا ہی کجروی کو تری آسمان پسند

ایذا ہی صاحبان تقرب کے واسطے
کرتا نہین کسیکو وہ بے امتحان پسند

رنگتی ہو کیون انگرکھے کو خون شہید سے
پوشاک پہنو وہ کہ کری اک جہان پسند

لذت ملیگی خاک سگ کوی یار کو
جب اپنی پوست نی نکیے استخوان پسند

مجنون نی سنگ صبر اوٹھایا نہ اوٹھ سکا
آیا ہی میری ضعف کو بار گران پسند

حسرت ہی دست شوق کو دامان یار کی
پائی جنون کو ضعف مین ہین بیڑیان پسند

شعرون کا میری لطف اوٹھاتے ہین قبلہ دان
کہانا وہی ہی کرتی ہے جسکو زبان پسند

افشان چھڑکے دامانگ پہ اے آسمان حسن
اوس کہکشان سی ہمکو ہی یہ کہکشان پسند

خود جام آفتاب مین میسی شفق بھری
تمکو جو ہو شراب خم آسمان پسند

یون اپنی اپنی وضع کی لاکھون حسین ہین
انداز آپکا ہی مجھے مہربان پسند

بھڑکانے سے رقیب کے کہلوائی گل مجھے
ہمکو نہ آئین آپ کی یہ گرمیان پسند

ضد ہی فلک کو ہمسے تو ہمکو فلک سے ہی
رفتار پیر کی نہ کرینگے جوان پسند

ہوتی ہین کیون مقیم جہان خراب مین
کرتا ہی اس مقام کو کیون کاروان پسند

۶۸ | درد فراق کا ہے مزا کب وصال مین
عاشق بہار سے بھی سوا ہی خزان پسند | ۱۲

اوٹھا کی لکھے جو وہ غیرت چمن کاغذ
حروف گل ہون بنی برگ یاسمن کاغذ

ہوا ہون زار یہ مین انتظار مین خط کے
کہ استخوان ہین خط مستر اور بدن کاغذ

ملے جو سرمے کو اوس بت کی خاک نقش قدم
لگائین پڑیون مین پوتھیکا برہمن کاغذ

خیال تھا کہ وہ لکھین گے ابکی خط کا جواب
اسی گمان ہی کیا صرف لاکہ من کاغذ

حساب گور مین لکھنا پڑیگا تل تل کا
مدا دلب ہی قلم اونگلیان کفن کاغذ

خبر کسے ہی کہ دی جان دشت غربت مین
اودہر سے آیا نہ پہنچا مرا وطن کاغذ

شکن شکن ہوئی کاغذ کی رشک نافہ چین
لپیٹا بالون مین تمنے جو جان من کاغذ

رقیبو پر مری ہوتی ہی مشق تیغ زنی
ترا شاسامنے قاصد کے لاکہ من کاغذ

جواب ایک نہ لکھا ہزار نامے کا
ملا نہ آپ کو تھوڑا سا جان من کاغذ

فسون گری ہی نہوگی جو وہ پری تسخیر
طلسم لکہ کے جلا دینگے لاکہ من کاغذ

جو نامہ لکھا بہار یہ ایک گل رو کو
بنا وہین خط گلزار سے چمن کاغذ

۶۹	کسی کے کب ورق دل مین نقش الفت ہی عبث ہی لکھتے ہو عاشق پے وطن کاغذ	۱۹

آئی فصل گل چمن پر چھاے ابر — میکشی کے پھر مزے دکھلاے ابر
لاکہ برسے لاکہ گھر گھر آے ابر — لطف کیا جب غم کا دل پر چھاے ابر
ہجر مین مینہ بھی اگر برسائے ابر — چار دیوار عناصر ڈھاے ابر
بدلے باران کی ہی اشکون کی جھڑی — آہ سوزان کا دھوان ہی جاے ابر
دیکھتے ہی بدلیان برسات کی — اور دل پر درد و غم کے چھاے ابر
پیاسے ہی مرجائین منت کش نہون — آب حیوان بھی اگر برساے ابر
نالۂ سوزان سے بجلی مُنہ چھپاے — چشم گریان سے مری شرماے ابر
آتش دل پر ہے روغن ہجر مین — زور سے گو مینہ بہت برساے ابر
روکش طاؤس ہی داغون سے دل — چشم تر میری نکیون بن جاے ابر
سرد ہو بجلی بھی آہ سرد سے — گرم نالون سے مری جل جاے ابر
اپنی چشم تر سے مین تشبیہ دون — زور سے جب خوب مینہ برساے ابر
دیکھے کیا کیا لطف اس برسات مین — کیسے کیسے برہی کیا کیا آے ابر
مے ہے سبزہ ہی چمن ہے نہر ہے — میکشون پر اب کرم فرماے ابر
خاک برسے اب کے مینہ برسات مین — دو دو دل نے گیر لی ہی جاے ابر
چشم تر سے کیا کریگا سامنا — آبرو اپنی نہ کھوئے آے ابر
میکشون کا مزرع دل سبز ہو — بدلے مینہ کے مے اگر برساے ابر

کشتی مے پر چڑھ رہے ہین بادہ نوش — خوف کیا دریا اگر برسا ہے ابر
اوٹھے پے در پے جو دل سے دود آہ — آسمان تک ابر ہے بالاے ابر

۷۰ — عاشق اپنی گور پر سایہ کہان — ۲۴
ہان کبھی برسات مین جب آے ابر

زار سے اپنے ملا وہ شہ خوبان کیون کر — ہوگیا رابطۂ مور و سلیمان کیون کر
دیکھین ہوجاتی ہے صبح شب ہجران کیون کر — ہاتھ آتا ہے جنون مین یہ گریبان کیون کر
لوگ اشاری سے ترے ہوتے ہین بیجان کیون کر — پل مین سر کاٹتا ہے خنجر مژگان کیون کر
باد صرصر سے کہین آگ نکل جاتے ہین — دامن گرد مین او بجھین دم جولان کیون کر
بڑ مین سو دیکے تو آنے دو مجھے دیکھون تو — سامنا کرتے ہین مرغان غزلخوان کیون کر
نالہ ہاے شب ہجران کو کسی نے نہ سنا — یار کے ساتھ ہوے گوش غزیزان کیون کر
چشم روزن سے نکلجاتا ہون مانند نظر — روک رکھین گے دربار کے دربان کیون کر
بیوفائی کا گلہ سنکے یہ فرماتے ہین — چھوٹ جاتا ہے بھلا ربط تن و جان کیون کر
تشنۂ شربت دیدار جو لین بوسۂ لب — دیکھین بھر رہتی ہے آب در دندان کیون کر
یا خدا جانتا ہے یا مرا دل واقف ہے — کیا بیان کیجے کاٹی شب ہجران کیون کر
دامن کوہ کے ٹکڑے ہین مرے نالون سے — دامن گرد سے ڈھانکون تن عریان کیون کر
ضعف سے ہل نہین سکتی مدد اے جوش جنون — دیکھین طے ہوتا ہے وحشت کا بیابان کیون کر
ساز آنکھون مین ابھی تک ہے مگر حیرت سے — پھر گئی ہمسے تمہاری صف مژگان کیون کر
جی شگفتہ نہوا ایک دن اے تیر فگن — ہوگیا دل صفت غنچۂ پیکان کیون کر

کثرتِ خوف گنہ سے مری آنسو سوکھے
تیرہ روزون کا مٹی نامۂ عصیان کیون کر

دیکھکر شامِ شبِ وصل کو گھبرائی بہت
غیر سے پوچھتے ہین کرتی ہین ساماں کیون کر

قتل کے بعد مکدر جو ہوے کیا حاصل
خاک ڈالی ہے چھپے خونِ شہیدان کیون کر

پاک دامن ہون رکون گا نہ مثالِ یوسف
دیکھو کھل جاتا ہے قفل درِ زندان کیون کر

وحشیون کو جو ملے زلف تماشا دیکھو
باتین کرتی ہین پریشان ہے پریشان کیون کر

شررِ نارِ جہنم بھی دکھائی دیگا
آتشِ عشق سے جل جاتی ہین انسان کیون کر

ثمرِ خام لگا ہے شجرِ قامت مین
سرخ بوسون سے کرون سیب زنخدان کیون کر

کیونکر آہ شبِ فرقت مین اثر پیدا ہو
ہاتھ آجاے کلیدِ درِ جانان کیون کر

گوے چوگانِ صنم سر کو بنایا مین نے
جان پر کھیل گیا مین سرِ میدان کیون کر

۷۱ مصحفِ رخ نہ اگر بیچ مین ہوتا عاشق
ہندو زلف سے بچتے یہ مسلمان کیون کر ۱۹

خون مین ڈوبی شفق وہ سرخ انگیا دیکھکر
چرخ صدقے ہوگیا آبی دوپٹا دیکھکر

پاؤن پھولے راہ مین اوس گل کا چہرہ دیکھکر
ہاتھ کملانے لگی کرتی مین کانٹا دیکھکر

حلقۂ کاکل نہ آئینے مین دیکھ اے شوخ چشم
یہ ہرن وحشی ہین رم کرتے ہین پھندا دیکھکر

کیا گل نظارہ لوٹے عارضِ بیمار کے
بخت میرے جاگ اوٹھے اونکو سوتا دیکھکر

مردے زندہ ہون مگر بیمارِ عشق اچھے نہون
ڈالنا تا ان مریضون پر مسیحا دیکھکر

جوشِ وحشت مین طبیعت بسکہ ہوئی آمادہ
خارِ خارِ دل بنے ہین خارِ صحرا دیکھکر

کچھ ہمین کو میکشی کی آج کل خواہش نہین
جام ہاتھون سے پھسل پڑتے ہین مینا دیکھکر

وصل کی شب بند محرم کی نہ ہمسے کھل سکی
تو نے ہاتھون کی اوڑھی انگیا کی چڑیا دیکھکر

تیری تلوے رشک گل اے نازنین یاد آگئی
مجکو سودا ہوگیا نقش کف پا دیکھکر

ساقیا مے چھکا دے باغ ہے اور ابر ہے
آج تو لانا کوئی اچھا سا شیشا دیکھکر

اور گرمی سے بڑھی ہے رنگ طلائی کی بہار
سونے کی پانیکا دھوکا ہے پسینا دیکھکر

تنکا تیری ناک کا تنکے ہین چنوائیگا
زہر ہم کھا جائینگی کانون کا سنبالا دیکھکر

دیکھی جب انگیا کی چڑیا پھر گیا سر پر ہما
تخت شاہی ملگیا دانتونکا چوکا دیکھکر

بعد مردن بھی اگر پابند وحشت رہ گیا
طوق سمجھونگا در جنت کا حلقا دیکھکر

قد تھا بونا سا پڑی رہتی تھی نبدی کان مین
اب فلک ہمکو نظر آتا ہے بالا دیکھکر

بے ثباتی سنکے دنیا کی ادھر آنا نہ تھا
اس خرابی مین بنایا ہمنے گھر کیا دیکھکر

کان کی جھکی کی فرقت نے جلایا رات کو
دل مین چھالے پڑگئے عقد ثریا دیکھکر

مل نہ ہاتھون مین حنا انگیا طلائی ہے اگر
چور سب رہ جائینگے سونیکی چڑیا دیکھکر

۷۲ | مدتون سے ربط شعر و شاعری جاتا رہا
پھر غزل تحریر کی عاشق نے چرچا دیکھکر | ۹

غافل جو گوش دل سے سنے تو صدای گور
کہتی ہے خاک زیر قدم ہے یہ جای گور

کیا جانین جس مقام کی مطلق خبر نہین
پھرتا کوئی تو پوچھتے ہم ماجرای گور

ہر چیز کا ہے رزق معین جہان مین
ہوتا ہے ایک دن تن انسان غذای گور

دیوانہ کر دیا ہے مجھے شوق مرگ نے
عریان ہون اسلیے کہ پہن لون قبای گور

پہنچا نہ خاکسار کوئی میری گرد کو
کیونکر نہ تنگ مجھکو لگے سے لگای گور

بوسہ لیا ہی شعلۂ رخسار یار کا — تعزیر کوئی شمع کی ہوتی ہی چور پر
اونگلی جو تھا بنی قول کی چھلّے کو دیکھکر — کیون حکم قتل کرتی ہو کٹڑی کی چور پر
تھی شمع رات بھر مین نہ پروانونکا ہجوم — اک مشت خاک صبح کو تھی اور کرور پر
دیکھو جو پشت خار کو میٹھی نگاہ سے — آنکھین ہون نیشکر کیطرح پور پور پر
دریا بہایہ اشک کا مجھ تیرہ بخت کی — مسّی سی جم گئی لب دریاے شور پر
قلزم مین اشک گرم جو ٹپکا ہی آنکھ سے — تبخالہ پڑ گیا لب دریاے شور پر
دل مین ہمارے چبھ رہین تیر نگاہ سے — ابرو کمان کی مشق ستم ہے جو زور پر

۷۵ | عاشق کو ایکدن کی حیات کی یاد ہی — افزون ہی شور اشک سمندر کے شور پر | ۲۲

مردہ چھدی لگائین جو وہ تیر گور پر — قربان اپنی غیرت بہرام گور پر
وحشت مین اتحاد یہ پہنچا کہ بعد مرگ — روشن چراغ وادی ایمن ہے گور پر
ہمسے جو رنگ آئنۂ دل نہ اوٹھ سکا — بیٹھے فقیر ہوکے سکندر کی گور پر
اسباب ظاہری سے نہین اشتہار نام — آئینہ کب لگا ہی سکندر کی گور پر
مدت کے بعد بیٹھہ لگی ہی زمین کو — تکیہ لگا کے بیٹھے جو تم میری گور پر
غرّہ رہا کسیکا نہ دنیا مین اسی پری — کیا بیکسی ہی آج سلیمان کی گور پر
بعد فنا بخار تپ غم نہ کم ہوا — رہتا ہے ابر سایہ فگن میری گور پر
حسرت کو قطع کرتی ہی تر دامنی مری — پھٹتا ہے ابر ہی اگر آتا ہی گور پر
بے مایہ مر بھی جاے تو حاصل نہو فروغ — جلتا نہین چراغ بھی مفلس کی گور پر
میری چراغ داغ مین روغن بڑھا دیا — پانی کو بعد دفن چھڑکوا کے گور پر

کھل جائی زندگی مین اگر لطف خواب مرگ
بدلی مکان کی چاہیے انسان بنای گور

جز شکر حرف شکوہ نہ آیا زبان پر
پیسا فلک نے زیست مین اب آزمای گور

رہتی ہی مجکو ہجر کی سختی سی یاد مرگ
طول مرض سی کہتا ہی انسان کہ ہای گور

۷۳
مردونکا قرب بھی ہے جو وحشت مین ناگوار
عاشق نہو گی خاک مین تجویز جای گور
۸

بیٹھے ہو پیٹ پہیر کے تم کس قصور پر
فقرا چلا رقیب کا کوئی حضور پر

محروم تیرے کوچے سے رکھا ہی ضعف نے
گلشن ہی عندلیب کے کاٹے ہین دور پر

سمجھا مین خط مطرب داؤد لحن کو
لکھا ہے حاشیہ یہ کتاب زبور پر

سودای زلف یار کی بہتان بندہ گئے
کیا کیا نہ بند شین ہوئین مجہ بی قصور پر

تعویذ سر کا آپکے دیکھا جو ضعف مین
بجلی کا احتمال ہوا کوہ طور پر

بنت العنب کی عشق مین دینار ہی دین
پریون پر اپنی آئی طبیعت نہ حور پر

عرش آشیانہ طائر فکر رسا کا ہے
انسان کے لیے ہین یہ عقل و شعور پر

۷۴
بھڑکا ہے لاکہ آتش داغ جنون سی تن
ہی سیل اشک چشم بھی عاشق وفور پر
۱۲

دریای اشک بعد فنا بھی ہی زور پر
چادر کے بدلی پانی کی چادر ہی گور پر

احسان بعد مرگ کیا ہمنے چور پر
رکھوا گئے کفن کو اوتروا کے گور پر

وہ آزمائین تیر اگر اہل زور پر
بیٹھے نکل کے خاک سی بہرام گور پر

رخسار یار کا جو مقابل ہی چاند سی
دھوکا ہوا ہے طائر دل کا چکور پر

ہر شب چراغ ماہ جلاتا ہے آسمان — لاتی ہے بوئے گل کو صبا میری گور پر
میت پر اپنی ابر نے آنسو بھائی ہین — بادِ صبا نے خاک اوڑائی ہے گور پر
افسردہ دل کو چرخ نے بانی سی کیا حصول — مُردے کو کیا جو شمع بھی روشن ہو گور پر
مرنے کے بعد قطع محبت نہ کیجیے — اے ماہ آیئے کسی تاریخ گور پر
میرا پری وش آئے اگر بہر فاتحہ — تاریخ ہو غریمت تسخیر گور پر
شمع مزار صاف ہون گوری کلائیان — رکھو جو بہر فاتحہ تم ہاتھ گور پر
بیوجہ آج بوسے دیے ہین جو اہنم — کیا آئے لات مار کے حاتم کی گور پر
ظاہر ہے میری قبر سی سوزِ درونکا حال — سبزی کے بدلے آگ کا ہی پیڑ گور پر
چادر چڑھاو موتیون کی اشک چشم سے — بجلی جو تمنے ہنسکے گرائی ہے گور پر
سامان اپنا ہے مہ کامل کی مہر سی — چادر نہین تو چاندنی چھٹکی ہے گور پر
ہمدرد کو بھی ہی مری صحبت سی احتراز — پروانی تک نہ آئے کبھی شمع گور پر

۷۶ — کیا جبین آگئی کہ اوتارا مزار مین — دو پھول بھی چڑھائے نہ عاشق کی گور پر — ۲۰

پس جائے یون نہ حسن ملیح نگار پر — چھڑکون اگر نمک مین دلِ اغدار پر
دل لوٹتا ہی سینے مین رفتار یار پر — بلبل فدا ہے آمد فصلِ بہار پر
یارب نہ شیفتہ ہو کوئی قد یار پر — ہر وقت جان رہتی ہی بندی کی دار پر
مر کر بھی مرتبہ ہی یہ سودای زلف کا — سنبل فدا ہے دود چراغ مزار پر
پرسش نہو گی ایک گنہ کی بھی دیکھنا — میری نظر ہے رحمت پروردگار پر

سودا کے تین

سودی ہین یہ گھلا ہون کہ صورت بدل گئی
پنجہ ہے عنکبوت گریبان کے تار پر

اوڑکر مکان یار کو ڈھونڈھونگا چار سو
امید و شوق و عشق و کشش ہین یہ چار پر

یہ لطف در گذر ہی یہ رحمت کی ہی صفت
دشمن پہ بھی نہ جبر کرے اختیار پر

نالہ ہمارا کان تک اوس بت کے گو نہ جاے
ہین لو لگائے قدرت پروردگار پر

دیتا ہی لطف کیا عرق شرم وصل مین
شبنم پڑی ہی سبزۂ رخسار یار پر

رد کا ہے اپنے سر کی دلا کر مجھے قسم
کھاتا تھا زہر سبزۂ رخسار یار پر

کوٹھے پر آپ ہو کہ مکدر چڑھے نہین
اک آسمان ٹوٹ پڑا خاکسار پر

زندہ رہی تو جائیگی گلشن مین لاکہ بار
صیاد عندلیب کے نوچے ہزار پر

ثابت کرین تو اپنے ہواخواہ کا قصور
آندہی کی طرح آئے وہ مجہ خاکسار پر

لذت کو ترک کر کے جو کھاتی ہین نان خشک
گہی کے چراغ جلتے ہین اونکے مزار پر

ملتا ہی رزق مومن و کافر کو شام تک
دشمن پر التفات ہی جو دوستدار پر

اوس بت کی جستجو نے کیا اسقدر ضعیف
چڑھنا پہاڑ ہونے لگا کوہسار پر

ذاتی برش ہے ابر و قاتل کی تیغ مین
رکہی گئی نہ باڑہ کبھی ذوالفقار پر

دنیا مین ضرب دست خدا کی تھی پناہ
کافر پھیر کتے تھے برش ذوالفقار پر

۷۷ | عاشق امید عفو کی ہے انکسار سے
مغرور ہو نہ طاعت پروردگار پر | ۱۴

چشم قاتل نے کیا دیوانہ مایل دیکھکر
بیہیتے ہین مرد کو میدان مین دل دیکھکر

آئنہ چھوٹا نشان حسرت دل دیکھکر
میری آنسو گر پڑی قاتل کو زائل دیکھکر

فوق ہی عمر خضر پر طول مین اوس زلف کو
مشک پر بو مین سیاہی مین شب دیجور پر

بام پر ہی یار جان بازونکا ہو کیونکر گذر
دخل پروانون کا کب ہوتا ہی شمع طور پر

اس سی ڈہارس عاجزونکو ہی تمہاری لطف کی
رحم آیا تھا ذرا سا لنگی تیمور پر

ظرف عالی جنکے تھے اونکا نہین باقی نشان
لوح چینی کی نہ کہی مدفن فغفور پر

زخم دل جلتا ہے یا دشعلۂ رخسار سے
عشق نے رکھا ہی یہا ہا داغ کاناسور پر

پھر جراحت دلکی بگڑیگی ہجوم حرص سے
بیٹھتی ہین مکھیان پھر زخم کی انگور پر

عطر نے چمکا دیا بالون کو گورے گال کی
نکہت مشک ختن کیا چرب ہی کافور پر

شہد لب سی شمع رخ کو ہو گیا ایسا فروغ
مثل پروانہ جلاتی ہین یہان زنبور پر

پردۂ راز محبت گو انا الحق سے کھلا
قطع ہے جامہ فنا فی اللہ کا منصور پر

سختیان لاکھون اوٹھائین ایک بوسے کی لیے
مزد دیگر آپ منت رکھتی ہین مزدور پر

روز روشن منہ چھپاتا ہی سواد زلف مین
نور عارض سے لگاتی ہے شب دیجور پر

جنس دل جو کھون اوٹھا کر یار تک پونچا ئینگے
گو حفاظت مال کی واجب نہین مزدور پر

۸۹ | عاشق اونکو چشم حسرت سے نہ دیکھی گا کریم | چشم پوشی کرتی ہین سائل ہی جو مقدور پر | ۲۴

عکس لب پڑتا ہی تیغ ابرو خمدار پر
رہتی ہے ہر وقت میٹھی باڑہ اس تلوار پر

صاف ظاہر ہے نشان بوسہ چشم یار پر
مہر کنے کی ہے جام شربت دیدار پر

المدد ای شوق دیدار پر یرو المدد
دست و پا میرے بنا دی ایکدم مین چار پر

نشۂ مے سی ہماری عقل زائل کب ہوئی
پاؤن کی لغزش مین رکھا ہا تہ دوش یار پر

اپنی انگیا دیکھنے دیتا نہین وہ رشک حور
بیٹھنے پاتا نہین مرغ نظر دیوار پر

جہانتک آیا قبر کو بیمار شوق وصل یار
بڑہ گیا دل راہ رو کا آج منزل دیکھکر

قید کیون ہوتا اگر مین بہاگ جاتا دشت کو
پانون مہاری ہوگئی میری سلاسل دیکھکر

کیجئے بلبل سے شرح گلشن داغ جگر
درد پہلو کا بیان ہو صاحب دل دیکھکر

دل ہوا خوش جسم جب پہونچا کنارے گور کے
اہل کشتی ہوتے ہین مسرور ساحل دیکھکر

جب تنگدان ہی بٹہا دی زلف وہ زہرہ جبین
ٹکین کاندہون کے فرشتے چاہ بابل دیکھکر

غیر کو خال وخط رخسار کی ہو کیا تمیز
پڑہ نہین سکتا کبہی مصحف کو جاہل دیکھکر

اپنے دل ہی چیخ نے آخر گرایا برق کو
تیری ہنسنے سے اوسکر کی مقابل دیکھکر

خنجر غم سے کیا ہی چاک پہلو اس لیے
تا وک مژگان ہی قاتل تاک دل دیکھکر

کہو کی دنیا مین دل سوزان کو ڈہونڈہا حشر مین
اگر دوزخ اوٹھایا صورت دل دیکھکر

عکس روی صاف دلبر کچہ نظر آتا نہین
آئینہ حیران ہی آئینہ مقابل دیکھکر

خاک مجہ کاہیدہ کی پہرتی ہی کوے یار مین
خوش ہی وہ سفاک دیوارون کو پیگل دیکھکر

۱۸ گوہر مضمون عاشق کی جگہ ہو کانہین | لیجیے موتی کوئی بندی کی قابل دیکھکر | ۱۹

وصف تیرا خلد مین موقوف ہی کب حور پر
بنگیا شکل زبان ہر برگ نخل طور پر

پرتو جیسے موسے سے نور جلوہ رخسار یار
ہوگیا خورشید شمع روز کوہ طور پر

مدتون یکسان رہے جو چیز اوسمین لطف کیا
زوال دنیا ناز کرتی ہے شباب حور پر

پیروی مجنون کی کرتے آئے عاشق آج تک
اب قیامت تک چلینگے سب مری دستور پر

کیون نہ ای سفاک مائل ہون صفین عشاق کی
کیا جہکی پڑتی ہین پلکین دیدہ مخمور پر

بہ گیا مرہم پگل کر زخم سی اللہ رے سوز
جل گیا پہاہا اگر رکھا مرے ناسور پر

جھوٹے وعدون مین تمہین ن کا نہ اعتبار کیجے
ای مسیحا رات کٹنے کی نہین بیمار پر

جام بھرنے مین جو عکس ابروے ساقی کا پڑا
شیشۂ مے نے گلے کو رکھدیا تلوار پر

اوس چاٹے سبزۂ رخسار جانان کی اگر
زہر سے چھالے پڑین لاکھون زبان مار پر

چور کی مانع صفا ہے خانۂ دلدار ہے
گر پڑا سایہ پھسل کر جب پڑا دیوار پر

کب بھلا کوئی کسیکے دکھ مین ہوتا ہے شریک
گل ہنسا کرتے ہین حال نرگس بیمار پر

بزم عشرت مین جو آیا وہ سیہ شمعرو
جتنی تصویرین تھین وہ پھر نہ لگین دیوار پر

گفتگو کرتی ہے کیا بل کی زبان حال سے
تیری زلف پرشکن آتی ہے مہرہ مار پر

چشمۂ حیوان دہن ہے ہونہ کیونکر زندہ نام
بعد مردن ذکر ہے میرا زبان یار پر

تم وہ کافر ہو تماشے کا جو تمکو شوق ہو
بھیس مین تتلی کے ناچے آکے کالی تار پر

تیغ ابرو تیز ہوتی ہے نموے یار سے
جسقدر ہے باڑھ پر قدر باڑھ ہے تلوار پر

خالق حور و پری گاہک ہے ایسی جنس کا
ختم یوسف کی خریداری نہین بازار پر

اس برس جو فصل گل مین چھپھولے بلبل اوڑائے
پر نہو کر آئین بازو کی طرح منقار پر

مجکو سولی پر چڑہاتی جو عوض منصور کے
سر اوترنے پر بھی حق رہتا زبان دار پر

قتل سے کیون تیغ ابرو رہگئی بل پڑ گئے
نقد جان ہم دیتے ہین کسوٹی ہوئی تلوار پر

سخت جانی سنکے میری اونکو غصہ آگیا
کہتے ہین منہ کھول کر کیا باڑھ ہے تلوار پر

کچھ فقط وہ تیغ میری خون کی پیاسی نہین
جمع پشتے بھی لہو پینے کو ہین تلوار پر

عکس محرم پر در دندان کا ہنسنے مین پڑا
موتیون کا آج چونا پھر گیا دیوار پر

سر بھی پھوڑیگا اگر معمار مٹنے کا نہین
رہگیا ہے خون ناحق ریختہ دیوار پر

	پل مین ظاہر ہوگئی عاشق پر انکی بات دیکھکر مجکو نظر انکی پڑی جس آن پر	۱۵

ہی صدمۂ فراق بہت میری جان پر — اک آسمان ٹوٹ پڑا ناتوان پر
ہوا کی شکل پر ہین نہ آدم کی شان پر — یہ بت پڑے ہین اور کسی خاندان پر
پتھر کی طرح آگ جھڑی جسم زار پر — جب تیر بے خطا لگے استخوان پر
حسرت سی لوگ میری جنازے کو دیکھکر — پیر فلک بھی روئیگا ایسے جوان پر
تیری مریض سے جو اوٹھائین بدمتین — جاکر مسیح بیٹھ رہے آسمان پر
مین نے کہا کہ وعدہ خلافی ہی کیا صنم — بولے کہ غیر صبر پڑے تیری جان پر
وعدے کی معتبر ہو نہ ثابت ہو قول کی — ہر وقت ہی زبان تمہاری زبان پر
خواہش ثبوت ہو جو سگ کوی یار کی — اے شوق ابھی نکالین مری استخوان پر
ملک عدم مین رہتی ہی کس جنس کی تلاش — ہر روز کاروان گیا کاروان پر
بوسے بوسہ کے غیر سی ہارے تمام مین — دیکھوگے تم کہ کھیل گیا مین بھی جان پر
حال تپ فراق طبیبون سی کیا کہون — پھیکا نہ ڈالتے ہے نہ تلخی زبان پر
اے آہ تو نے پھونک کی جھگڑا اٹھا دیا — لڑنے لگا گمان کوی صنم استخوان پر
درد فراق یار کی ایذا نہ پوچھیے — ہوتی ہین جیسے نزع کی صدمے جوان پر
ابرو کا بل ہی آیکو محرہ شرہ کا ہے — پیکان تیر مین ہے نہ چلا کمان پر

	عاشق سب اپنی خاک اٹھا کر چلے گئے تم بیٹھو فقیر ہوکے کسی آستان پر	۱۹

وہ دانت پیستے ہین باغ مین صنوبر پر
دبا بوڈالتے ہین سرو قد برابر پر

پڑی ہی آنکہ دم ذبح اوسکے خنجر پر
لگیرین خون کی پلکین ہین چشم جوہر پر

زمین ہی فیض ہو کشت فلک کو مثل سحاب
جو رکھون دامن دریا کو دیدۂ تر پر

تمہاری خندۂ دندان نما سی حیرت ہی
ہنسی کا شک ہی مجھے موج آب گوہر پر

غضب ہی دیکہے کے قاصد کو بھیجی وہ آیت
خدا نی آگ کو گلشن کیا پیمبر پر

یہ بعد ذبح نکالین کدورتین دل کی
کہ خاک ڈالی ہی خون شہید خنجر پر

وہ ناتوان ہون کہ بسین جائین استخوان بدن
تمہاری تیغ کا سایہ پڑے جو پیکر پر

برش کا تیغ کو غرہ مجھے ہی صبر کا ناز
ہر اک کو دونون مین دعوا ہی اپنے جوہر پر

فلک ہوا ہی تری چشم مست پر مائل
شکست کھائیگا شیشہ گرا جو ساغر پر

رہے نہ قید ملاقات آئین جائین مدام
جو گھر پر آپ ہماری ہم آپکے گھر پر

قیامت آئے تو ہو داد خواہ کو شادی
نماز شکر ہو دامان روز محشر پر

یہ اور بات ہی ناحق صنم جو قتل کرین
ثبوت جرم و خطا کا نہین پیمبر پر

ذرا خدا کی قسم مار زلف یار سی ہین
یہ خوف وہ ہی جو طاری ہوا پیمبر پر

وہ بادہ کش ہون صراحی گلے کا ہی تعویذ
عوض کلاہ کے ہی جام کاسۂ سر پر

مآل مال ہی فقر و فنای صاحب مال
رہیگا پاس نہ دم بھر یہ نقش ہی زر پر

گلا ذرا سا کٹا بارہ ہو گئی میٹھی
یہ دی لہو نے حلاوت زبان خنجر پر

مرا غبار رقیبون کو ستد باب ہوا
اوڑی یہ گرد کہ دیوار بنگئی در پر

یہ معجزہ ہے کہ روشن ہی بی دلی کے نام
بنا ہے زیر ید بیضا کف تو نگر پر

واحسرتا

۸۰	نہین ہے غیر کا محتاج فقر مین عاشق بنا ہے موج سے اشکون کی بوریا در پر	۱۸

ردیف کا تغیر

قیمت لعل لب سے دلبر توڑ — دانت دکھلا کے نرخ گوہر توڑ
خاکساری سے کر صفا حاصل — اپنا آئینہ تو سکندر توڑ
آزماتا ہے کیا ہمین اوماہ — ہو جو مرضی تو لائین اختر توڑ
ہم نہ توڑینگے خاطر ساقی — زاہدا تو نہ طعن ہمپر توڑ
تیر مژگان کا ای کمان ابرو — آزماتے ہین آپ ہم پر توڑ
سخت گوئی نکر صنم ہم سے — شیشۂ دل کو دیگا پتھر توڑ
تیر مژگان ہزار آکے لگے — سب نے دل مین کیا برابر توڑ
جذب الفت کرے جو کچھ بھی مدد — غیر سے لائین اوسکو چل کر توڑ
دل کی قیمت اگر نبی نہ یہان — دیکھنا ہوگا روز محشر توڑ
ذبح باھر چمن سے کر صیاد — نہ یہان عندلیب کے پر توڑ
نازنین ہاتھ مین نہ موج آجائے — بید ھڑکیون نہ تو گل تر توڑ
جان تک دیکے بوسہ لینگے ہم — اسکی قیمت کا کرلے دلبر توڑ
حرص نے دربدر یہ دوڑایا — پاؤن ڈالے مرے تھکا کر توڑ
حشر مین دیگا کیا جواب ستم — زعم باطل کو اے ستمگر توڑ
سر زلف سوذلیون کو ہو نہ مفید — مکلین افعی کے دانت دین گر توڑ
ہوتا ہے جان نثار لاکہ مین ایک — ہے متاع وفا کا دلبر توڑ

عیش دنیا کے رنج ہے دنبال		جان سختی سے ناز پرور توڑ	
	سینہ شق کر قلق سے اے عاشق		
۸۱	لوح دل سے طلسم پیکر توڑ		۱۶

ردیف زیر

ہین ہفتہ دوست آتے تھے یا ایکبار روز — ملتے نہین مکان پر اب چار چار روز
کیونکر رہون نہ آٹھ پہر بیقرار روز — یکسان رہی نہ تجھسے ملاقات چار روز
گردن مین پڑی رہتے ہین لعلونکا ہار روز — رہتا ہوا تو خون کسیکا سوار روز
رہتا ہے خط یار کا جو انتظار روز — کاغذ بھر اور گھٹتا ہو یہ جسم زار زار روز
برسا ہے ابر چار مہینے کبھی کبھی — آنکھین تمام سال رہین اشکبار روز
دونی ہوئی جو ابرون کی نیچون کی یاد — کٹ جائینگے یہ زیست کی جلدی سے چار روز
دن کو ہمیشہ عارض روشن کی یاد ہے — شب کو بلائے زلف ہے سر پر سوار روز
گھی کے چراغ اتنے جلاؤن اگر وہ آئین — بنجائے روشنی سے شب وصل یار روز
دن گن رہے ہین زندگی مستعار کے — گذرے قرار وصل کو لب بشمار روز
بوسون کی جبت مار مین اپنا ہی فائدہ — کیون آوس قمر سے شب کو نہ کھیلین قمار روز
طفلی سے تیری در کی اوڑاتا ہون خاک مین — بڑھتا ہے چشم پر فلک مین غبار روز
اقرار وصل کا جو کیے شب غلط ہوا — گھٹتا ہے آپکا بھی یہان اعتبار روز
قد غن ہوئی جو مے کی تو بڑھ جائینگے فسا — تاڑی پر اب کے سال بکینگے کمار روز
شام شب فراق سے یون کانپتا ہون مین — لرزہ کا جیسے آئے کسیکو بخار روز
کہاتے ہین شب کو ترک ملاقات کی قسم — پھرتے ہین کو گھر پہ کہتے ہین کیون بار بار

۸۲	اونکے مزاج مین ہی تلون تو دشمنی کیا غیرون پر التفات ہی عاشق یہ چار روز	۲۵

لیتا ہون چشم مست کی بوسے تمام روز
دور شراب ناب ہی چلتا ہی جام روز

ہرجائی ہو نہین تمہین اکجا قیام روز
پھرتے ہو آفتاب کی صورت تمام روز

غیرون کا بار بار جو لو منہ سے نام روز
تکرار میرے آپ کی ہوتا کلام روز

دن بھر تمہاری گھر مین ہی شرب مدام روز
گردش مین آفتاب کی صورت ہی جام روز

صاحب کری سوال کہان تک غلام روز
کر دیجے بوسہ ہای لب سرخ فام روز

پیر فلک کی بادہ پرستی مین شک نہین
روشن ہی مہر و ماہ کی چلتے ہین جام روز

ہی چرخ چارمی سے لب بام طعنہ زن
خورشید سے لڑاتی ہو آنکھین تمام روز

کھٹکا اذان صبح کا رہتا ہی وصل مین
زاہد ہماری نیند نکرتو حرام روز

تو وہ عزیز مصر دل کائنات ہے
یوسف سے لیکے چھوڑ دی ہین غلام روز

ہم پھوڑتے ہین جاگ کی آنکھین تمام شب
وہ صبح تک پلاتے ہین غیرونکو جام روز

عاشق سنا جو مجکو کسی چشم مست کا
برسون پلای مفت مین ساقی نے جام روز

قسمت مین فاقہ مست کی منعم خوشی کہان
برسون مین عید آتی ہی ماہ صیام روز

بوسے کی سائلون کو یہ کہتے ہین دیکھکر
خالی نہین غرض سے تمہارا سلام روز

خالق ہی مہربان مددگار بخت ہے
سنتے نتھے وہ بھیجتے ہین اب پیام روز

واعظ دیا جو حرمت بنت العنب کو طول
بڑھتا گیا نظر مین مری احترام روز

ہمنے ادب سے بات بتون سے کہی نہ کی
سوتی نہین کرین جو خدا سے کلام روز

مین تیرہ بخت دن کو گیا حبس مکان مین — نکلا سمٹ کے روزن در سے تمام روز
زلف دراز و عارض نازک کو دیکھیے — کوتاہ نصف شب ہے کہین ہے تمام روز
کی روز وصل یہ مرے طالع نے کوتہی — پہنچی شب فراق رہا نا تمام روز
جان حزین نے ساتھ دیا روز وصل کا — ہم ہو گئے اخیر ہوا جب تمام روز
راہ دہن چھپی ہے خط سبز یار مین — بہکاتے ہین یہ خضر علیہ السلام روز
پیری مین اپنے موے سیہ جب ہوے سفید — ثابت ہوا کہ شب کا ہے قائم مقام روز
سودا سے زلف یار مین اولٹا سفر کیا — ہنگام سیر شب ہے تو وقت مقام روز
دم آئے مار زلف کے کٹتے ہین ہے محال — پھونکا کرین مسیح علیہ السلام روز

۸۳ — عاشق پہاڑ ہین یہ شب و روز ہجر کے — ۱۵
کاٹی جو مر کے شب نہین ہوتا تمام روز

دختر رز کو لیکے نکلے بادہ خوار ابکی برس — کیا لیا قاضی کو شیشے مین اوتار ابکی برس
گھر سے کم نکلا جو وہ رشک بہار ابکی برس — مر گئے اوس گل کی فرقت مین ہزار ابکی برس
قبر پر آتا نہین وہ شہسوار ابکی برس — خاکسارون سے ہے کیا دل مین غبار ابکی برس
جوش پر ہے ساقیا فصل بہار ابکی برس — میکدے مین گھس پڑینگے بادہ خوار ابکی برس
اے جنون مین ضعف سے تھا شرمسار ابکی برس — پیرہن خود ہو گیا ہے تار تار ابکی برس
لوٹیے اے ترک گلشن کی بہار ابکی برس — طائر رنگ چمن کیجے شکار ابکی برس
وصل مین برسا ہے کیا ابر بہار ابکی برس — اے صنم ہے مہربان پروردگار ابکی برس
آگیا ہے یاد کس کا خندۂ دندان نما — برق آکر لیگئی صبر و قرار ابکی برس

باغ مین دس روز تک کہتا جو گیندا یار نے
ہر گل صد برگ پر مائل ہزارا بکی برس

قیدے کا کل ہون صدقہ نرگس بیمار کا
سنکے بے ہوش رہا تقصیر وارا بکی برس

سیل اشک چشم سے سو بار ڈوبی ہے زمین
گر پڑیگا گنبد نیلی حصارا بکی برس

کارِ نشتر کرتی ہین پلکین ہماری ہجر مین
خون برسا دے رگ ابر بہارا بکی برس

ٹالتا ہے وصل کا وعدہ وہ آنے کا نہین
ہو گئی برسون یہی کہتا ہے یارا بکی برس

فصل گل مین ایکدن آجاؤ بہر میکشی
ہے مہینون سے تمہارا انتظارا بکی برس

۸۴
غیرتِ سرو چراغان رشک طاؤس چمن
ہو تن پر داغ عاشق پر بہارا بکی برس
۱۸

نہین تھی جنکے زبان ولب و دہن خاموش
پڑی ہین قبر مین پہنے ہوی کفن خاموش

مثال شاعرون نے دیکے کر دیا حیران
تمہاری چشم سخن گو سی ہین ہرن خاموش

شب وصال گذر جائیگی غضب ہوگا
خدا کے واسطے بیٹھو نہ جان من خاموش

رموز خالق عالم مین فکر بیجا ہے
نہو سکے گی کبھی مدحت دہن خاموش

جو معجزہ ہے قلم مین تو سحر بازو مین
صدا چھڑون سی نکلتی ہے نور تن خاموش

فروغ چرب زبانی سے غیر ہین ممتاز
مثال شمع جلاوینگے ہم بدن خاموش

سنو تو کیسی کھلی ہے زبان سوسن کی
کھڑے ہو باغ مین اے رشک سیمتن خاموش

تمہارے دم سی یہ سب چہچہے ہین حلقین ہین
جو اوٹھو تم ابھی ہو جاے انجمن خاموش

نہین گر بت دم تقریر لاکہ سخت کہو
سنا کرینگے تری عاشق دہن خاموش

سنا جو ایک شکایت کا حرف عاشق سے
ہزار مرتبہ نکلا یہی سخن خاموش

رہ دہن مین ہی طرز زلف کا کھٹکا — کمین مین بیٹھے ہین کہ راہزن خاموش
شکستہ حال کی مُنہ سے نہین نکلتی بات — ہمیشہ رہتی ہی وہ زلف شکن خاموش
وہ کم سخن ہون کہ ہی میری بات کی تحریر — بسان سلسلۂ زلف پرشکن خاموش
خدا کی آگے گواہی تصور کی رہیگا — رہیگا ایک نہ محشر مین عضو تن خاموش
زبان تیغ نہ گویا ہوئی کبھی افسوس — نعل مین رہتی ہی ہر وقت یہ دلہن خاموش
کبھی نہ کارگر ساعنے بتون کے کہا — مثال زلف ہی ناقوس برہمن خاموش
تمہارے آنے سے محفل ہی صفحۂ تصویر — یہ حیرتی ہی کہ ساری ہی انجمن خاموش

۸۵ — کلام اور کاسنے مین لطف ہی عاشق — ۱۷
سُنا چکے ہو بہت اپنا تم سخن خاموش

محتاج روشنی کی نہین تم برای رقص — روشن کریگا شعلۂ آواز جای رقص
گانا جو اے مسیح سنو تم نہ بہای رقص — زہرہ بھی آکے چرخ سے گاوے بجای رقص
دل کو پکڑ کے بیٹھ گئے مبتلای رقص — گاتی جو آپ باندھ کے اوٹھی برای رقص
پہنچی قضا جو تمنے دکھائی ادای رقص — جو انتہای عمر ہے وہ ابتدای رقص
پھرتے ہین اہل بزم اشارے مین آپ کے — ہی ناخدای کشتی محفل ادای رقص
مردے کفن کو پھاڑ کے نکلے زمین سے — ہی قطع تیری جامہ پرای گل قبای رقص
ایک ایک بات اوڑائی حسینون نے آپ کی — طاؤس کو کچھ اور نہ آیا سوای رقص
دونا ہی لطف رقص اگر دل کو لاگ ہو — ہے نشۂ شراب محبت جلای رقص
جتنے شکستہ دل مین وہ دم توڑنے لگین — گھنگرو ہزارون بولین جو اوٹھو برای رقص

مرتے ہین اہل دل کہین الفت ہی رقص سی
اب ہاتھ اوٹھاؤ ایسی جفا سی برای رقص

جوڑا کھلا جو رقص مین کیا رنگ بند بگیا
تھے شاہ حسن دام مین آیا ہای رقص

بسمل تری گلی مین دل داغدار ہو
طاؤس کو چمن مین مبارک ہو جای رقص

توڑی ہزار رقص مین لیتے ہین سیم تن
ہم ناچ گھر کو کہتے ہین دولت سرای رقص

پتلی بھی رقص کرتی ہی تار نگاہ پر
جس روز سی کہ آنکھ ہوئی آشنای رقص

دامن بت سی شعلۂ جوالہ بن گیا
ایسا نہو کہ دور مین تیری جلای رقص

بیجا نہین بہار مین رندون کی دھوم سے
زاہد کے بھی دماغ مین ہوگی ہوای رقص

۸۶ عاشق یہ ابتدا ہی جو کرتے ہین لاکہ خون
انجام کار دیکھیے کیا رنگ لای رقص ۲۳

انپر کوچے کاٹتا ہون آپ ہرن کی عوض
سر ہتیلی پر لیے پھرتا ہون شمن کی عوض

اوس صنم کا حسن ہی معجز نما نام خدا
آتے ہین بت پوجنے کو خود برہمن کی عوض

کوہکن کی بیکسی پر رحم آتا ہی مجھے
قہقہے کبک دری کرتا ہی شیون کی عوض

میری جرات پر لگیگا رستم دستان بھی ہاتھ
جامۂ تن ہی فقط مقتل مین جوشن کی عوض

میکدے کا کوئی شیشہ توڑنا ای محتسب
سو گلے کٹ جائینگے جب ایک گردن کی عوض

لو لگی تھی دل سی جو اوس شعلہ رو کی بزم کی
جل گیا میری کنول مین خون روغن کی عوض

صاف طینت دوسرا مجھسا نہا آفاق مین
ٹڈیان میری جلا کر لیجیے سنجن کی عوض

روشنی میری سیہ خانے مین تل بھر ہی نہین
حلقہ ہای چشم نابینا ہین روزن کی عوض

استخارہ قتل پر میرے اگر منظور ہے
دیکھیو مالا سروہی کا ہی سمرن کی عوض

ایک شب بھی وصل کا وعدہ وفا ہوتا نہین
عمر بھر بچتا ہوگے رودن کی جو بین کی عوض

ضعف سے سر جھک گیا وحشت مین بنے ہین قدم
طوق میری پاؤن مین پہناؤ گردن کی عوض

دل جو توڑا میکشون کا ہاتھ کیا آیا اسی
توڑیے قاضی کا سر شیشے کی گردن کی عوض

بیٹھیے اگر جبر و کون مین اوٹھا دیجے حجاب
پردہ آنکھون کے لگا دونگا مین چلمن کی عوض

چاک سینے کو کیا جائے گریبان باغ مین
پہاڑا دامن دشت کا صحرا مین دامن کی عوض

انتظار یار کب تک تیس دن جیتا ہی کون
موت مجھ گریان کی آتی کاش ساون کی عوض

دل نہین رہتا ہی قابو مین کسی کی درد سے
حال میرا کیسا ہی دوست دشمن کی عوض

جھانکنی دو روزن در بند کرتی ہو عبث
سیکڑون خنجر پڑینگے ایک روزن کی عوض

دشت دریا کوہ عریانی مین وحشت نے دکھائے
کسقدر دامن ملے ہین ایک دامن کی عوض

جھانکنی کو مین نے جب روزن کیا دیوار مین
تیر باران کرتے ہین وہ ایک روزن کی عوض

حاسدون کو قتل کیجے عاشقون کا کیا قصور
دوستون سے آپ کیون لیتے ہین دشمن کی عوض

میکشی مین دیکھکر شیشے کو حیرت ہو گئی
قہقہہ کرتا ہی کیون روزی مین شیشون کی عوض

خنجر قاتل کا بوسہ مانگتا تھا وقت قتل
اب زبان ہوا سطح کٹتی ہی گردن کی عوض

غور سے دیکھین اگر ٹکتے ہوی عاشق کی زخم
اونکی مژگان ٹوٹ کر رہجاتی سوزن کی عوض

۸۷ | ۹

کل بھی نہ آؤگے نہین کہتے ہین ہم غلط
وعدے ہین جھوٹ آپکے قول و قسم غلط

تدبیر وصل یار سوا اور کچھ نہ کہہ
ناصح وہ بات کہہ کہ ہمارا ہو غم غلط

صورت دکھا دیا ہی جو مصحف کو درمیان
آیا خدا سے عہد کیا ہی صنم غلط

ہو جان سے عزیز اگر سر بھی کاٹ لو — مین کہا ونگا نہ آپ کی سر کی قسم غلط
کرتا ہون روز صورت حال اوس سے مین بیان — تصویر روی یار سے ہوتا ہے غسم غلط
ہمت کی ہے خلاف جو دینا جواب کا — سائل سے وعدے کرتے ہین اہل ہمم غلط
مانند صفر دہر مین خالی شکم رہا — قسمت مین میری رزق کی تھی سب رقم غلط
کیا قدردان ہو سیکہ انصاف آپ سے — سچے ہین غیر عرض کرین جو کہ ہم غلط

عاشق یہ بیخودی مین شب ہجر کاٹ دے
ساقی پلا شراب کہ ہو جاے غم غلط ۱۸

سر جہکتے ہین یہ اوسکی ہے شمشیر کا لحاظ — سینے ہدف بنے ہین یہ ہے تیر کا لحاظ
بیت الصنم کا طوف پرستش صنم کی ہے — حکم خدا ہے کعبے کی تعمیر کا لحاظ
گو خاک مین یہ میری جوانی ملا چکا — مجکو ہے آج تک فلک پیر کا لحاظ
پل مین مٹاؤن دفتر عالم سرشک سے — پر اپنی ہے نوشتۂ تقدیر کا لحاظ
اقرار کل تہا وصل کا انکار آج ہے — کیجے ذرا تو پہلی بہی تقریر کا لحاظ
تم تک نہ آنچ آئیگی عالم اگر جلے — دیکہیو ہماری آہ کی تاثیر کا لحاظ
سر پر رہا نوشتۂ تقدیر کی طرح — ایسا تہا حکم قتل کی تحریر کا لحاظ
ہے روز و شب کا فرق جو خورشید و ماہ مین — ہر اک کو دوسری کی ہے تنویر کا لحاظ
بت ہم سے پھر گئے تو خدا مہربان ہے — بندے ہین جسکے اوسکی ہے تقصیر کا لحاظ
بنتا ہے سرغبار در یار پر قدم — خاک شفا کا پاس ہے اکسیر کا لحاظ
صیاد منہ کو پھیر کے ہے سر کو جہکاے صید — قاتل کا وہ لحاظ یہ نخچیر کا لحاظ

وحشت مین توڑ ڈالتی ہوتا جو دسترس
کرتے کبھی نہ عرش کی زنجیر کا لحاظ

لذت سوال یار کی پوچھو کلیم سے
رہتا نہین جواب مین تقریر کا لحاظ

مطلب ہی نقد داغ سی محکو نہ دشت سی
وحشت مین ہی نہ مال نہ جاگیر کا لحاظ

سیدھی نگاہ یار نہ مانی سی کھنچ سکی
حیرت مین ہی وہ دیکھہ کے تصویر کا لحاظ

پابند ہے یہ سلسلۂ حکم یار کا
دست جنون کو رہتا ہی زنجیر کا لحاظ

اظہار بھی گناہ کا کرنا گناہ ہے
اللہ کو ہے بندی کی تقصیر کا لحاظ

۸۹ | عاشق یہ لطف دوستی اہل بیت ہے
دوزخ کرے گا صاحب تقصیر کا لحاظ | ۹

ردیف مین میم

یہ روئی کہ اشکون سی بہرا ہی لگن شمع
فریاد کرے کیا نہین گویا دہن شمع

پروانی یہ لپٹے تھی سراپای تن شمع
شب کو پر پروانہ کا تھا پیرہن شمع

جل جاتی ہین پروانی جو عریان ہوتن شمع
ہی پردۂ فانوس اونہین پیرہن شمع

کیا جلتی ہی خاموش یہ پروانی کی غم مین
گویا ہی زبان شعلہ نہ نکلا سخن شمع

پروانون کی خونریزی ہی ہی بزم مین محبوس
ہی رشتہ فتیلے کا بجائے رسن شمع

کل بزم مین ہر شمع سی پروانی جلا کہ
مقتل تہا شہیدون کا نتہی انجمن شمع

یہ سنج بہبو کا سا بدن اور کہان بو
ہی چربی کا پتلا تری آگی بدن شمع

ہی سوز یہان اور روان خانۂ شیرین
رلواتی ہی کیا شمع کو یاد وطن شمع

۹۰ | سوز غم فرقت نے ہمین ایسا گھٹایا
گھل جاتا ہے جس طرح کہ عاشق بدن شمع | ۱۴

عریان

عریاں تنی مین رہگئی ثابت وفای داغ
اوتری نہ گل کی بھی مری تن سے قبای داغ

سودا ہمارا جاے جو صبح وصال ہو
مرہم سفیدۂ سحری ہو برای داغ

بہر لایا زخم مرہم زنگار خط سبز
کافور نور رخ ہوا تیرا دوای داغ

مجہ دل جلے کی خاک سے بنے لگے چراغ
مرنے کے بعد دل سے نہ نکلی ہوای داغ

آماج گاہ تیر ستم ہے یہ دل فگار
ناسور بہی جگر مین کئی ہین ورای داغ

سینے مین گل کہلائیگا ان گلرخون کا عشق
سودای زلف لائیگا سر پر بلای داغ

ہون تاجدار ملک جنون ہے یہی دعا
سر سے مری جدا نہو ظل ہماے داغ

دکہلاؤ منہ جلے کو جلاتے ہو اور کیا
الفت مین کیا ملا ہے تمہی ورای داغ

پہونکا چمن کو خرمن گل پر گرائی برق
گلشن مین جب بیان کیا ماجرای داغ

تہا جوش عشق ساتہ جوانی کے اب کہان
خواہش بدن کو گل کی نہ دل مین ہوای داغ

ساری ہے میری وحشت دل ناصحا سبک
سودائی ہو لگے جسے میری ہوای داغ

خورشید حشر کو ہو چکا چوندہ دیکہہ کر
میری سیاہ خانی مین یہ ہے ضیای داغ

تن پہنک رہا ہے قبر مین در کفن کہین
لیجائی آکے ساتہ کفن کی قبای داغ

۹۱ | سودا ہوا ضرور کسی مہ جمال کا
عاشق جو تن پر آپ کے ہین چاند جای داغ | ۱۵

کیا دل جلون کے سینے کا مرہم سٹای داغ
ناسور ہو جگر مین جو تن پر سے جای داغ

ایذا قبول غیر کا احسان ہے ناگوار
چہڑکون نمک جو منت مرہم اوٹہای داغ

دیوانہ تہا جو ایک فسون گر کی چشم کا
پریون نے میری آنکہون سے آکر لگای داغ

روز ازل سے ہمکو ہے سودائے گلرخان
لالے کی طرح ساتھ عدم سے ہین لائے داغ

جل جلکے جان جائیگی آخر کو ہجر مین
منصف ہو ایک دل یہ کہانتک اوٹھائے داغ

گل ہے چراغ زیست یہ روشن ہین بعد مرگ
تاریکیٔ لحد مین مرے کام آئے داغ

ہم تم چلین جو ساتھ تو مٹ جائے رنگ باغ
گل سے رخ آپ لالہ سے ببدہ لڑائے داغ

اوس گل بغیر آتش گل نے جلا دیا
بدلے گلون کے ہمنے جبین سے اوٹھائے داغ

تا صبح ہم چراغ کے مانند جل بجھے
فرقت کی شب یہ داغ کے اوپر اوٹھائے داغ

کام آئی ایسے اشک ندامت کہ یک قلم
عصیان کی میری صفحۂ دل سے مٹائے داغ

گل ہاتھون پر دیتی ہے تری چہلون کی یاد مین
دل پر تمہاری چوٹریون کے غم مین کھائے داغ

مرمر کے روز ہجر کٹے پوچھتے ہو کیا
صدمے سہے جگر کو جلایا اوٹھائے داغ

تیزاب رکھون زخم جو مرہم پذیر ہو
خود آگ سے جلاؤن جو خشکی پر آئے داغ

اوس شعلہ رو کے عشق مین پروا نہین مجھے
بھر کے جگر کی آگ کلیجہ پکائے داغ

۹۲
ہمسے جنون عشق چھپاتے ہو کس لیے
بیوجہ عاشق آپ نے دل پر اوٹھائے داغ
۲۱

پھر جاؤگے سخن مین بھرا ہے گزاف صاف
باتون سے دم نظر سے کہلا انحراف صاف

چہرہ ہے بدر صاف تو زہرہ ہے ناف صاف
مژگان یار چرخ کی جھاڑو ہے صاف صاف

کرتے تھے تن کو کافرون کی ایک وار مین
تانان دو نیمۂ عبد مناف صاف

اک اک مژہ سے یار کی سینہ ہے چاک چاک
چاقو سے جس طرح ہو قلم مین شگاف صاف

دھوکا ہے شاعرون کو جو اونکی دہان مین
کرتے نہین کلام پے اختلاف صاف

مجکو جو ایک آئینہ رو کا خیال تہا		مغلق تہی گو زمین کہی شعر صاف صاف
صاحب مری طرف سے تکدر نہ چاہیے		بندہ کرے گناہ کا جب اعتراف صاف
ثابت ہی ماہ نو سے تمہارا عروج حسن		ابرو کی تیغ کا ہی فلک پر غلاف صاف
وہ بت ہزار مرجع عالم نظر پڑا		اسلام و کفر کا نہوا اختلاف صاف
اعضای تن سی نور کا دریا ہی موج زن		گرداب بحر حسن و صفا ہی وہ ناف صاف
گر دہنم پہرا تو مکدر رہے شیخ کیون		حج کی لیے کیا ہی ابہی سی طواف صاف
کیا انقلاب ہی کہ مکدر ہوی ہین دوست		جنکو غبار تہا وہ ہوی بر خلاف صاف
دل مین غبار ہو تو صفا تن کی ہی عبث		اندر بھری ہی خاک ہوا گو غلاف صاف
لیتا ہون اپنے ساقی مہوش سی ضد مین کام		مانگون جو در دیتا ہی وہ بر خلاف صاف
کچہ بہیجیے تو سمجہون کہ دل مین نہین غبار		مدت کے بعد پھر ہوا وہ اتحاف صاف
چہایا جہان کو یہ مرے دود آہ نے		خورشید حشر کا نہوا انکشاف صاف
کرتے جو ہو وضو گل رخسار پو چہ لو		پانی ہوا عرق کی سبب سے مضاف صاف
بہکا طریق عشق مین مین خاکسار کب		تجنے رہ وفا سے کیا انحراف صاف
سنہ پیٹتا ہون یاد جو فرقت مین آتی ہین		وہ گوری گوری ہاتہ وہ خسار ی صاف صاف
تیغ علی سے کافرونکے دل مین تہی غبار		کر دیتی تہی صفون کو وہ روز مصاف صاف

۹۳	عاشق بجز خدا یہ بتون مین صفت کہان دم بہر مین جو گناہ کرے سب معاف صاف	۱۷

وصال یار اگر حشر پر رہا موقوف		مریض ہجر نے کی یاس سے دوا موقوف

وفور گریہ مین نا ئی نکر ذرا موقوف — غضب ہی مینہ مین اگر ہو گئی ہوا موقوف

ہمارے دشت خطرناک مین نہ آ مجنون — کہ مدتون سی ہوا ہی یہ راستا موقوف

عجب طرحکا لگا روگ سب کو بھولا ہین — بتون کی یاد کو دل سی کری خدا موقوف

مین کیا تمہاری صفائی کا اعتبار کرون — وہ کون بات بڑہائی وہ کیا کیا موقوف

وفور خلق سے دیوار قد آدم ہے — گلی مین پیک نظر کا ہی راستا موقوف

یہ عہد ہم سے لیا جب کیا ہی وعدہ وصل — نہ آئی حرف شکایت رہی گلا موقوف

نقاب اوٹہائی تری رخ سی بادہ نوشی نی — وفور نشہ مے سی ہوئی حیا موقوف

پہنچ گئے تہے بہانے سی دادخواہون کے — ہمین جو دیکھا تو دربار کر دیا موقوف

کیا ملاحظہ جب بند نو ملازمون کا — ہمارے نام کو دیکہا تو لکہہ دیا موقوف

مریض عشق کی بچنے کی کون صورت ہے — غذا مہینون سے ہی ترک اور دوا موقوف

جو ہوگا لقمۂ ثعبان زلف سب عالم — دہان گور کی ہو جائیگی غذا موقوف

ہمیشہ دل مین مری داغ عشق جلتا ہے — نہوگی روشنی خانۂ خدا موقوف

الٰہی دور بخیلون کا جا ی دنیا سے — کرین جو ایک ملازم ہزار رہا موقوف

اسی امید مین جیتی ہین دم فنا ہو جا ی — ابہی جو وصل کا ہو جا ی آسرا موقوف

بساط جسم مین اک مشت خاک رکہتی ہین — ہماری ہڈیون پر رزق ہی ہما موقوف

۹۴	سنا جواب کو رہتا ہے خوف بد نامی بیان عشق بہی عاشق نی کر دیا موقوف	۱۸

دلبر تمہاری نقش ہوا ہی بیان شوق — کار قلم دکہاتی ہی میری زبان شوق

وہ آپ دوڑی آئین اگر جذبۂ دل کھاؤن — اوڑنے لگون کرون مین اگر امتحان شوق
سینے مین داغ نبض مین تپ پاؤن پر م — سر مین جنون ہی خانۂ دل ہی مکان شوق
قاصد زبانی تیرے یہان کام ہے تمام — تحریر سے تمام نہو گا بیان شوق
نیند آئی تمکو نکلین مرے دلکی حسرتین — سن تو جو وقت خواب کبھی داستان شوق
ہی جستجوی منزل مقصود کوے یار — نالہ جرس ہی سینے مین ہی کاروان شوق
قاصد کی شکل بنکے چلین لیکے خط کو آپ — پیغام بر سے ہو نہین سکتا بیان شوق
سینے پر آج ہاتھ وہ رکھتے ہین بار بار — پاتے ہین میرے دلکی تڑپ ہی نشان شوق
سب خود غرض ہین بندۂ بیدام ہین ہمین — الفت کو آزماؤ کرو امتحان شوق
بہتا ہون کوی یار کو طوفان اشک مین — ہی ناخدای کشتی تن بادبان شوق
اس تیر کا نشانہ نہین جز دل حبیب — سقف فلک کو توڑی نہ کیونکر فغان شوق
جلد آیئے تمام شب انتظار ہے — اب جان دیگا یاس ہی یہ نیم جان شوق
نکلے کی جان میری نہ نکلے جو گھر ی تم — منظور ہو تو کر لو ابھی امتحان شوق
باتون مین ہم رولائین ہنسائین لطیفے سے — سنیے ہمارا قصۂ غم داستان شوق
سلطان ملک عشق ہون کہتا ہون فتح غم — دل درد کا خزانہ ہی سینہ ہی کان شوق
کچھ منہ سے گو حجاب کی مارے نہ کہ سکے — بے چین ہو گئی وہ سنی جب فغان شوق
گستاخ ہو نہ ہاتھ اوٹھا دیجیو نقاب — سو بار آپ کر چکے ہین امتحان شوق

۹۵	عاشق بگڑ بجاے وہ نازک مزاج ہے لب پر نہ آئے آہ نہ نکلے فغان شوق	۲۰

ڈھاویگی سقف فلک ہمت مردانۂ عشق
توڑینگے عرش کی زنجیر کو دیوانۂ عشق

سخت پتھر سی ہوا ہی دل بیگانۂ عشق
سنگ مین نشو و نما خاک کریگا دانۂ عشق

ضعف مین سجدہ کرینگے مجھے دیوانۂ عشق
جھک کے بنجاؤنگا محراب در خانۂ عشق

جسکو دیکھا وہ ہی سرشار مئی الفت سے
دورۂ چرخ ہے دور خط پیمانۂ عشق

ساتہ الفت کے ترا خوف سمایا دل مین
دوسری اور بلا ہوگئی ہمخانۂ عشق

آج پوری ہی کرامات تو بے عقلون مین
حال کہتے ہین پیر روز کا دیوانۂ عشق

حسرت مملکت حسن مین سب جلتے ہین
شمع لکھوا کے نہین لائی ہی پروانۂ عشق

کیا ضرر ہو جو چمن سے نہ اوٹھا دی صیاد
بید مجنون کے زمین سائی ہین دیوانۂ عشق

ہر گھڑی آتے ہین زہاد نصیحت کرنے
مجکو اپنا سا بنا دینگے یہ بیگانۂ عشق

غم مرض یاس تپ مے محت لحد دشت عدم
کوئی بیخوف نہین منزل ویرانۂ عشق

حال دل کہتا ہون تو پہلو سے اوٹہہ جاتی ہین
بخت سو جاتا ہی سنکر مرا افسانۂ عشق

اپنی وسعت کا سمندر کو بڑا ہے غرہ
حال کہل جاے جو ملک جاے جو پیمانۂ عشق

جام سے دل کو کیلے حال جہان تج ہی کمال
مد تون جم کو پڑہایا خط پیمانۂ عشق

بعد مدت کے ہوئی الفت خال ابرو
آب شمشیر سے سرسبز ہوا دانۂ عشق

دیکہین محشر مین وہ سرسبز کسی کرتا ہی
لوگ تو تخم عمل بوتے ہین ہم دانۂ عشق

رقص طاؤس فلک کا جو تماشا دیکہو
دل پر داغ ترے نعرہ مستانۂ عشق

منزل گور مین اوترین تو فراغت ہوجاے
دشت مین دم نہین لیتے کہین دیوانۂ عشق

لین جو اوس شعلۂ عارض کی بلائین شب وصل
بن گئی ہاتہ ہمارے پر پروانۂ عشق

دل کی منزل مین نہوتا تو نہ بیٹھتی تقدیر	تجھسے ای مہر لقا ہی شرف خانہ عشق		
۹۶	نخل الفت دل سوزان مین ہوا عاشق سبز	آپ نی بہار مین ہونگا تا عبث نہ عشق	۱۵
جل جلکے تپ غم سے فلک کون ہوا خاک	ماتم ہے یہ کسکا جو اوڑاتی ہے صبا خاک		
ہم ہوگئے آخر نہ طبیبون سے ہوا خاک	زہر غم فرقت پر اثر کرتی دوا خاک		
کیا پیر ہوے ضعف سے اک طفل کے غم مین	جینے تو اوٹھایا نہ جوانی کا مزا خاک		
پروا ے غم عشق نہ کچھ قدر وفا ہے	درد دل بیتاب سناتی تمہین کیا خاک		
کیونکر نہ جلاتا ہمین داغ غم احباب	کیا کیا نہ ہوی اپنے عزیزون کو فقا خاک		
افسانہ دم صور سرافیل ہے مجکو	تاثیر کریگی دم عیسے کی ہوا خاک		
ہے گرد کدورت یہ بھری شیشہ دل مین	نکلے گی مرے سینہ سے ہی آہ کی جا خاک		
وہ زار ہون گر پڑتا ہون جہونکون مین ہوا کے	اب جاؤن جو تو ڈھونڈی ملے اللہی ہوا خاک		
دل خاک کی پتلون سے لگانا نہین اچھا	ہو جائین گے اک روز یہ بہر بعد فنا خاک		
مردی کی طرح گرد کدورت مین اٹا ہون	جینے کا مزا فرقت جانان مین ہے کیا خاک		
اے دیدۂ تر چشم امید اور بھی ہوتی	جب کوچۂ دلبر سے اوڑاتی نہ ہوا خاک		
ہشیار ہو مسکن ہے ترا ایک دن اس جا	ہر شخص کی یہ قبر تلی دیتی ہے صدا خاک		
وہ سوختہ طالع ہون کہ خرمن مین لگی آگ	دانہ مری قسمت کا کرے نشو ونما خاک		
بیماری فرقت سے یقین ہے نہ بچون گا	ملتی ہے دریار کی کب بہر دوا خاک		
۹۷	جاکر در آقا کو نہ آنا کبھی عاشق ہو جائیگی اک روز تری خاک شفا خاک		۲۳

بلبل کیطرح اوڑ کے ہزار آئی چمن تک
پہنچا نہ کبھی ہاتھ تری گل سی بدن تک

شیرینی لب تیری ملاحت نے مٹا دی
آئینہ جو دیکھا تو ہوا شور دہن تک

دل چسپ ہے کیا ابکے برس رونق گلشن
پرواز کی خو بھول گئے مرغ چمن تک

بدنام کیا آپ کو اے دل شکنی نے
محبوب رہے خوب رہے عہد شکن تک

تا فونکو تری زلف کے بالون مین بساتے
یہ مشک پہنچتا جو کبھی ملک ختن تک

وہ آپ کو کنعان کے کوئین مین نہ گراتا
یوسف کو رسائی نہوئی چاہ ذقن تک

ہو شمع کے شعلے مین اگر سوز ہمارا
پروانے کی صورت ابھی جل جائے لگن تک

جراح کوئی تازہ جراحت کو نہ ٹانکے
دیتے ہین لہو میری ابھی زخم کہن تک

پھر جائینگے ہم غیر کی تقلید نکیجے
عاشق تھے تری چال کے بیساختہ پن تک

مجنون کو بیابان مین ہمارا ہے تجسس
آوارہ وطن جاتی ہین آوارہ وطن تک

گھیرے ہین بہت راہ مین غربت کی بلائین
مشکل ہے پہنچ جائین سلامت جو وطن تک

یہ وحشت گیسوی معنبر کی ہے تاثیر
آتے ہین نجھے سونگھنے صحرا کی ہرن تک

مرکر یہ مٹا زور مری دست جنون کا
اس ہاتھ سے ٹوٹا نہ کبھی تار کفن تک

تقدیر نے وحشت مین بنایا وہ گھر اپنا
کالی ہوی جس دشت مین گرمی سے ہرن تک

وہ کون ہین کہتے ہین جو فرقت کی کہانی
نکلا نہ مرے منہ سے شب وصل سخن تک

کیا داغ جنون مٹتے مری جامۂ تن سے
بیداغ میسر نہوا مجکو کفن تک

عالم مین کوئی تازہ جوان ایسا نہوگا
جھک جھک کے جسے تاکتا ہے چرخ کہن تک

شکوہ نہین غربت مین کسی نے جو نہ پوچھا
بیزار ہین صورت سے مری اہل وطن تک

دل تو رہا دور سے فرکان نے ہمارا
قسمت نے پہونچنے نہ دیا تیر فگن تک

سیری نہ یہانتک چمن حسن کو لوٹا
باقی نہ حسینون کی رہی صوت حسن تک

برپا ہوا اک عالم بالا مین تزلزل
فریاد نہ پہنچی تھی ابھی میرے دہن تک

چہرہ کو ترے غیر کے بوسون نے بگاڑا
داغی نظر آتا ہے مجھے سیب ذقن تک

۹۸

پیچ نے زلفون کے ڈرایا مجھے عاشق
چھوتا نہین مین جان کے بار رسن تک

۱۱

ردیف گان جی

کہتے ہین جان سبزہ رنگ خود وکان سبزہ رنگ
فخر تبان سبزہ رنگ ہے وہ جوان سبزہ رنگ

کیسا لبون کا بوسہ تہا غم ہوا جی کو جانیکا
سہم تہا ہمارے حق مین کیا آب ہان سبزہ رنگ

عکس پڑا تہا گالونکا سبز ہونکا تل جو تہا
دیتا تہا دہوکا طوطی کا زاغ کمان سبزہ رنگ

ہوری چمن مین کہیلتے تہے بہر گئی ہری گونہی
بہتا ہے بدلی پانی کے آج میان سبزہ رنگ

چپ ہین ستم کی کرنے سے دیکہ لہو کو ڈر ذرا سی
ہو گئی میری مرنے سے لال زبان سبزہ رنگ

طالب بوسہ ہون مین ارسینے مین خموشی ہین غمازہ
زہر ہے مجکو خط یار مشک فشان سبزہ رنگ

غیرت گل ہین دونون گال تدہیے وہ طوبی کا نہال
تہنی کی رگ کی ہے مثال سوہے میان سبزہ رنگ

سنتے ہین بند کانون کو چمکے زیادہ گالون سے
سبزی مین سب کو بڑہکا دی کیون نہ بان سبزہ رنگ

پان چبا کر ایک ابھی تیری ہی بات اوسنے کی
فلفل سرخ اثر ہین تہی منہ مین بان سبزہ رنگ

دیتا ہے مژدہ بہی بہار سبزی کی نشہ کا اوتار
سبزی پر اب جو ہین ہوا سبز خطان سبزہ رنگ

۹۹

عاشق کیجے اونسے ڈر سایہ سی جنکے ہے حذر
زہرون کی ساری ہین شجر طفل و جوان سبزہ رنگ

۲۵

زلزلے مین ہیں ناوک ہی ہی زندان آج کل
خوف ہی تہمتی نہین دون نگہبان آج کل

دامن صحرا گریبان تن عریان بنے
ای جنون اتنی اوڑا خاک بیابان آج کل

عشق پھر تازہ ہوا اک غیرت یوسف کا
پاس ہوا اپنے بہی سامان سلیمان آج کل

پھاڑ کر کپڑے ہی گاتی دامن صحرا مین گوت
کار سوزن کرتی ہین خار مغیلان آج کل

گرنبا یا ہی زمین کا جوش سودا ذی مین
تاپ ڈالا ہین بیابان ہی بیابان آج کل

پاؤن ہی سر اوٹھہ نہین سکتا ہمارا ضعف مین
ہی گریبان دامن اور دامن گریبان آج کل

نغمہ پیرا ہی نہین اب کوئی باغ دہر مین
بلبلون ہی ہو گیا خالی گلستان آج کل

غم گیا وحشت ہی داغ ای دل علاج داغ ہی
داغ سودا اسی مٹی داغ غریبان آج کل

آتش تر تیز وہ ای ساقی گلرنگ لا
بادہ خواری مین کٹی فصل زمستان آج کل

تیرا دیوانہ نظر بند اے پری رو ہو گیا
دور پریون کا ہوا دیوار زندان آج کل

کاٹی ہین جل جلکر راتین انتظار یار کی
سر ہی پا تک ہو گیا سر و چراغان آج کل

جسکو دیکہا ای فلک وہ رنج ہی خالی نہین
خوش نہین پایا کوئی جز زخم خندان آج کل

قامت دابروی جانان کی الف بی یاد ہی
جانتا ہون قیس کو طفل دبستان آج کل

شعر کیا موزون ہو کوئی قامت موزون نہین
مرغ گلشن تک نہین دیکہا غزلخوان آج کل

غم نہین دہتا نشان دست قاتل جان کر
مجکو خوش کرتی ہین میرے زخم خندان آج کل

ہونٹ دانتون سی چباؤ کی انہین عادت نہین
کان موتی کی دکہاتا ہی بدخشان آج کل

دور ایسا ہی خدائی مین بتان ہند کا
ہی مکافات گنہ قتل مسلمان آج کل

نرم گوئی اختیار اپنا ہی دوران سی جو کی
منہ مین اپنے ہین بنی دانتی زبان آج کل

پنڈلیون تک آب خجلت مین پیر و غرق ہین
آفتاب حشر ہو وہ روی تابان آج کل

ہو دوالی چشم سی لخت دل سوزان گرین
خانۂ زنجیر کو کیجے چراغان آج کل

روی روشن سی ذرا الٹو نقاب ای سرد مہر
گرمیون پر ہی بہت خورشید تابان آج کل

پیٹ پر سیلی کی بالون کی نمو ہونے لگی
ہو گی چشم جوہر آئینہ حیران آج کل

نرگس شہلا سی بھی وحشت ہی یا چشم مین
ہمکو دکھلاتا ہی کیا آنکھین گلستان آج کل

دشت مین منزل مسافت ہی قدم کی ضعف سے
ہین سنار ی کوس کی خار مغیلان آج کل

۱۰۰

وصل عاشق سے تمہارا حسن پکا ہو گیا
سرخ بوسون سی ہوا سیب زنخدان آج کل

۱۸

ایسا ہزار بار کہلا کب چمن مین گل
غنچہ ہی خامشی مین دہن پر سخن مین گل

ہین جسم کی چمک سی جواہر بدن مین گل
بازو پر آ کے مل گئی ہین نورتن مین گل

لب پر جو عکس رخ ہی تو رخ پر ہی عکس لب
نکلے عقیق باغ مین پہولے ہین مین گل

اک گل بدن کی وصل مین شادی سی جان دی
سہرہ بناؤ گوندہ کی تار کفن مین گل

باتون مین پہول جھڑتی ہین آواز خوش ڈستا
تمنے پروئے رشتۂ صوت حسن مین گل

گیسو مین آج ہار نہ لپٹے سبب ہو کیا
مشاطہ کی خطا سی نہ پہنچی ختن مین گل

اوس گل کی چال باد بہاری سی کم نہین
بنجاتی ہی بنت کی کلی پیرہن مین گل

ہر صبح ہار کہول کے کنگھی اگر نہو
بنجائین مشک لف سیہ کی شکن مین گل

دوگے جو ایک پہول مرے آگی غیر کو
پہولے گا آج کوئی نیا انجمن مین گل

بجہ جاتے ہین حسین ترے منہ کو دیکھکر
ہو جاتی ہین چراغ تری انجمن مین گل

گلچین کو بات خشک کرے آہ عندلیب
ابکی برس تو پھولین خوشی ہے چمن مین گل

سینے کے داغ دل کو نہ کیون کر عزیز ہون
مشہور ہے کہ خار ہین اپنے وطن مین گل

اسدرجہ مدحتِ گلِ خسار سے ہے خوش
ہے پھول کر زبان ہمارے دہن مین گل

خوشبو جو بوسۂ گلِ خسار سے ہے منہ
دانتون کی جا بھری ہین ہمارے دہن مین گل

دنیا کی نیک و بد سے رہا محکو احتراز
غربت مین کیجیو خار نہ سونگھو وطن مین گل

کنٹھی کے دانے پھوٹی ہین جوش بہار سے
ناقوس ہو گیا ہے کف برہمن مین گل

دکھلایا رنگ یہ لبِ لعلین کی عکس نے
خال سیہ کا داغ ہے سیب ذقن مین گل

۱۰۱ عاشق بہار پھول کے ہارون کی مٹ گئی
اوس گلبدن کی ملگئے رنگ بدن مین گل ۲۶

فصل مینواری ہے دیکھو رنگ گلشن آج کل
ٹپکا پڑتا ہے رخ ہر گل سے جوبن آج کل

عکس افگن ہے کسیکا روی روشن آج کل
لو گل خورشید سے پھولا ہے گلشن آج کل

سوز ہے رونق فزائے خانۂ تن آج کل
سبزہ کی استخوان ہین شمع روشن آج کل

آہین کرتا ہون جو تیری ہجر مین اے ماہرو
مثل انجم پڑ گئے ہین چھت مین روزن آج کل

خودستائی سے بتون کا عرش پر پہنچا دماغ
پیر گردون بنگئے طفل برہمن آج کل

رخصت فصل بہاری سے قیامت آگئی
صور اسرافیل ہے بلبل کا شیون آج کل

میرے دل کو لو لگی ہے اک چراغ طور سے
خون تن مین جل رہا ہے مثل روغن آج کل

سیل خون مین تیرتی پھرتی ہین سو عشاق کے
موج زن ہے آب آہن تا گبردن آج کل

بے حجابی مین ہوا داروں کی وہ سنتی نہین
روی روشن ہے چراغ زیر دامن آج کل

تخلص درست ہے

شعلہ در ہی دل جلون کی قتل سی قاتل کی تیغ
مثل روغن جل رہا ہی آب آہن آج کل

پر تو گلہای رنگین کی ہوا پر نقش ہین
بیگئے زاغ و زغن طاؤس گلشن آج کل

جو ہتی ہین موج نکہت سی در و دیوار باغ
لڑ کھڑاتے چلتے ہین مرغان گلشن آج کل

گل کہلے ہین دانہ تسبیح زاہد پھوٹ کر
غنچہ ہای گل ہین ناقوس برہمن آج کل

رہزنی کرتی ہین زلفین اوس مسیح وقت کی
لٹتی ہی راہ سواد شہر لندن آج کل

زاہدان خشک بہی پھسلے تری تقریر پر
چکنی باتون سی ملا وہ تو نی روغن آج کل

ماہتابی آپکی بی چاندنی دیکہی نہین
چادر مہ ہے نقاب روی روشن آج کل

آستینون دار کرتی تہی کوئی محرم نتہا
چھپ نہین سکتا ہی نامحرم سی جوبن آج کل

بعد بربادی ہوا ہم خاکساروں کا ملال
کچہ مکدر ہو گیا ہی روی روشن آج کل

بی حفاظت کی کمر وہ قتل پر کستی نہین
حلقہ ہای زلف کا پر تو ہی جوشن آج کل

اندنون موبان چوٹی مین نہین اس راہ سے
کیچلی جہاڑی ہوئی ہی مار رہزن آج کل

مژدہ ای دل عشق بازی اب بہت آسان ہے
ہمنے کم دیکہے حسین پاک دامن آج کل

گہر مرا جلتا ہی سوز نالہ ہای گرم سے
روزن منقل ہین دیوارونکی روزن آج کل

دل نکلجاتا ہی قابو سی فراق یار مین
اپنے اعضا ہو گئی ہین اپنی دشمن آج کل

ہین مکافات گنہ جو حادثات دہر ہین
مین بہی راضی ہون جو خوش ہی میر دشمن آج کل

بت کی الفت مین خدائی سی عداوت ہو گئی
سب نے مین آسمان ہین میرے دشمن آج کل

۱۰۲	قبر مین رونی سی پلکون کو نمو ایسی ہوئی چھپ گیا کانٹون سی عاشق اپنا مدفن آج کل	۲۶

ہم ای فلک نہ ہے وصل یار کے قابل
وہ جبر کر کہ جو ہو اختیار کے قابل

شمال شمع ہوی جل کی خاک فرقت مین
رہا نہ جسم کفن کے مزار کے قابل

دکھادی گرمی خورشید حشر ای گردون
یہی چراغ ہی میرے مزار کے قابل

تمہین تو دیکھہ کے معشوق ہوگئے عاشق
وہ پیار کرنے لگی جو تھے پیار کے قابل

خدا کو بھول گئے حد کی یہ محبت ہے
بتون کی عشق مین ہین سنگسار کے قابل

رہی نشان تن داغدار گور مین بھی
چمن کا تختہ ہے میری مزار کے قابل

عبث ہی کثرت انجم پر ای فلک نازان
ہمارے داغ کہان ہین شمار کے قابل

نماز چھوڑ کے زاہد بتون کو سجدے کر
یہ بندگی نہین پروردگار کے قابل

فلک دکھایا نہ عہد شباب جانان کو
سٹایا ہمکو ہوے جب وہ پیار کے قابل

کبھی تو سبزۂ گور شہید کو روندو
حنا نہین کف پائ نگار کے قابل

برا ہو ضعف کا ثابت نہ نکلی آہ کبھی
شکست گنبد نیلی حصار کے قابل

مرے جو آرزوی وصل یار مین گھل کر
زمین نے بھی نہ سمجھا فشار کے قابل

گرا دیا تن لاغر نے مجکو نظرون سے
وہ ترک چشم ہوی جب شکار کے قابل

بنا کے غصے کا چہرہ رولا رقیبون کو
نہین یہ چہینٹا ترا خاکسار کے قابل

کرو نہ صبح کا وعدہ کہ شب نہ گذرے گی
مریض عشق نہین انتظار کے قابل

جو مانگتا ہون اجازت مین گھر مین آنیکی
تو آپ کہتے ہین اب تم ہو دار کے قابل

پہن کے غیر کا جامہ کرو نہ ہمسے کلام
رہو گے یار نہ بوس و کنار کے قابل

سنین وہ رون جو ابر بہار کی صورت
نہین یہ جہالی ابھی گوش یار کے قابل

تسلی دل مضطر کی کچھ کرو تدبیر
تمہارا قول نہیں اعتبار کے قابل

یہ جسم زار کہان یار کوہ ہجر کہان
سزا ابھی ہوتی ہے تقصیر وار کے قابل

ہزار ہے سگ اصحاب کہف کی عظمت
نہیں مثال سگ کوی یار کے قابل

وہ بے نشان ہون کہ گنتا ہے کون ایسے کو
نہیں ہین پرسش روز شمار کے قابل

کسیطرح نکٹے گی شب دراز فراق
مگر ہے عمر خضر مستعار کے قابل

خوشی ہے پھول کی ہون وصل مین جو شادی مرگ
ملے نہ دہر مین وسعت مزار کے قابل

چراغ داغ سے ہون کام کیون نہ فرقت مین
یہ ہے اسی شب تاریک و تار کے قابل

۱۰۳

غبار خاطر افسردہ ہو گیا عاشق
صفاے آئینۂ روے یار کے قابل

۲۰

بٹھلائین نقش دل مین تمہاری فعانسی ہم
کار قلم دکھائین زبان بیان سی ہم

کیا آپکے مزاج مین نخوت سما گئی
رکھتے ہین خود دماغ بلند آسمان سی ہم

بوسہ جو خط کا دو تو ابھی جذب دل کہائین
نقطہ اوٹھالین خال کا نوک زبان سی ہم

طوفان چشم نے تن لاغر بہا دیا
عاجز ہوے ہین کشتی بیاد بان سی ہم

ہم اونکی بات کاٹتے ہین شوق قتل مین
قاتل کو باڑ ہین دیتے ہین تیغ زبان سی ہم

احوال حشر کہکے پھرا سر نہ زاہدا
غفلت مین اور آگئے اس داستانسی ہم

محفل تمام صورت تصویر ہو گئی
مانند روح جاتے رہے درمیان سی ہم

دی جان آہ کرکے فراق بہار مین
لپٹے گئے جرس کیطرح کاروان سی ہم

پیری نے لطف زیست ملایا ہے خاک مین
وہ ولولے جوانی کے لائے کہان سی ہم

بلبل وہین کہ رونق گلزار دہر ہین — بکھرا کارہے ہین آتش گل کو فغان ہی ہم
پردہ اوٹھا کبھی نہ درِ جلوہ گاہ کا — آتے ہین اشتیاق مین پیاری کمان ہی ہم
پلا دکھائین کیون نہ تمہین تیر آہ کا — یہ ضعف ہی جھکو کہ ہوی ہین کمان ہی ہم
صیاد باغ دہر مین کیا زمزمے کرین — سختین گے بھی تو بلبل باغ جنان ہی ہم
جب روے دوستون کو ہوا چشم مین غبار — اندہی ہوے ہین گرد رہ کاروان ہی ہم
افشان چھڑکنی کی جو اجازت ہمین ملے — تارون کو توڑ لائین ابھی آسمان ہی ہم
فصل بہار جاتی ہی مٹی مین مل گئے — تھے نقش پا کہ چھوٹ گئے کارونہی ہم
پیاسی لہو کی خاک ہی جلاد چرخ ہے — عاجز ہین اس زمین سے تنگ آسمان ہی ہم
سیر چمن سے ہاتھ اوٹھایا بہار مین — بلبل کی طرح بحث کرین باغبان ہی ہم
شام فراق دیکھتے ہی موت آگئی — زیر زمین چھپے ستم آسمان ہی ہم

۱۰۴ — عاشق عدم سے یہ دل پرداغ ساتھ ہے / گلدستہ باندہ لائے ہین باغ جنان ہی ہم — ۲۱

تمنے جگنو جو باندہے آنچل مین — برق چھپتی پھرے گی بادل مین
پھول ہین اونکا فرش پا انداز — عطر جلتا ہے ساتھ مشعل مین
منھ بھرا ایسی مٹ کھینچو شراب — کاگ ٹھہرے کبھی نہ بوتل مین
پاؤن پر سر ہے ضعف سے اپنا — وہ اکڑتے ہین حسن کے بل مین
سخت جانی سے میری گل یہ کہلا — پھول آتے ہین تیغ کے پھل مین
قتل ہوا چار دن مین جو آیا — چار قل ہین تمہاری ہیکل مین

کیون یہ امروز اور فردا ہے
ہمتو آخر ہین آج ہین کل ہین

ساقیا ہے شراب آتش تر
دے دے شعلے کا گاگ بوتل مین

پتلیان بول اوٹھین آنکھون کی
نسخۂ سامری ہے کاجل مین

زلزلہ ہے تمہاری چال نہین
خفتگان لحد ہین ہل چل مین

روز رہتا ہے شغل آرائش
صبح ہوتی ہے مستی کاجل مین

گرد نامہ ہے میرا داغ جنون
نقش حبہ ہے تمہاری ہیکل مین

جل بجھین گے بدن مین خون نہین
تیل اب ہو چکا ہے مشعل مین

دل جلا ہون جو ون بغل مین شراب
چھالے پڑ جائین لاکھون بوتل مین

مے کشی مین ہماری عمر کٹی
نہ دیا ہمنے گاگ بوتل مین

شرم سے وہ عرق عرق جو ہوے
پانی گھنگرو کی آیا چھاگل مین

بادہ خواری کا نقش بیٹھ گیا
کام آئین شراب کی قلمین

سوزش سینہ کم ہے پیری مین
آگ بجھتی چلی ہے منقل مین

رخ رنگین تک آگئین زلفین
خوب پھولین گلاب کے قلمین

ہے یہی زہد خشک کی دارو
آتش تر بھری ہے بوتل مین

۱۰۵ لب شیرین کی گالیان عاشق
تا و شیری مین شہد حنظل مین ۱۰۶

زاہد و خلد مین سیر شب مہتاب کہان
دور ساغر یہ کہان صحبت احباب کہان

یہ اوڑا جاتا ہے بے آگ سے تاب کہان
دل مضطر سے مری نسبت سیماب کہان

تیرہی دانتون کی تصور نے ڈبویا ہمکو — اسقدر گوہر یکتا مین بہلا آب کہان
برہمن دیر مین جاتی ہین تو سجدہی کرتے — مسجد مین نام کو ہین یہ ادب آداب کہان
جھوٹ تہمت جو لگاتی ہین تو جی جلتا ہی — مین کہان آہ کہان خرمن مہتاب کہان
اوٹھہ گیا باغ سی افسوس نہ مانا کہنا — مین نے ہر چند کہا او گل شاداب کہان
شدت درد جگر سے نہین بولا جاتا — بند ہین آنکہین تصور مین مجہی خواب کہان
ایک افسردہ دلی نے یہ بٹہادی رونق — گل ہین سب داغ بدن پر گل شاداب کہان
رات دن یاد مین اک گل کی لہو روتا ہون — نسبت ہجر بشر فرقت سرخاب کہان
دیدۂ دل کو تصور مین کرو نگا روشن — طاقت دید رخ مہر جہانتاب کہان
پیاس بجہتی ہی تری تیغ سی قاتل پہ مین — ہی چمک آئنۂ مہر مین یہ آب کہان
نیند اوڑ جاتی ہی وہ پیٹ جو یاد آتا ہی — ہی تصور مجہے مخمل کا مگر خواب کہان
کشش دل کی سہاری سی چلا جاتا ہون — دیکہون لیجاتا ہی مجکو دل بیتاب کہان
نبض کہلا نہین سکتا دل بیتاب کی ہاتہ — صورت نبض ٹہہرنے کی مجہی تاب کہان
اسلیے ہی ترے ابرو کا تصور دل مین — یہ نہ کہنے کو ہو کعبہ تو ہی محراب کہان
چین ماتہے کی دکہا دیجیو ابرو کی قریب — لوگ کہتے ہین کہ تلوار تو ہی ناب کہان

۱۰۶ | کوہ فرقت کو اوٹہا کر ہوے رستم عاشق | ۱۸
ورنہ ہم زار کہان اور یہ القاب کہان

زخم دل میرا سیور کہتی ہو سب فن ہاتہ مین — انگلیان دس ہین چراغ اہی ماہ روشن ہاتہ مین
طائر رنگ حنا کیا مرغ دست آموز ہے — شاخ گل کو بہی لے کر تا ہے نشیمن ہاتہ مین

سنگ دل بت ہین کبھی فریاد کو سنتے نہین — کیون لیے پھرتا ہو ناقوس اے برہمن ہاتہ مین
کاکل پیچ سلجھانی کا مجکو حکم ہے — آج باری آگیا یہ مار رہزن ہاتہ مین
آئنہ مین ہاتہ کے پرتو جو دانتو نکا پڑا — بنگئی کان صفا ہیرے کی معدن ہاتہ مین
سرخ ہوجاتی ہین گل توڑی سی دست نازنین — کیون ملین مہندی اوڑایا رنگ گلشن ہاتہ مین
آتش رنگ حنا سی ساقیا بھڑکی شراب — ہو گلابی کیا کنول کی طرح روشن ہاتہ مین
ہاتہ صنعہ پر رکہکے جب مین نے کیا ضبط فغان — پڑگئی غربال کی صورت کے روزن ہاتہ مین
طائر دل ہاتہ اوٹھا کر رقص مین کرتا ہی صید — دام خط دست رکہتا ہی وہ پرفن ہاتہ مین
پاون مین مہندی ملو تم ابر ہی برسات ہی — چوڑیان منگوا کی پہنو آیا ساون ہاتہ مین
پنجۂ خورشید سی پنجہ نہین اوس مہ کا کم — کیا شعاع مہر ہین سونکی کنگن ہاتہ مین
کام گو ناقص سی نکلی غیر ممکن ہے کمال — ناطقہ پیدا کری کس طرح الکن ہاتہ مین
اب گلابی بہر کے دو تم ہاتہ قابو مین نہین — ای پری تہمتی نہین شیشی کی گردن ہاتہ مین
شعلہ ور کیا آتش رنگ حنائے یار ہی — بن گئی ہر ایک انگلی شمع روشن ہاتہ مین
پاس الفت ہی فقیرا و سپر جو اکثر ہو گئے — اس سی بیراگی لیے پھرتی ہی جوگن ہاتہ مین
جان شیرین ایک مرنی کی ہین سامان دس — زہر ہی ہر شخص کی ناخن کا دشمن ہاتہ مین
غیر حسرت مال دنیا سی کبھی حاصل نہین — کب سکندر لیگیا زر زیر مدفن ہاتہ مین

۱۰۷ — کشت جان عاشق کی پہونکی ہاکم مہندی یار نے / شعلۂ رنگ حنا تا برق خرمن ہاتہ مین — ۱۱

پھری جو نامہ بر ہمسے وہ یہ تقریر کرتی ہین — نہ وہ تقریر کرتے ہین نہ وہ تحریر کرتی ہین

وفورِ ضعف سے پیرسون ہوی بجیسن ہین سب اعضا — ہماری کاتب اعمال کیا تحریر کرتے ہین
پریرو یونکا ایسا نقش بیٹھا صفحۂ ہستی پر — سلیمان کو طلسمِ حسن سے تسخیر کرتے ہین
مشبک کر دیا سقف و در و دیوار زندان کو — فغان و آہ و نالہ اپنی کار تیر کرتے ہین
گریبان ہاتھ مین آتا نہین جب جوشِ وحشت مین — گلے کے طوق کو ہم موڑ کر زنجیر کرتے ہین
بجز انکار کے آتے نہین وہ حرفِ مطلب پر — یہی تقریر کرتے ہین یہی تحریر کرتے ہین
بہار آتی ہی میرے بھرتی ہین ساقی خم سے دو بدو ہین — عجب عامل ہین شیشی مین پری تسخیر کرتے ہین
تمہارا میرا مطلب ایک ہی فرقِ تلفظ ہے — جو تم قرآن پڑھتے ہو تو ہم تفسیر کرتے ہین
وفورِ جرم سے لکھنے کی جب مہلت نہین پاتی — ہماری کاتبِ اعمال بھی تقصیر کرتے ہین
لگایا ہاتھ باتون باتون مین اوس نے رکابی کو — ہماری حرفِ منتر کی طرح تاثیر کرتے ہین

۱۰۸ — گاہ جب بیوفائی کا سنا کہتے ہین وہ عاشق — ۱۶
ہماری سامنے آپ آنکر تقریر کرتے ہین

فلک ظاہر ہوی میرے جو کم آنسو نکلتے ہین — گھٹا ہی اسقدر دریا کہ اب ٹاپو نکلتے ہین
رولاتی ہین مجھے دکھلا کے جب گیسو نکلتے ہین — وہ ہندو گھنٹی ہی آنکھون مین مری آنسو نکلتے ہین
جھلکتی ہین جو مجھ بیخواب ہی کی آنکھین ستارونکی — شبِ فرقت مین انجم کی عوض جگنو نکلتے ہین
کہتا یہ ہی کہ شامِ وصل کو وعدے کو ٹالین گے — جو وہ شانون کی پیچھے ڈال کر گیسو نکلتے ہین
سیے جاتی ہین میرے زخم وہ مسکاک ہنستا ہے — لہو کی چشمِ سوزن سے مگر آنسو نکلتے ہین
یہ طفل شک سمجھے ہین تماشا چرخِ پوجو کا — تری تپلی کی گردش سے مری آنسو نکلتے ہین
وفورِ غصہ و غم ہے سبب شدت سے رنج کا — لہو اپنا پیا ہی جسقدر آنسو نکلتے ہین

تو نیر ہو جیسے عاشق کلیجا ہو جو پتھر کا
اگر چاہین پر پڑا دون کو آتش نکلتی ہین

نہ پھولو روی رنگین پر کہ موسم خط کا آپہنچا
چمن مین جہان کے بھی خار ایکل نکلتی ہین

غم و شادی بھی یکجا ہی زمانیکی دورنگی سی
ہنسی شدت سی جب آتی ہی تب آنسو نکلتی ہین

کرین یون مختصر مضمون طول زلف کا ہین
درازی مین شب فرقت سی بھی گیسو نکلتی ہین

اوتر واتا ہی وہ گل وصل کی شب پیرہن میرا
یہ پھولی آستینون سی نہین بازو نکلتی ہین

گڑا رہتا ہی نقشا خال زلف یار کا دل مین
کسی صورت نہین کہنے سی یہ ہندو نکلتی ہین

دکھائی شعبدی اوس چشم نے سیر چراغان مین
دوالی مین جگانی کی لیے جادو نکلتی ہین

زبان پر زلف کی مضمون دلمین طاق ابرو کے
مسلمان آتی ہین کعبے مین اور ہندو نکلتی ہین

۱۰۹
تری ابرو جو دیکھے ہین تو اب عاشق کی نظرون مین
ہمیشہ دو ہلال اے ماہ ہم پہلو نکلتے ہین
۱۳

مُردے جی اوٹھتے ہین یہ تاثیر ہی آواز مین
آپکی آواز کا اولٹا اثر ہے ناز مین

ایک ہو جاتا ہی مستارونکا جیسے ساز مین
مل گئی آواز میری آپکی آواز مین

لب جو عیسی ہین صفت یم کی ہی انداز مین
سبزۂ خط خضر ہے داؤ دہین آواز مین

خالی خالی دو قدم تھلے روش پر باغ کی
پای نازک بھر گئے مشق خرام ناز مین

بات کا کرنا تعجب ہی دہن معدوم ہے
ڈھنگ ہاتف کی صدا کا ہی تری آواز مین

میری نامی سے کبوتر کے لیے حرمت ہوئی
ضعف کا مضمون تھا صف ہو گئی پرواز مین

تو سن عمر روان کاٹے جو عرصہ زیست کا
گور کے تعویذ کی ہیکل لگا دون ساز مین

شعلۂ آواز پر ہم سینک لینگے آنکہ کو
دیکھین کیونکر چھپتے ہو تم پردہ ہاے ساز مین

قہر کا بنگلہ کٹوری پر ہے اوس صیاد کی
آگئی انگیا کی چڑیا چنگلِ شہباز مین

درد گانی مین بہرا ہی درد سی واقف نہین
آپکے دل مین نہین جو کچھ کہ ہے آواز مین

کیا سُنین گا نارسائی طائرِ دلکی نہین
اوس نہالِ حسن کی کہٹکا جو ہی آواز مین

گرمیانِ گانے کے پردہ مین کہا مین یارنے
شعلۂ آواز بھڑکا پردہ ہاے ساز مین

۱۱۰ سامری کا چشم کے جادو سی بس چلتا نہین
لب کو عیسے پر بھی عاشق فوق ہی اعجاز مین ۲۰

برگِ گل ترسبزۂ گلشن مین پڑی ہین
یاقوت کی نگ کسنی زمرد مین جڑے ہین

پاپوش مین عکس آپکے ناخن کی پڑی ہین
ہیرے کی نگینے ہین کہ سپنے مین جڑے ہین

خورشید سی سو بار مری داغ لڑے ہین
مقدار مین چھوٹے ہین حرارت مین بڑے ہین

کہلواے کمر کون سفر پر وہ اڑے ہین
دو ہاتہ مین رکھتا ہون وہ گردنمین پڑی ہین

آتا ہی جواب ارنے دیکھیے کب تک
موسی سے بہت طالبِ دیدار پڑی ہین

تارِ رگِ جان چاہیے اون نرم لبون کو
بالے بہی تری کان مین سونی کی کڑی ہین

میرے تنِ پر داغ کو گلزار بنایا
گل کہانے سے کیا آپ ہنسی ہی پہول جڑی ہین

چورنگ کی سہے چار عناصر مین جدائی
کیا نیچہ ابروے سفاک پڑی ہین

تکیے مین ہوا جوش جنون سی مرا مسکن
بیڑی کے عوض پاؤ نمین قبر و نکی کڑی ہین

سر پر شبِ فرقت کی بلا روز کہڑی ہے
زلفون مین اور الجہنے سی یکبیڑی مین پڑی ہین

اکسیر کی بوٹی ہی گل داغ جنون کیا
ہتکڑیان نہین ہاتہ نمین سونی کی کڑی ہین

کچہ صرف بہی لازم ہی اگر جمع کرے مال
زر لیکے گل آتے ہین خزانی جو گڑی ہین

پہنا ہی اگر تمنے وہان طوق جڑاؤ
ہیری مین یہان روکی لہو لعل جڑے ہین

حیرت ہی مجھے مردمک چشم صنم سے
تصویر بنے کاتب اعمال کھڑے ہین

طول شب فرقت کی کرین کس سے شکایت
شب ہو وہی ایام مصیبت کی کڑی ہین

سمجھا مین دم قتل گل کفش جو دیکھے
ابرو کی سر وہی سی یہ دو پھول جڑی ہین

دم ہونٹون پر اپنا ہی جو ہوتی ہین ترش آپ
جیتے ہین نہ مرتی ہین کھٹائی مین پڑی ہین

تلخی گئی ساقی تری شیرین سخنی سے
میخانے مین جتنے ہین سبو سر بگھڑی ہین

گویائی جو فوارون مین ہوتی تو یہ کہتی
سرکش ہین خزانے کی حفاظت کو کھڑی ہین

۱۱۱

ہمراہ جنازے کے وہ کو آئے بھی عاشق
ہے دیر جو گڑنے مین تو غیرت سی گڑی ہین

۱۰

دُبلا پے مین کبھی قدم انسی بڑھی نہین
چیونٹی کے پاؤن مین مری موزی چڑھی نہین

مجنون سی نام عشق مین اس سے بڑھی نہین
ہم ضعف سی کسیکی نظر پر چڑھے نہین

مصراع قد کو سمجھے نہ ابرو کی بیت کو
جاہل بھی ایسے ہین کہ الف بے پڑھی نہین

لیجاتی ہین یہ چاہنے والون کو کھینچکر
سیماب کی کوئین ہین رنج کی گڑھی نہین

اکثر بلند طبعون کو بھاتی ہے سادگی
اطلس مین آسمان کی بوٹے کڑھی نہین

غافل نہین تو دیکھلے سختی کو قبر کی
مردون کے استخوان سی خالی گڑھی نہین

پندار اپنی حد سے سوا کیا ضرور ہے
گرنے کا ڈر نہین کہ ہم اتنا چڑھی نہین

غربت مین جان دی نہوی بار دوش غیر
اوٹھے سبک کہ چار کی کاندہی چڑھی نہین

پھٹ کر جگر زمین کا دریا اوتر گئے
کب بام عرش پر مری نالی چڑھی نہین

۱۱۲	عاشق کی بات کاٹ کر کہتے ہین بات سے کہتا ہون کوئی تیغ زبان پر چڑھے نہین	۲۳

بسے ہین رنگ وصل کی شب بات بات مین
بہتیری سانگ لائے وہ تھوڑی سی رات مین

ابرو مین بل ہنسی مین کنایہ نگہ مین کج
کاکل مین پیچ بات نکلتی ہے بات مین

مہتاب لاؤن چرخ سے جو تم بنو عروس
چھڑواؤن آسمان کی چرخی برات مین

مُردی جلائے اوسنے اشارے سے آنکھ کے
ایسے کہان حباب ہین عین الحیات مین

بوسے متاع حسن سے دیجے نہ غیر کو
کچھ غیر مستحق کا نہین اس زکات مین

خیمے سے بات کر نہین سکتے جو خوف سے
شقے ہین حال لکھ کے لگا دو قنات مین

میری ہوا بندھی جو وہ بلقیس ہو عروس
لیکر جلوس آئین سلیمان برات مین

صحت کا نقش عشق کا بیمار کیا لکھے
خانہ مماث کا ہے دہان دوات مین

دو دن پر آپ وعدۂ فردا نہ ٹالیے
ہوتی ہے صبح حشر یہان ایک رات مین

بنتا ہے قتل نامہ جو لکھتے ہو یک خط
پانی پڑا ہے تیغ نگہ کا دوات مین

قاصد کی ہاتھ مین ندیا خط کو رشک ہے
کرتی کا اونکی صوف پڑا تھا دوات مین

بوسے لیے جو وصل کی شب خط سبز کے
لطف حیات خضر ملا ایک رات مین

ہے رشک خضر خط تو زبان غیرت کلیم
عیسی خجل ہین لب سے جلاتے ہین بات مین

اوسکے سر و مہر کہ لب و دندان سے ہے یقین
سردی نے یخ جمائی ہے آب حیات مین

سمجھا مین زیر لب نکل آیا جو خط سبز
رہتے تھے خضر چشمۂ آب حیات مین

لذت جدید مین ہے کہ حادث جہان ہوا
ہمنے تو رنگ قدر نیا یا ثبات مین

آئینۂ بدن کو نہانے سے ہے جلا
گاتی جو باندہی حسن ہوا اور گات مین

ستیارگان ہفت کے دورے گذر گئے
دیکھا اثر نہ ایک کا بھی ہمنے سات مین

ہوتے ہو بوسہ لب شیرین سے تلخ کیون
کیا ہمنے کوئی زہر ملایا نبات مین

تبلی برنگ قبلہ نما پھر نہین پھری
ایسا جو آنکہ پر تجھے ہاکا ئنات مین

مانند ہاے خود دکھائے اگر جوہر آئنہ
ثابت ہے نقص ذات ظہور صفات مین

ڈورے کو نور تن کی نہ دانتون سے کھولیے
بازو کی مچھلی جاے نہ آب حیات مین

۱۱۳
جب مر گئے کسیکو کوئی پوچھتا نہین
عاشق سے چھٹے نہ گوشۂ عزلت حیات مین
۱۰۲

گرد شفین شعلۂ آواز کو دو تانون مین
بجلیان ڈالدو زہرہ کی ذرا کانون مین

جان آدم جو بھری ساقی نے پیمانون مین
روح قالب مین گئی جان پڑی جانون مین

ورد تسبیح پر ایسا کیا اوس ماہ کا نام
رنگ سیارون کا گردش سے ہوا دانون مین

مایۂ علم و ہنر بادیہ گردون مین ملا
گنج بھی ہاتہ اگر آیا تو ویرانون مین

کس پڑے ہے جن کا ہی سایہ تری دیوانی پر
پھر گئے آکے سلیمان بھی پریخانون مین

تکو غرہ ہے عبث آئنہ زانو کا
آئنہ خانہ بنے بیٹھو جو حیرانون مین

کان رکھکر جو سنو تم تو یہ پھولے آواز
میری فریاد کرن پھول بنی کانون مین

تفاوت ہین حسینون کی جو خال و خط رخ
رسم خط ایکسا ہوتا نہین قرآنون مین

اوس نہال چمن حسن نے پہنی محرم
کہتے ہین رکھتے ہین نارنگیون کو پانون مین

گاؤ دیکھ تو فقط آگ کا عنصر ہے جای
روح پڑ جاے بنی جان کی انسانون مین

نالہ کش سینۂ پر داغ مین ہین طائر دل
بلبلین چہچہے کرتی ہین گلستانون مین

لب جان بخش ہی گاکر کبھی مردون کو جلاؤ
کینہیج لو روح کو قالب ہی کبھی تانون مین

تیرا اس درجہ ہوے میرے لہو کی پیاسے
آب ای ترک ذرا بھی نہین پکانون مین

طور پر ہے جو چراغ ایک یہان چمک رہے
پچھوا محرم کا نظر آتا نہین شانون مین

ہنسلیان پہنی ہین مینت کی حسینون نے عبث
ہنسلیان ڈانک کی خلقت کی گریبانون مین

۱۱۴ قتل عاشق ہوا عکس مژۂ ساقی سے
موج مے خنجر بران ہوئی پیمانون مین ۱۷

یہ فائدہ ہی جو کسب کمال کرتے ہین
غنی فقیر سے آکر سوال کرتے ہین

کوئی سبب ہے جو دل پایمال کرتے ہین
یقین ہی کہ وہ کچھ مجھسے چال کرتے ہین

لہو رولاتے ہین دکہلاکے تیغ ابرو کو
یہ شوخ مرغ نظر کو حلال کرتے ہین

ہمارے ہاتہ سے کرتے ہین آپ نقل مکان
قدم کو روکیے ہم انتقال کرتے ہین

اونہین پسند نہین طاعت ریا آمیز
کہلے گا کل جو وہ صوفی کا حال کرتے ہین

وہ خاکسارون سے اپنے شراب خواری مین
عبث کلام کلال وملال کرتے ہین

حریر پردۂ چشم پری پسند آیا
نقاب چہرۂ حور اجمال کرتے ہین

زبان تیغ سے پہر دیجیے جواب انکو
دہان زخم دوبارہ سوال کرتے ہین

طلب نے اہل غرض کی کیا تھا زیست تنگ
فرشتے قبر مین آکر سوال کرتے ہین

عوض مین ہاتہ کو لازم ہے پاؤن پہیلانا
نہ اونسے مانگ جو تو سوال کرتے ہین

چبا چبا کے گلوری خموش بیٹھے ہین
زبان اس سے یہ گلفام لال کرتے ہین

فقیر ہوگئے یکتا تھے جو زمانے مین — جواب جنکا نتھا وہ سوال کرتے ہین
جواب دیتے ہین اعضا جب بڑھاپے مین — شباب کا تو نہین ہم سوال کرتے ہین
دکھاکے دانت نکالی ہے روح قالب سے — ہمارے رشتۂ جان سے خلال کرتے ہین
گھٹایا بدر کو نقص زوال ٹھہراکر — تمہین بڑھاتے ہین کیا ہم کمال کرتے ہین
خیال وصل کا اب دل مین خون ہوتا ہے — وہ طائران حرم کو حلال کرتے ہین

۱۱۵ — بہت سا کھیل چکے اپنی جان پر عاشق / پھر آپ عشق بت خرد سال کرتے ہین — ۲۴

رشک پری ہو غیرت حور اہو شان مین — ایسا حسین کون ہے دونون جہان مین
کہدون قصور طبع سے کرسی کی شان مین — یا چرخ پر ہے یا ہے تمہارے مکان مین
عیسیٰ وہ ہین جلائین ہزارون کو آن مین — سوتی وہ ہین ذرا نہین لکنت زبان مین
رشک پری ہو بدر سے بالا ہو شان مین — تسا نہین ہے کوئی زمین آسمان مین
رخسار پر ہے عکس کہ تارے ہین چاندنی — بجلی جو ہینچی آپ نے ہیرے کی کان مین
مٹی اوڑائی ہمنے ترے در کی اسقدر — نعمت کی بدلی خاک ہے گردون کے خوان مین
کیون تم گلوریون کو لبساتی ہو عطر مین — انگیا کے پان رکھدو ذرا پاندان مین
پھیکون جو تیر آہ ترازو ہو چرخ مین — پلا بت نہین ہے زمین آسمان مین
رحمت ہے دود آہ دل دردناک کو — چت بندہ گئی ہے ابر کی سارے مکان مین
تیوری چڑھی ہے تیز نگہ کیا لگاؤگے — بل پڑ گئے ہین لاکھون ابھی ہے کمان مین
آبی دوپٹا اوڑھ کے سوتی ہین صبح کو — لو آفتاب آج چھپا آسمان مین

سینے پر آج زلف کو بکھرا کے کہتے ہین
ہمنے رکھن بنائین ہین انگیا کہ پان ہین

مجہ زار نے جو بات شب وصل کہدیا
دہوکا او نہین رگونکا ہی انگیا کہ پان ہین

مٹی ملی ہے رزق جو مانگا زمین سے
نعمت کے بدلے زہر ہی گردونکی خوان ہین

جلتا ہون دل ہی دل ہین تکدر سی یار کے
گودی کی جا ہی خاک مری استخوان ہین

ثابت قدم رہی تری الفت ہین اک نہین
تھا کون جو نکل نہ گیا امتحان ہین

مژگان وہ گھورنے ہین جو ابرو سے مل گئی
ثابت ہوا کہ تیر کو جوڑا کمان ہین

چھوڑو نہ مار زلف شب ماہتاب ہین
کاسہ بہرا ہے دودہ کا گردونکی خوان ہین

مطلب ہو شعر مین تو فصاحت ہے کام کی
معنی بیان سی آئین نہ معنی بیان ہین

پوشاک کو جو موجۂ آب روان کہون
جتنے پڑین چنے ہوی کرتی کی شان ہین

سوز غم فراق سے منہ زہر ہو گیا
جسطرح تپ سی ہوتی ہے تلخی زبان ہین

تھے اوس مژہ کے تشنۂ دیدار سہ قدر
ساہی کی طرح پڑ گئے کانٹے زبان ہین

بلکون پر اشک ہین در دندان کی یاد مین
جہالر لگی ہی موتیون کی سائبان ہین

۱۱۶ | تعریف کم ہو شعر کی عاشق تو کیا عجب | ۱۶
افراط لطف کی نہین آتی بیان ہین

اور جان بخشی ہو کیسی قاتل بی پیر ہین
سو رچہ اک دم مین چینونٹی بنگیا شمشیر ہین

جب نقاہت سے جہکا سر شکر کا سجدہ کیا
ضعف نی مسجد بنادی خانۂ زنجیر ہین

دشت گردی کی اذیت مٹ گئی سب قیس کی
بعد مدت پاؤن پہیلے خانۂ زنجیر ہین

پاون میرے پاو پر رکہتے ہو اگر قید مین
شمع روشن کرتی ہو تم خانۂ زنجیر مین

بیڑیان ہین تنگ میرے پاون سوجے ہین بہت
راہ مشکل ہی یلیگی خانۂ زنجیر مین

ای پری رونق مکانکی بی یکین ہوتی نہین
کوئی دیوانہ بسا دو خانۂ زنجیر مین

باڑہ پر قد ہی دکھادو تیغ ابرو کا بھی گھاٹ
غرق عالم کو کرو آب دم شمشیر مین

ماہ نو کی بیٹ مین دیکہی جو تاری کی جھلک
مین یہ سمجھا پڑ گیا چھالا تری شمشیر مین

ایک تلوار اور اے قاتل لگا مجروح پر
اب فقط اٹکا ہی دم میرا دم شمشیر مین

تیغ ابرو تک اگر ہو دسترس تو جہین لین
ہاتہ ڈالین کسطرح قبضہ نہین شمشیر مین

سلسلہ اونکی سخن کا مختصر ہوتا نہین
زلف کی مانند بل ہین پیچ ہین تقریر مین

نقش ہی سطح ہوا پر جسم کا ہیدہ مرا
بستر غم ملگیا ہے کاغذ تصویر مین

ہجر مین دیکہا اگر پڑ ہی یہی تیر شہاب
تیر میری آہ کا ہوگا ترازو تیر مین

اعتبار اب آپکی لکھی پڑہی کا اوٹہ گیا
کرتے ہوانکار جو اقرار تہا تحریر مین

بعد مرنیکی اگر آہین کرین جنت مین ہم
خلد دوزخ ہوا وبال آجاے جو کی شیر مین

ہونٹون ہی خنجر کے قبضے کو جو چوما بعد قتل
جڑ دیا یاقوت کیا نگین تمغۂ شیر مین

۱۱۷
بے زبانی کا بہتگون کی پڑا عاشق یہ صبر
رہ گئی کٹ کر زبان شمع بہی گلگیر مین
۱۱۸

خامشی میری ادا ہوتی نہین تقریر مین
میری حیرت کہینچ نہین سکتی مری تصویر مین

ناتوانی سے ہی کثرت نالۂ شبگیر مین
کہتے ہین بڑہ جاتی ہی قوت زبان پیر مین

قید خانی سی کبہی نکلی نہین آواز بہی
کیا کرے پن ہی رسا کی خانۂ زنجیر مین

بنگئے پتھر کے وہ کڑیان اوٹہائین قید کی
ہی نشان میرے قدم کا خانۂ زنجیر مین

عمر گذری گنتے گنتے سکۂ داغِ جنون
کسقدر دولت گڑی ہی خانۂ زنجیر مین

مر گیا کل قید مین جو تھا ہوادار آپکا
آج سناٹا پڑا ہے خانۂ زنجیر مین

دہجیان عریان تنی ہین جب سے میری ہاتھ آئین
پوست پنڈلی کا لپیٹا حلقۂ زنجیر مین

پاس ابرو کی دلِ سوزان پہنسا ہی زلف مین
لٹکی ہی قندیل محراب حرم زنجیر مین

جوش وحشت ہی ہمارا دلکو ہوتا ہی سرور
شیرۂ انگور ہے کیا دانۂ زنجیر مین

محکو وحشت کی یہ شادی ہی کہ نیند آتی نہین
رت جگا رہتا ہی شب کو خانۂ زنجیر مین

اپنی مژگان کی یہانتک مدح کی اوسنے نوخ دی
پڑ گئے کانٹے زبانِ شعلۂ تقریر مین

ناتوانی نے مجھے مُردی کی صورت کر دیا
بند آنکھین ہین نہ بان ہلتی نہین تقریر مین

کاٹ دیتی ہین ہماری بات کو وہ بات سے
صورت مقراض چلتی ہی زبان تقریر مین

شمع کو نسبت نہین کچھ قامتِ دلدار سے
جلگئے لاکھون پتنگے شعلۂ تقریر مین

کوی قاتل مین عجب صورت سی کاٹا زیست کو
سایۂ دیوار مین یا سایۂ شمشیر مین

ہمنے عالم مین ندیکھی تیغ ابرو کی پناہ
ہی سند اس بات پر قبضہ نہین شمشیر مین

تیغ ابرو سے دہراتی ہین بہت مژگان کو
آنکھ تارے دیکھتی ہے سایۂ شمشیر مین

کٹ سکا جب سے نہ میرا اضطرابِ تیوری
چڑھ گئی سغت جانی سی مری بل پڑ گئی شمشیر مین

دشت گردی مین جو آیا تیغ قاتل کا خیال
آئی دم لینے کو وحشی سایۂ شمشیر مین

اشتعا لک کا فقط سوز درون محتاج تھا
رال بنکر اوڑ گیا شعلۂ شمشیر مین

غیر ممکن ہے چھٹے دہنا تمہاری تیغ کا
لگ گیا میرا لہو آبِ دمِ شمشیر مین

تیغ قاتل کھینچتے ہی کیا آنکھ اوجھل ہو گئی
دو نظر آتا ہون مین آئینۂ شمشیر مین

دانت وہ تلوار سی لیتے ہین مین حیرت مین ہون
موتیون کی کان ہی آب دم شمشیر مین

جسم لاغر ہی بہت تلوار کا ٹیگی کسے
غرق مین ہو جاونگا آب دم شمشیر مین

سیر دیکھو کاٹ کر بازو مرے تلوار سے
مچھلیان چڑھ جائینگی آب دم شمشیر مین

پہلے سی ناسور تھا دل کو لب معشوق کا
اوس کمان ابرو تک آیا ہون تلاش تیر مین

زلف کر حلقے سے جہانکا جسکو خمی دیا
ہو گیا اس پیچ سی پلا بلا کا تیر مین

قتل ابرو سی کرو بدلے نگاہ تیز کے
نسبت شمشیر ای قاتل خطا ہی تیر مین

مر گئے پر خاک کو کر دینگے تو دی مین شریک
جا ہی پیکان دل لگا دینگے کسی کی تیر مین

کٹ گیا حسرت سی وہ جسکو سری بھی چھو گئی
بچ گیا پیکان سی تو ہی کاٹ چوب تیر مین

کانپتا ہی دور مین کسد رجہ جام آفتاب
ہی مرض رعشے کا دست آسمان پیر مین

کیا گرفتار کمند موت ہوتے ہین جوان
آسمان کرتا ہی عیاری لباس پیر مین

جب سنی فریاد میری ہونٹہ چاٹی یار نے
کیا مزا ملتا ہے دل کو آہ پر تاثیر مین

زہر غم کھا کر تبو نکا اس ہی مین مر تا نہین
طالب حکم خدا ہے ہر دوا تاثیر مین

دیکھ کر مجکو جو اوسنے ہاتہ منہ پر رکہ لیا
سمجھے آئینہ لگا ہی یار کی تصویر مین

کیا نزاکت ہی کہ بار رنگ اوٹہ سکتا نہین
جنبش لب دیکھتے ہین یار کی تصویر مین

بڑہ کے کینچا ہی کسی ذی اوس سے ہی نمال کو
ہی تپا موئے کمر کا یار کی تصویر مین

اپنے جامو سے ہین باہر جب سے دیکھی ہی شبیہ
جان پریون کی لگی ہی یار کی تصویر مین

صاف عارض پر نشان بوسہ اغیار ہی
آپ نی دہبا لگایا چاندسی تصویر مین

دیکھیے حسن رخ جانان مری اشعار مین
صنعت اعجاز مصحف کہلتی ہی تفسیر مین

ہی سفید ایسا لہو دنیا کا بعد کو کہن — آہ شیرین سے اوبال آیا نہ جوئے شیر مین
روز اول سی ہر اک انسان کی ہی فکر معاش — چوستا ہی طفل انگوٹھے کو خیال شیر مین
خط رخ دلدار پر دیکھا تو حیرت ہو گئی — متن قرآن سی بہت ایجاز ہی تفسیر مین
میری رونی نے گرایا قصقہا دیوار کو — آہ پر غم کی تو سوکھی زعفران کشمیر مین
بدر کو نسبت چہارم کی نہین اوس ماہ سے — حسن صورت مین صفا مین رنگ مین تنویر مین
وصل کی کیا رات کاٹی مین بھی آخر ہو گیا — ذبح کر ڈالا موذن پہلی ہی تکبیر مین
بچپنے مین وہ طبیعت تھی سبق کا ذکر کیا — صاف پڑھ لیتے تھے وہ لکھا ہی جو تقدیر مین
حال لکھتا تھا جو مجھ رنجور کی فریاد کا — درد پیدا ہے صریر خامۂ تقدیر مین
ناتوانی کا مری احوال لکھکر رہ گیا — اب روانی بھی نہو گی خامۂ تقدیر مین
پھیر دی تلوار اوسنے حلق پر منہ پھیر کے — وقت آخر اتنی گردش تھی مری تقدیر مین

۱۱۸ — کس سی عاشق درد فرقت کا بھلا شکوہ کرون — ۹
ہر طرح پہنچے گی وہ ایذا جو ہے تقدیر مین

زلفین قاتل کی نہین زنجیر ہی زنجیر مین — عکس ابرو تیغ مین شمشیر ہی شمشیر مین
چاند سی ماتھی کو چمکایا بت افشان نے — بند آنکھین ہو گئین تنویر ہی تنویر مین
آنکھ کی پتلی جو آئینے مین دیکھی یار نے — ہو گیا حیران خود تصویر ہے تصویر مین
اوڑھکر رومال کرتا ہے وہ سیر چار باغ — لو چمن مین ہی چمن کشمیر ہے شمشیر مین
پیچ مین زلفون کی دیکھو میرے دل کی پیچ و تاب — سلسلے مین سلسلہ زنجیر ہے زنجیر مین
سرخ چیں دیکھ بنت مین تو لیتے ہین تیغ کو — قتل نامہ کسکا یہ تحریر ہی تحریر مین

آہ سوزان

آہ سوزان نے کیا ہے خاک کوئے یار مین
اب مرا سیماب دل اکسیر ہے اکسیر مین

میری تیری ہو شبیہ اکجا تو یون ہو جای وصل
یہ بھی کہنے کو نہو تصویر ہے تصویر مین

۱۱۹

سینۂ زخمی مین عاشق کے دلِ مجروح ہے
کہتا ہے وہ ترک یہ نخچیر ہے نخچیر مین

۲۷

جو لطف وصل نہین تو غم زوال نہین
شب فراق سے بہتر شب وصال نہین

وہ بدر ہے کہ کسی وقت مین ہلال نہین
وہ آفتاب ہے جسکو کبھی زوال نہین

خرام کبک نہین یہ رم غزال نہین
کسی مین تیری سی اٹکھیلیون کی چال نہین

سوال وصل ہے جاگیر کا سوال نہین
علاقہ ہمسے جو رکھو تو کچھ محال نہین

عطا کو بات سنے ہین طلب حلال نہین
مکان شکر دہن ہے درِ سوال نہین

تم اپنے شغل غنا مین ہو کچھ خیال نہین
ہر ایک صوفی کا ہے قول ہم مین حال نہین

ہماری رنگ بنانی تو کھیل سمجھے ہو
اوٹھا دو بزم سے ہمکو وہ کوئی چال نہین

ہین رولانی کو چڑھتی ہین آپ کوٹھے پر
عروج ماہ نہین فصل برشکال نہین

عجیب بات ہے سنتے ہین بزبانونکی ہیٹھ
دہان زخم تو کچھ قابل سوال نہین

مری کریم ہر اک وقت بندہ عاجز ہے
غنی جو دل کو بنایا تو پاس مال نہین

مزا دوام کا سرکار عشق مین پایا
جسے عروج ہوا پھر اوسے زوال نہین

بنا و شوق سے گھر میری خانہ دل مین
عمر کو دخل نہین اسمین کو توال نہین

ہزارون دوڑتی ہین آپکی سواری مین
مجھی سی کہتے ہو چہرہ ترا بحال نہین

نگاے کہنے سے میری نہ رقص کو اوٹھی
یقین سب کو ہوا اس سے بول چال نہین

فردِ زندگی مستعار بیجا ہے
جو اگلے سال تھی زندہ وہ اب کی سال نہین

کہرے ہین سب سے ہمین گو کہ زر نہین رکھتے
سیاہ قلب ہین کھوٹی ہین غیر مال نہین

چرائے سی بھی یہ مضمون کم نہین ہوتے
کنوز فکر مین پیدا ہے جمع مال نہین

چلین ہین غیر کی گھر پوچھتے ہین لطف خرام
بہت سے آپ ہین گمراہ خوب چال نہین

ہمین نہ آئینگے کیا آپ ہمسے اوڑتی ہین
کچھ آپ حور شمائل پری خصال نہین

شراب چھوڑ کے خون جگر پیون زاہد
جو وہ حرام ہی یہ بھی کہین حلال نہین

جو خط مین یار کو لکھا ہی شوق بوسۂ خال
جواب لایا کبوتر تو وہ بھی خال نہین

تمہاری حسن مین یوسف کے حسن مین ہے یہ فرق
عزیز جان ہی یہ سوداگری کا مال نہین

زمین شعر سے پایا خزانۂ مضمون
کسیکی ملک نہین یہ کسیکا مال نہین

بسا ہی اس دل ویران مین عشق سیمین تن
خراب ہی وہ خرابہ کہ جسمین مال نہین

وہ سیمتن کبھی حمام مین نہین آتا
عجب طرح کا خزانہ ہے جسمین مال نہین

دیا نہ اوسنے دوشالہ اوتار کے سر سے
مرے نصیب مین عنبر سری بھی شال نہین

۱۲۰ پسند طبع خلائق اگر نہو عاشق
یہ فن شعر ہمارے لیے کمال نہین ۱۵

نہ آتے ہین نہ بلواتی ہین ہم جی سے گذرتی ہین
ابھی ناداں ہین کم سن ہیں شرماتی ہین دڑتی ہین

سما جاتی ہی کیسی خود نمائی جب سنورتی ہین
کھڑی ہوکر اکڑتے ہین جب آگے پاؤن دھرتی ہین

اونہین وسواس سی تا ہی جو ہم کہتے ہین مرتی ہین
سر اپنا کاٹتا ہون مین وہان صدقے اوترتی ہین

چراتے ہین وہ ہمسے آنکھ ہم جی سے گذرتی ہین
جلا سکتی نہین ہمکو مسیحائی پہ مرتی ہین

لگاتے ہین اگر سہ کہٹک سی نیند اوڑی ہے
جو بل دیتے ہین نفون کو تو غرہ دستے مین ٹپکتے ہین

چلے جاتی ہو کیا پرواہی کسکی جان جاتی ہے
سسکتے ہین کئی غش ہین کئی جی ہو گذرتے ہین

نہین آتا مقابل شرم سی اوس روے روشن کے
فلک پر چاند چڑہتا ہی وہ کوٹہی سی اوترتے ہین

وہان تک لوگ کیونکر نامہ و پیغام لیجاتے
تری نازک مزاجی سی حذر کرتے ہین ڈرتے ہین

زبان سے جو نہین کہتے ہین وہ کچہ کر بہی گذرینگے
کسی دن آزمایش اونکی ہو تم پر جو مرتے ہین

بُرا ہو سخت جانی کا کہ وہ سُنکر یہ کہتے ہین
غلط ہی جھوٹ ہی مدت سے ہم سنتے ہین مرتے ہین

سر رہ منتظر بیٹھے ہین آمد ہی سواری کی
ادہر سی وہ نہ گذرینگے تو ہم جی ہو گذرتے ہین

لبون پر جان اٹکی ہی تمہاری ترش روئی سی
کہٹائی مین پڑے رہتے ہین جیتے ہین نہ مرتے ہین

ہزارون استخاری ہین ہمارے گہر کے آنے پر
وہ گہبراتے ہین کیا کیا وسوسے دل مین گذرتے ہین

زبان پر حرف رخصت ہی کسیکی جان لیجا گا
ابہی مر جائینگے کچہ کہا کی ہم کیا آپ کرتے ہین

۱۲۱	پریشان حال ہی عاشق مگر اونکی بلا جانے وہان چوٹی مین کنگہی ہی کبہی پٹی سنورتے ہین	۱۶

صورت بہی نہین دیکہی جانان کسی کہتے ہین
آئینۂ رخ ہے کیا حیران کسی کہتے ہین

کب کشت امید اپنی سرسبز ہوئی ای دل
اک آگ برستی ہی باران کسی کہتے ہین

کیا دیدۂ انجم سے تم آنکہین لڑاتے ہو
پتلی یہ نہین رکتے مژگان کسی کہتے ہین

موجون کی زبانون سی آنسو مرا بتلایا
پوچہا جو سمندر ہی طوفان کسی کہتے ہین

جز روی کتابی ہم ایمان نہین لاتے
صورت سی نہین واقف قرآن کسی کہتے ہین

دیکہی رخ مہ طلعت زاہد مری نظرون سے
اندہی کو خبر کیا ہی تابان کسی کہتے ہین

دوزخ سے بچا لینا جنت کا پتا دینا
مالک ہو وہاں کے تم رضوان کسے کہتے ہین

رندی جسے کہتے ہین بر قید ہے یہ مذہب
دیوانے نہین واقف زندان کسے کہتے ہین

انبار ہو ک مژگان سے غربال ہو دل جسمین
کانٹا بھی نہ کھٹکا تھا پیکان کسے کہتے ہین

مین شوق شہادت مین قاتل سے یہ کہتا ہون
خنجر تو ترا دیکھا بُرّان کسے کہتے ہین

کوچہ نہ ترا جانا دربان کو نہ پہچانا
جنت سے نہین واقف رضوان کسے کہتے ہین

زلفون کی محبت ہے زنجیر کی کیا حاجت
جب گھر سے نہ نکلے پھر زندان کسے کہتے ہین

جب کھیل گئے جی پر پایا خم گیسو کو
گو تم نے نہ تبلایا چوگان کسے کہتے ہین

کہتا ہے مسی ملکر وہ آئینہ رو ہمسے
تبلا دو ن سر مجلس حیران کسے کہتے ہین

جز زلف و خط جانان واقف نہین دنیا مین
سنبل کسے کہتے ہین ریحان کسے کہتے ہین

یہ بندہ نوازی کے اوصاف نہین دیکھے
جز شیر خدا عاشق سلطان کسے کہتے ہین

۱۲۲ ۲۸

گل مین ہے رنگ تن دلدار لیکن دل نہین
بے نمک ہے چہرۂ خورشید اور سپر تل نہین

کیون نہ مجنون ہون کہ پہلو مین ہمارے دل نہین
سینۂ خالی ہے محمل صاحب محمل نہین

وہ ہوے تنبو گیا ہے رنگ لیکن تل نہین
کون کہتا ہے کہ دنیا مین مس لاطل نہین

جانتا ہون سحر چشم یار کو باطل نہین
عیسی لب کا ہون عاشق موت کا قائل نہین

جان دینا رشک سے آسان ہے مشکل نہین
تن سے میرا سر جدا کر پر کسی سے مل نہین

کونسا دن ہے نہین آفت کا مجکو سامنا
کونسی شب کو بلا سر پر مرے نازل نہین

سحر گو جا مین فرشتے پر رسائی ہے محال
یار کا چاہ زنخدان ہے چہ بابل نہین

سالک شہر خموشان ہون مجھ کیونکر پتا
زنگ اپنے قافلے مین ہے پر اسمین دل نہین

دست وحشت سے اگر چاہون الٹنے دن کو کبھی
سنگ تعویذ لحد کچھ ایسی بھاری سل نہین

پر خطر ہے قبر تک دنیا سے کیا راہ عدم
دم نہین لیتے کہین ٹھیکا نہین منزل نہین

نیک نامی ہے لٹا دو دولت دیدار کو
مثل قارون فائدہ کیا مال ہے جب دل نہین

آفتاب داغ سودا کا عجب اشراق ہے
کوہ و صحرا کوئی مجھ مین یا مین حائل نہین

اپنے دل کی کاہ سے مین جان ہے نیرا رہون
دیکھ لینا ایکدن یا مین نہین یا دل نہین

سخت جانی سے نزاکت سے نہایت بیر ہے
لاکھ مجھپر تیغ وہ کھینچے مرا قاتل نہین

آب تیغ تیز دکھلاتے ہین مجھکو دیکھکر
تشنۂ دیدار ہون پانی کا مین سائل نہین

آمد شام شب ہجران بھی ہمنے دیکھ لی
جسقدر دہشت تھی اوتنا اضطراب دل نہین

ہاتھ قابو مین نہین اللہ ری عجب حسن یار
یار سوتا ہے مجھے شک ہے کہ وہ غافل نہین

مرغ دل کو کیا نشانہ کیجیے گا دور سے
دیکھیے محرم کی چڑیا پاس ہے بسمل نہین

روز ہمسے روٹھیے غیرون سے ہو پیغام وصل
سفت مین دین جان کو ایسا بھی بنیا دل نہین

جب نگاہ گرم سے دیکھا دہک اوٹھی زمین
آفتاب صبح محشر آنکھ مین ہے تل نہین

میری وحشت کی فسانی سے ہوی بدنام آپ
مین تو دیوانہ ہون لیکن آپ بھی عاقل نہین

قد خم گشتہ سے میرے کیون چرایا آنکھ کو
آپ کا ابرو ہی کج کیا چشم بینا مائل نہین

قدر مسک کو سوا ہے جان سے بھی مل کی
باغ مین دیکھو گلون کے پاس رہے دل نہین

ہے محیط آسمان کی شکل یکسان ہر طرف
میری بحر اشک طوفان خیز مین ساحل نہین

عشق بازی کی ہوس پیر مین باقی رہگئی
وہ جوانی اب نہین وہ حوصلہ وہ دل نہین

دل جلا ہی اونکی حرف تیز طعن آمیز سے	یہ کباب ایسا ہی جسکو حاجت فلفل نہین
جی مین ہی دامن پکڑ کر یار کا مر جایئے	ایڑیان گھر مین رگڑنی سے تو کچھ حاصل نہین

۱۲۳	کب کسی شاعر کا قبضہ ہے زمین شعر پر عاشق اسکا کوئی ستاجر نہین عامل نہین	۲۲

خواہش گلشن نہین عورون سے ہی نفرت ہمین	زاہدا حاصل جو ملجائے تری جنت ہمین
شام سے آج آو کل تک کی نہین مہلت ہمین	صبح تک بچنے نہ دیگا یہ غم فرقت ہمین
کھوئیگی نخوت تمہین بخشائیگی دہشت ہمین	زاہدو دوزخ مبارک ہو تمہین جنت ہمین
سجدے کرتی ہین انہین جب تک کہ ہی رغبت ہمین	مت بھی بندہ سمجھی ہین اللہ کی قدرت ہمین
ابر آتی ہی تھی تا ب غم فرقت نہین	مینہ برستے مین گئے گھر یار کی رحمت ہمین
کیسے تم بچتا ؤگے ہوگی اگر نفرت ہمین	حسن بخشا ہی تمہین اللہ نے دولت ہمین
لوٹتی کیون سانپ لیر یاد زلف یار مین	اژدہا بنکر نکل جاتی شب فرقت ہمین
موت کی ہچکی لگی پیتے ہی بد ساقی شراب	قلقل مے ہوگئی کوس دم رحلت ہمین
کوی قاتل کا پتا لگ جائیگا کچھ ڈر نہین	شوق ہوگا راہ بر لیجائیگی ہمت ہمین
مشق تیری نام کی تھی بھول جاتے تھے سبق	تختیان پڑتی تھین طفلی مین اسی باعث ہمین
درد و رنج و یاس و حرمان سے ذرا وقفہ نہین	ایک لمحہ اک گھڑی کی کان اک ساعت ہمین
پاؤن پھیلا کر نہین سوتے کبھی آرام سے	ہاتھ صحت نے بھی کھینچا پا کنا طاقت ہمین
مے پرستی ہی ہماری جیسا زاہد ہی کباب	کیا جلے دل مین وہان بھی جو ملی جنت ہمین
وہ غمین ہین جو لمین قصد عیش تک ہوتا نہین	بھول جاتی ہی نماز عید کی نیت ہمین

زاہد ان کو

ساقی دن کو اوسنی بھر بھر کر دیجا جام شراب
دیکھنی ہی آج کم ظرفون کی کیفیت ہمین

اوس سیما کو اگر منظور ہو سیر چمن
نرگس بیمار بھی کہدی کہ ہی صحت ہمین

ہاتھ رکھا اوپر پر کا پنوا گر مستی مین پاؤن
بوجھ ڈالا غیر پر تمنے ہوئی خفت ہمین

عدل کی میزان مین کم ٹھہری عقبی کی عذاب
باعث بخشش ہوئی عصیان کی کثرت ہمین

اسقدر روشن ہی دل پر داغ غم اک ماہ کا
دشت امین بنگیا ہی وادی غربت ہمین

صبح پیری ہوگئی نکلا نہ ابتک آفتاب
موم کا شاید سمجھتی ہی شب فرقت ہمین

ضعف نے جس کیا تصور قالبین کی مثال
ٹھوکرین کھلواتی ہی کیا کیا تری الفت ہمین

۱۲۴
ایک دن اس خانۂ تن کو بھی ہی عاشق شکست
جو مکان ٹوٹا ہوا دیکھا ہوئی عبرت ہمین
۲۴

مشغول تین دن ہی وہ سیر چمن کی ہین
کہدو کہ پھول ایک غریب الوطن کے ہین

پوچھو کھڑی کھڑی تن پر داغ کا جو حال
سمجھون کہ آپ سرو ہماری چمن کے ہین

شادی ہی بعد مرگ جو وحشت رہی ہمین
سہرہ ہی تار تار جو اپنے کفن کے ہین

موسی نہین جو خوف سی ہم کانپنے لگین
زلفون کی مار سحر یہ ٹکڑی رسن کے ہین

سر کٹ گیا یہ آج سرافراز ہم ہوے
خلعت اونہین ملا ہی جو قابل کفن کی ہین

سودائے خط یار ملاتا ہے خاک مین
اس سے غبار خاطر اہل وطن کے ہین

محتاج وقت مرگ غنی ہین جہان مین
خلعت جو بخشتے تھے وہ سائل کفن کے ہین

کیونکر نہ آتخوان بدن مین شکست ہو
صدمے فراق زلف شکن در شکن کے ہین

کرتا ہون تہنیت کے مین ملک الموت سی خطاب
پرسان حال آپ غریب الوطن کے ہین

مالے کی طرح کوچہ نے مین رہینگی روح
کشتے ہم اک حسین کی صورت کفن کی ہین

پاتے ہین مرتبے ترے کشتے شہید کے
محتاج غسل کے ہین نہ طالب کفن کے ہین

غربت مین دشت دہن مادر سے کم نہین
راحت رسان جو خاطر اہل وطن کے ہین

کعبے مین ہے ٹھکانا ہمارا نہ دیر مین
مردود شیخ راندی ہوئی برہمن کے ہین

سوسن نے گل کہلائے نہین جسم زار پر
سب داغ بیوفائی اہل وطن کے ہین

کعبے کو غور کر تو بنائے جدید ہے
زاہد مقیم سب اسی دیر کہن کے ہین

ہی چاک جیب گل تری کشتی کی سوگ مین
لالے کو داغ غم اسی خونین کفن کی ہین

رنگین ہین طبیعت رنگین کے شعر بھی
سرسبز پھول آج ہمارے چمن کے ہین

دشت جنون ہوا مری وحشت سے سرفراز
دستار خار تار مرے پیرہن کے ہین

راحت طلب جو ہو وہ کرے شکوۂ سپہر
خو کردہ ہم مصیبت و رنج و محن کے ہین

پیری مین عشق ساقی مہوش کا ہی عروج
نشے ابھی جوان شراب کہن کے ہین

کیسا گھلا دیا شب تار فراق نے
شاید نصیب زاغ یہ اعضا بدن کے ہین

اوٹھی ہوا سے خاک نہ مجھ خاکسار کی
پیاری بہت زمین کو اجزا بدن کے ہین

اکبر کے تھے جو قوت بازو کہان گئے
باقی نشان تک بھی نہین نورتن کے ہین

۱۲۵ | عاشق بہار گلشن ایجاد دیکھ لی
ناپایدار پھول بہت اس چمن کے ہین | ۱۸

کوئی مریض عشق صنم کی دوا نہین
کیا ہو سکے مسیح سو بھی کچھ خدا نہین

اے دل جفای یار مین مشکل کی جا نہین
منظور امتحان ہے وہ بیوفا نہین

دریا بھی کوئی دیدۂ تر سے سوا نہین — چشمے تو کیا ہین ابر سے بھی یہ گھٹا نہین
نقصان طول زلف نے رخ کا کیا نہین — اندھیر ہے کہ رات بڑھی دن گھٹا نہین
مستون کی رابطے کا سبب کچھ چھپا نہین — یہ رند ہین تو دختر رز پارسا نہین
مصحف جو رخ ہے غیر کو صورت دکھا نہ یار — ایمان بھی نہین جسے مطلق حیا نہین
اچھے بھی ہون تو نخچیۂ ترکان یار سے — زخم جگر ہین سوزن عیسی کی جا نہین
دکھلاؤن زور دست جنون خاک اڑ پڑی — افسوس ہے کہ گور کی تن پر قبا نہین
ظاہر مین ہے صفائی تو باطن مین ہے غبار — آئینہ رخ ہے آپکا دل مین صفا نہین
حیرت مین ہین یہ تیغ تغافل کے داد خواہ — دم بھر مین لاکھ قتل ہوے خون بہا نہین
شکر زبان تیغ نہ زخمون سے ہو سکا — کس کام کی دہن ہین کہ جنبیں صدا نہین
انسان ہے جو اوس گل خوبی کو ہے گریز — سب کچھ ہے اوسکے باغ مین دم دم گیا نہین
دشمن اگر قوی ہے نگہبان قوی تر است — فضل خدا سے خوف بتون کا ذرا نہین
منظور ہو جو وصل تو کچھ منہ سے بولیے — دونون مین ایک بات ہو یا ہان ہو یا نہین
جب ہاتھ باندھتا ہون کہ جنبش ہے تنگ دہن — فرماتے ہین یہ قبضۂ مشکل کشا نہین
کہٹے کیے ہین دانت رقیبون کی لاکھ بار — حاضر جواب ہین ہین کہین چوکتا نہین
بیکس وہ ہین کہ ہم ہی نہو گا فنا کے بعد — مونس نہین رفیق نہین آشنا نہین

۱۲۶ — قدرت خدا کی کل سے وہ بت رام ہو گیا
عاشق غنی ہون آج مرے پاس کیا نہین — ۱۵

بے حجابی نہین حجاب نہین — عکس زلفون کا ہے نقاب نہین

میکشی کا مزا نہین گھر مین — محتسب کا جگر کباب نہین
زلزلہ ہے مرے تڑپنے سے — اک قیامت ہے اضطراب نہین
تیغ کی کیا زبان چلتی ہے — دہن زخم مین جواب نہین
حال پر میرے اے یم خوبی — موج کی شکل پیچ و تاب نہین
ڈر کے کہتے ہین مجسے وہ شب وصل — خوب ابھی نشۂ شراب نہین
ناز و انداز حد سے گذرا ہے — اور ابھی آمد شباب نہین
جاے کہنچ کر جو گھر مین قاضی کے — ایسی بنت العنب خراب نہین
بام پر اپنے یار بیٹھا ہے — چہ درخ چارم پر آفتاب نہین
پر تو حسن یار پھیلا ہے — در و دیوار کچھ عجاب نہین
شب کو زیور بڑہا کے کہتے ہین — اب تو وہ جان کا عذاب نہین
شب فرقت ہے بام پر اندھیر — ماہتابی ہے ماہتاب نہین
غم سے خالی نہو گا رونے مین — دل ہے کچھ شیشۂ شراب نہین
بوسے ہمنے لیے ہین گن گن کے — گالیون کا تری حساب نہین

۱۲۷ — ہوس اکسیر کی نکر عاشق — خاک نعلین بو تراب نہین — ۱۷

دونون گیسو جو رخ یار سے اوٹھنی کے نہین — ابر بہی دامن کہسار سے اوٹھنی کے نہین
بیٹھکہ کر ہم در دلدار سے اوٹھنی کے نہین — گر کے ہم سایۂ دیوار سے اوٹھنی کے نہین
عاشق رخ کو ند کھلائیے بل زلفون کا — پیچ کفار کے دیندار سے اوٹھنی کے نہین

تتمہ ردیف

قطع رونا نہوا بیٹھ گئین گو آنکھین — پتلیان کہتی ہین اس تار سے اوٹھنی کے نہین
روح رہجائیگی اوٹھ جائیگا مردا تو کیا — آپکے در سے یہ دو چار سے اوٹھنی کے نہین
مدعی خون کے عشاق نہین محشر مین — قتل ہوکر تری تلوار سے اوٹھنی کے نہین
گنبدی کھیلو تو نقاہت کا ذرا دھیان رہے — پھول یہ نرگس بیمار سے اوٹھنی کے نہین
مین بھی راضی ہون جو تکرار رہی بوسہ مین — لطف بیفائدہ تکرار سے اوٹھنی کے نہین
طالب بوسہ کی مہلت نہ ملیگی شب وصل — ہاتھ اونکے لب اظہار سے اوٹھنی کے نہین
طائر دل سے نہ ٹوٹی کبھی زنجیر جنون — سخت دانے ہین یہ منقار سے اوٹھنی کے نہین
حسرت بوسۂ رخسار رہی اب دل مین — ہونٹ کہتی ہین لب یار سے اوٹھنی کے نہین
کاوش نوک مژہ کا جو مزا ملتا ہے — پاؤن کہتے ہین سر خار سے اوٹھنی کے نہین
گردش دیدۂ مخمور سے چکر مین ہے دل — نازمد ہوش کی ہشیار سے اوٹھنی کے نہین
مشکل مردی کی بنایا ہین حیرانی نے — بے اوٹھائے تری دربار سے اوٹھنی کے نہین
ناتوان دل ہے نکلنے کا نہین دو دو جگر — اب دو ہو ین خانۂ نادار سے اوٹھنی کے نہین
لب معشوق ترا تیر جو ہو تو دے مین — ہونٹ میرے لب تلوار سے اوٹھنی کے نہین

۱۲۸	درد دل کہنے مین پرہیز کہان تک عاشق اب یہ صدمہ دل بیمار سے اوٹھنے کے نہین	۳۳

مصحف رخ کا خیال آج جو آیا دل مین — صورت نجم چمکتا ہے سویدا دل مین
کوے قاتل کو چلے خوف نہ آیا دل مین — کثرت شوق سے باقی نہ رہی جا دل مین
شوق سے آہ شب ہجر شب وصل کے بعد — آرزو جی مین ہے باقی نہ تمنا دل مین

رشک فردوس گل داغ سی ہی تن میرا
غم ہے تیرا فقط ای سرو تمنا دل مین

بت پرستی تھی فقط سب کے دکھانی کے لیے
کلمہ پڑھتی تھی یوسف کا زلیخا دل مین

ماہ کامل کی جو عاشق تھی وہ سب ڈوب مرے
لہر آئی ترے دیوانون کے یہ کیا دل مین

تیری نوک مژہ کو مری دل سے پوچھو
دیکھا اس کانٹے کو آنکھون ہی تو کانٹا دل مین

بات وہ کر کہ جو دشمن بھی رضامند رہے
منہ پر اچھا نہ کہے گا تو کہیگا دل مین

جی پھرا اسقدر ای گل تری بیقدری سے
آبلے ہین صفت آبلۂ پا دل مین

ای بت انصاف کریگا تو بڑہین گے تجھے
حق نے فرمایا ہی کیا کیا صفت عادل مین

میرا بس ہو تو نکلنے ہی ندون پر دمسی
یا تو آنکھون مین چھپا رکھون اوسے یا دل مین

یار در خانہ و ما گرد جہان میگردم
عرش و کرسی مین نہ پایا اوسے پایا دل مین

ایک پل بھولی نہین تیری نشیلی آنکھین
پھر رہی ہین صفت ساغر صہبا دل مین

منہ پر اک بات نہین آئی جتایا سب کچھ
ان اشارون کا مزا ہمنے اوٹھایا دل مین

ایک ہی سب نہین ہوتی نکرو ظلم و ستم
کوئی کیا دل مین کہو کوئی کہی کیا دل مین

قتل ہو جاؤن تو بہتر ہی نہ الزام اوٹھاؤن
سر ہی کٹ جاے جو میرا نہین کٹتا دل مین

نبد ہین ہونٹ حلاوت جو ملی زخمون کی
ہم سروہی کا جیا کرتے ہین مالا دل مین

پھر نکلتا ہی نجیلون کی بھلا کیسے سے
رکھتے ہین داغ بنا کر یہی پیسا دل مین

بت کا ہی گھر ہی پریکا ہی خدا کا ہی یہی
نہ کلیسا ہی نہ شیشا ہی نہ کعبا دل مین

قتل کرتے ہین نگاہون سے مگر دل مین ہی رحم
ترک سفاک ہین آنکھون مین مسیحا دل مین

صاحب فکر رسا سیر سے ہین مستغنی
شہر دل مین ہی چمن دل مین ہی صحرا دل مین

جن کا سایہ نکلے اونکا ہے سودا اسکو
جو نہو حشر تک اوسکی ہی تمنا دل مین

کبھی دشمن ہو کبھی میرے لیے روتی ہو
خاک اوڑتی ہی کبھی بہتا ہی دریا دل مین

نہ نظر بھر کے کبھی دیکھا نہ دل صاف ہوا
آنکھون پر چلپنین رہتی ہین تو پروا دل مین

ایک پل ضبط کیا اشک تو جی بیٹھ گیا
آج ساعت کے کٹورے کی ہی نقشا دل مین

خاک پیری مین کرون اوجلی کفن کی خواہش
آج تک داغ جوانی کا ہے دھبا دل مین

آیئے روٹھ چکے رات ہی کم سو رہیے
آپ کچھ دل مین نہ اب کیجیو نہ بندا دل مین

تیغ بیداد سے وہ ترک کرے سو کڑی
سر کے کٹنے کا ذرا غم ہی نہ دھڑکا دل مین

سختیان ترک ہون تجھ صنم کا ہی یہ حال
نہین مٹتا وہ کبھی نقش جو بیٹھا دل مین

عشق چمکا تری جھلکے کا تو یہ رنگ اوڑا
خون کی قطرے بنے عقد ثریا دل مین

جسقدر غم ہو مجھے اونکو خوشی ہوتی ہے
دوست کی واسطے دشمن کو ہے پالا دل مین

موتیون سے در دندان کو لڑایا نہ اگر
لوگ سچا کہینگے سامنے جھوٹا دل مین

۱۲۹
خوف آتا ہے مجھے سامنے جاتے عاشق
بیٹھون پہلو مین نہین حوصلہ اتنا دل مین
۱۶

نزار ہم مژہ اشک بار رکھتے ہین
وہ خار کہاتے ہین دل مین غبار رکھتے ہین

ضعیف سو کی تن داغدار رکھتے ہین
خزان مین بھی تری عاشق بہار رکھتے ہین

یہ ضد ہی کان کی بجلی کی جب کرون تعریف
مری جلانے کو وہ بھی اوتار رکھتی ہین

جہان مین کوئی زخمی ہے کوئی قیدی ہے
بچا نگہ سے تو زلفون سے مار رکھتی ہین

ہوا پہ آسے ہو کسطرح ہم نہون برباد
بسا دہ جسم مین مشت غبار رکھتے ہین

نہ طمع مال ہی ہمکو نہ خواہش جاگیر
ہم آپ زندگی مستعار رکھتے ہین

ہم اپنے دل کو سناتے ہین آپ فسترغم
کوئی رفیق نہ مونس نہ یار رکھتے ہین

کفن بنانے کو اک پیرہن کے مالک ہین
زمین ملک ہین ہم قبروار رکھتے ہین

جو عمر کہوتے ہین تعمیر قصر عالی مین
بناے خانۂ تن پائدار رکھتے ہین

مقابل آئین غزال حرم تو موت آجاے
یہ ترک چشم بھی آہو شکار رکھتے ہین

جلاکے خاک کرینگے فلک کو دم بھر مین
غبار اس سے ترے خاکسار رکھتے ہین

ہم اپنے صدمے سے غیرون کو بھی جلاتے ہین
مثال سنگ کہ دل مین شرار رکھتے ہین

تصور اونکا ہے آنکھون مین کس حفاظت سے
چھپاکے پردون مین تصویر یار رکھتے ہین

ہم آکی گلشن ہستی مین کیا بہار لین
دل حزین و تن داغدار رکھتے ہین

بخیل روح تھی چھوڑا ہے جامۂ تن کو
دنی لباس ہین کراوتار رکھتے ہین

۱۳۰ | زمین اشک ندامت سے بھگئی عاشق
وہ آج تک وہی دل مین غبار رکھتے ہین | ۱۲

تصور پھر گیا نقشے سے گو انداز آنکھون مین
نہ ہو وہ معجزہ لب مین نہ ہو وہ ناز آنکھون مین

اشارون مین کبھی رنجش کبھی ہے ساز آنکھون مین
بھری ہین صانع قدرت نے سارے راز آنکھون مین

سنا ایسا سخن دیکھا نہ ایسا ناز آنکھون مین
کرامت ہے لبون مین آپکی اعجاز آنکھون مین

تمہین گاتی نہ دیکھا اپنی مین آنکھون سے جلتا ہون
سما جاتا ہے کیسا شعلۂ آواز آنکھون مین

کہلا مطلب نشانون کی فرشتون پر بھی مخفی ہین
ہوئی جب ہمسے اونسے گفتگو ہے راز آنکھون مین

مری آنکھون کو جو ماؤف مین نے اوسکی آنکھونکو
بصارت ہونٹون مین پیدا ہوے آواز آنکھون مین

اشارا وصل کا آخر ہوا گانے کی پردے مین
ابھی مطرب پرسی ہو گیا ہی ساز آنکھون مین

مگر آئینے مین دیکھی ہی صورت اوس پریرو نے
خوشی ہی پتلیان کرتی ہین لاکھون ناز آنکھون مین

غرور حسن تھا جنکو وہ سب پانی ہی پتلے ہین
پیے لیتا ہی سب مخمل کو وہ دم باز آنکھون مین

بلا چاہ ذقن مین زہر خط مین سحر باتون مین
صفا رخسار مین اعجاز لب مین ناز آنکھون مین

اشارہی ناز سی کرتے نہین موہنین ہین جادو کی
نہین وہ پتلیان مبھی ہین فسون ساز آنکھون مین

۱۳۱
نہین کچھ سوجھتا جز دخت رز مستی مین عاشق کو
کہان باقی رہا زاہد کا اب اعزاز آنکھون مین
۱۶

چشم غزال چین نہین تن گل یاسمین نہین
دانت دو شمین نہین مثل ترا کہین نہین

ابر ہی آفتاب ہی حسن ہی اور نقاب ہے
شمع ہی اور حجاب ہی ساعد و آستین نہین

چال مین بانکپن نہین مائل زیب تن نہین
زلف مین بھی شکن نہین چشم ہی سہر گین نہین

قابل سیر یار ہون داغون سی لالہ زار ہون
روکش صد بہار ہون دخل خزان ہمین نہین

شمع جہان فروز ہی برق زمانہ سوز ہے
ناوک سینہ دوز ہی آہ دل حزین نہین

جسکا کہین پتا نہو راہ اودہر ہو یا نہو
میرا قدم پرا نہو کوئی وہ سرزمین نہین

یار جو بی نقاب ہی دید کی کسکو تاب ہے
غیرت آفتاب ہی عارض مہ جبین نہین

یار نہ بانکپن دکھا بل نہ دم سخن دکھا
تو کمر و دہن دکھا کہتا ہی کیون نہین نہین

غم سی میرا یاغ ہی روکش خانہ باغ ہے
گھر کا مرے چراغ ہی داغ دل حزین نہین

کہدو یہ قیس زار سی اوٹھو ذرا فرار سے
دشت بھری ہمین خار سی آبلہ پا کہین نہین

سینہ جو داغدار ہی دل ہمہ تن فگار ہے
سیر گلون کی خار ہی مجھسا کوئی حزین نہین

غیرون سی ہی شغل مین یار مجکو کیا غل مین یار
بیٹھے مری بغل مین یار بات یہ دل نشین نہین

پیتے ہین سب شب اب کیون مین جلکی ہون کباب
مجکو ملا ہی یہ جواب دُردبھی تہ نشین نہین

چشم جو اشک بار ہی غیرت آبشار ہے
داغون کی وہ بہار ہی ایسا چمن کہین نہین

جو پے جمع مال ہی اوسکو یہی خیال ہے
زیست ہزارون سال ہی دم دم واپسین نہین

۱۳۲ عاشق امید کیا بھلا آئیگا روز وصل کا
بہے گا دور چرخ کا زیست کہان ہمین نہین ۲۶

میکشی دو دن میسر ایک جا ہوتی نہین
دخت رز وہ بیسوا ہی آشنا ہوتی نہین

جب کدورت دل مین ہو حاصل صفا ہوتی نہین
طرف گل پر شکل آئینہ جلا ہوتی نہین

جنکو سودا ہو چکا ہے اونکی دل سی پوچھیے
زلف پیچان سی سوا کوئی بلا ہوتی نہین

اب منونکی سائل وصل صنم اللہ سے
یہ دعا وہ ہے کہ مقبول خدا ہوتی نہین

منفعل ہون زلف کو مشک ختن مین بے آما
ای پریرو آدمی سی کیا خطا ہوتی نہین

باندہ کر ہم ٹکٹکی کیونکر نہ دیکہین آپ کو
بند جسدم آنکہ ہو جاتی ہی وا ہوتی نہین

نکہت زلف معنبر کا بہت مشتاق ہون
پیچ کیا ہی اس طرف کی جو ہوا ہوتی نہین

کب فقیرونکی سُنے گا وہ سلیمان جہان
دل مین کچہ تاثیر نقش بوریا ہوتی نہین

زاہد واسی سے عبادت کو کیا مین نی سلام
بندگی جو چاہیے ویسی ادا ہوتی نہین

دخت رز کی مدح ای ساقی نکر میرے حضور
چار کے جو گہر گئی وہ پارسا ہوتی نہین

مجرمون کی جب نظر پڑتی ہی تیری رحم پر
ایک تل بہر دہشت روز جزا ہوتی نہین

سخت بیجا ہے اگر تمسے لڑایا آنکہ کو
چشم نرگس مین صنم مطلق حیا ہوتی نہین

طالع وارثون سی اوس وقت تک نہ پہونچی خاک بھی
یا ہوا ہوتی ہی اولٹی یا ہوا ہوتی نہین

ای مسیحا حال یہ پہونچا مریض عشق کا
آپ بھی چاہین تو اب اسکو شفا ہوتی نہین

ایضہ حاصل جو تم کرتے ہو اولٹی گفتگو
بات کچھ برعکس تقدیر خدا ہوتی نہین

دو قدم چلنے سی جیسے پاون ہو جاتے ہین سرخ
ایسی انگل شوخی رنگ حنا ہوتی نہین

وصل کا پیغام دیتا ہون اوسی سور نگ سے
گفتگو اپنی خلاف مدعا ہوتی نہین

نفع پہونچے خاکساری مین کسی کو چاہیے
ہو تواضع خوب پر حاجت روا ہوتی نہین

گوہر دندان کی مستی سی نہین بڑہتی صفا
لعل لب پر پان کھانے سے جلا ہوتی نہین

شور بختون سی نہ کہہ ایدل ترقی کی امید
آب اشک چشم سی نشو و نما ہوتی نہین

اہل حاجت کو امیرون سے بھلا بہرہ ہو خاک
گوش زد نعم کے آواز گدا ہوتی نہین

صبح کی جب توپ چھوٹیگی نرو کہین کی تہین
یہ سمجھ لینا کہ عاشق سے دغا ہوتی نہین

نیمجان چھوڑا ہی کیون گنج شہیدان مین مجھے
تیغ قاتل سی کہو مشکل کشا ہوتی نہین

ہم غریبون کا بھی بیڑا پار کر دیگا خدا
گو کوئی کشتی روان بی ناخدا ہوتی نہین

حد معین کچھ نہین کیونکر کمال عشق ہو
ابتدا ہوتی ہے اسکی انتہا ہوتی نہین

۱۳۳	خامس آل عبا نے جیسے عاشق سر دیا اس سے بڑہ کر اور تسلیم و رضا ہوتی نہین	۱۷

عاشق بیمار ہون مین عجب بیمار ہون مین ہون
نرگس بیمار جانان کی پرستارون مین ہون

آہ کہتی ہی کہ تنہا ئیکے مین یارون مین ہون
درد کہتا ہی شب فرقت کی غمخوارون مین ہون

بت پرستو نہین ہون بندہ نہین ہون منیخوار نہین ہون
جو بخشی جائینگے مین ایسون گنہگارون مین ہون

تیری نگاہ کل کی قسم واقف نہین اسلام سے
بال بال اپنا ہی مجرم اون گنہگارون مین ہون

ہم سبک وحون کو ملجانا گلے مشکل نہین
بو کی صورت ای پری پیکر تری بارون مین ہون

موت سے بدتر ہی میرے سامنے سامان عیش
وہ نہین ملتا ہی مین جسکے طلبگارون مین ہون

کیون نہین پھرتی تمہاری جانب نگاہ التفات
ای مسیحا مین بھی آخر تیری بیمارون مین ہون

ہی بہت مشکل دلا اوس شاہ خوبانکا وصال
اسقدر مین زور رکھتا ہون نہ زرداروں مین ہون

خواب مین دیکھون تمہین یہ بھی نصیبون نہین
ایک مدت اسکو گذری ہی کہ بیداروں مین ہون

تم جو کہتی ہو کرونگا ظلم مین حد سے سوا
مین بھی راضی ہون تمہارے ناز برداروں مین ہون

دل چرا کر عاشقان خانمان برباد کے
کہتی ہے زلف سیاہ یار طراروں مین ہون

اوس مسیحا کی توجہ ہو مریضون پر اگر
حضرت عیسی کہین آکر کہ بیماروں مین ہون

بیٹھ کر کہتا ہی محفل مین حسینونکی وہ شوخ
چودھوین کی چاند کی مانند مین تاروں مین ہون

رند و زاہد کیون نہ راضی ہون کہ ہون دل غنی
مست ہون تو نہین مین ہشیارون مین ہون

قرب ابرو سے ہے ظاہر حشم مست کا
پتلی آنکھون نہین یہ کہتی ہی کہ تلوارون مین ہون

خلد سے بہتر ہی مدفن ہو جو کوچے مین ترے
حور کی خواہش نہین تیری طلبگارون مین ہون

۱۳۴ لیلی و یوسف کو وہ کہتی ہین عاشق طنز سے
نجد مین بدنام ہون رسوا نہ بازارون مین ہون ۱۸

دفتر شوق عدو ہی فروغ داغ نہین
ہوای تند سے گل ہو یہ وہ چراغ نہین

خیال زلف سے مٹتا فروغ داغ نہین
بجھے جو سامنے کالے کے وہ چراغ نہین

تمہارے خال و لب کو نوید وصل ندی
مری کتاب مین جال شگون زاغ نہین

نہ مجھ تک آئے کبھی وہ نہ مین گیا اون تک
اونہین فراغ نہین ہے مجھی دماغ نہین

ہمارے دل سے ہوا ہے فروغ بالون کا
سوائے داغ شب زلف مین چراغ نہین

ملال ہوگا نہ دیکھو مراتِ پر داغ
شگفتہ جس سے طبیعت ہو وہ باغ نہین

فلک نے تفرقہ ڈالا یہ بعد مرنے کے
لحد مین جسم ہے اور روح کا سراغ نہین

تنورِ سینۂ عاشق کا سوز ہے وہ فروغ
بغیر آگ کے کچھ رونق اوجاغ نہین

ارم مین پیکے شراب طہور مین نے کہا
یہ وہ چمن یہ وہ شیشہ یہ وہ ایاغ نہین

لٹین گے جاکے مسافر سرائے دنیا کی
سنا ہے ملک عدم مین کہین چراغ نہین

وہ کون گل ہے جو گلزار دہر مین نہ کھلا
جو اور کچھ ہے وہان تو بہشت باغ نہین

اوٹھاکے جبر سماجت کبھی نہ کی مین نے
کسی رقیب کا ایسا دل و دماغ نہین

وہان مرون کہ نکیرین پھر کے عرض کرین
زمین پر تو کہین قبر کا سراغ نہین

بہار داغ کو جی بھر کے دیکھ لے اے دل
کسیکی ملک نہین یہ یکایک باغ نہین

عبث ہے پیر جو دعوی کرے جوانی کا
وہ دل وہ حوصلہ وہ فکر وہ دماغ نہین

شب فراق مین آنکھون کو رو چکا شام
کچھ اور جسم سے پہلے عذاے زاغ نہین

فراغ وصحبت احباب ویار وعہد شباب
وہ کیا نہ تھا کہ مرے دل پہ جسکا داغ نہین

۱۳۵ | بہار داغ مین تاثیر کچھ نہین عاشق
کھلا کسیکا کبھی غنچۂ دماغ نہین | ۱۰

ہم ضعیفون کی دعا مین کچھ اثر ہوتا نہین
نخل جب کمہنہ ہوا اچھا ثمر ہوتا نہین

نارستان کوئی طفل سیم بر ہوتا نہین
نخل باغ خردسالی مین ثمر ہوتا نہین

اپنی نا تیشۂ فرہاد سے کچھ کم نہیں
سنگ میں گھر کرتے ہیں دل میں اثر ہوتا نہیں

عید غیروں کو نہو ہر روز دیدِ یار سے
کیوں ہلالِ ابرو جاناں قمر ہوتا نہیں

آبروداروں کو پایا ہمنے مسکن ہر میں
آب گوہر سے دہان خشک تر ہوتا نہیں

کس طرح پیشِ نظر رہتا تصورِ یار کا
قابلِ بندش کبھی تار نظر ہوتا نہیں

جانے والوں کو عدم کی کیوں ہے توشے کی تلاش
پاس کچھ موتو دے کے زادِ سفر ہوتا نہیں

سخت جانوں کے جگر میں گر مئی الفت کہاں
یہ وہ پتھر ہیں کبھی پیدا شرر ہوتا نہیں

دل شکستوں کو شکستوں پر شکستیں کیوں نہوں
داغ دل ہنگامۂ ادث کی سپر ہوتا نہیں

برق روئے یار کیا پہونکی تنِ پر داغ کو
خرمنِ مجسم کو بجلی سے ضرر ہوتا نہیں

خشک مغزوں سے حلاوت اہلِ صحبت کو ہو خیال
بانس کی پوروں میں لطفِ نیشکر ہوتا نہیں

یار سے آنکھوں میں باتیں خوب پوشیدہ ہوئیں
تار برقی صورتِ تار نظر ہوتا نہیں

چاندنی کی سیر کو گھر سے نکلتی وہ ضرور
ہجر کی شب داغ دل شکلِ قمر ہوتا نہیں

زیورِ گوشِ سماعت دہر میں بے نقص ہو
قازمِ فکرِ شر میں وہ گہر ہوتا نہیں

بت کی طاعت کفر ایماں بندگی اللہ کی
رندِ مشرب کو خیالِ خیر و شر ہوتا نہیں

جوہرِ ذاتی ہے قایم گرم و سرد دہر میں
یخ کے بن جانے سے کچھ قطرہ گہر ہوتا نہیں

بس کہ بھاتا ہی حسینوں کو مرا حسنِ کلام
طالبِ زر کوئی مجھ سے سیم بر ہوتا نہیں

۱۳۶ — دل سے میں کرتا ہوں باتیں شب کو زلفِ یار کی
صبح تک قصہ یہ عاشق مختصر ہوتا نہیں — ۳۲

دل کو عشقِ طرۂ و زلف گرہ گیر نہیں
ہدف تیر نہیں بستۂ زنجیر نہیں

بے خطا مرگ جوانی کوئی تعزیر نہین
رحم طینت مین تری اے فلک پیر نہین

آہ کا قصد ہی اب حشر مین تاخیر نہین
اس سے بڑھکر کوئی دیدار کی تدبیر نہین

لاکھ چاہون پہ نقاہت سے نہین اٹھتی مُہر
یار کی شرم سے کھلتی کبھی تحریر نہین

ضبط غم سے دل بیتاب ہی شق سینہ مین
اشک پیتا ہون کچھ آب دم شمشیر نہین

خط کے چھو لینے کا لپکا نہین جاتا اوسکی
زہر دینے کی سوا کچھ مری تعزیر نہین

پانون مین اسکے جو قوت ہی تو سر مین اوسکی
ساکن اک دم قدم طفل و سر پیر نہین

راست بازون کو نہین دہر مین پروا ہی لباس
دامن قیس کا پابند سر تیر نہین

ایک بھی قتل ہوا ابرو سے تو عالم نہ بچے
خون کو چاٹ کی دم لے یہ دم شمشیر نہین

کوچۂ یار مین گرنے کی ہوس دل مین ہی
جسمین سونا نہ ملے خاک وہ اکسیر نہین

تم کو دروازے پہ آنے مین اگر دیر ہوئی
روح کو تن سے نکلتی ہوئی تاخیر نہین

کیون ہی دیدار کی یہ ساری خدائی مشتاق
کون سی آنکھ ہی جسمین تری تصویر نہین

یار کو شور سلاسل ہوا افسانۂ خواب
اور کچھ نالۂ زنجیر مین تاثیر نہین

بندے تقریر سمجھتے ہین تو خط بھی پڑھتے
مثل مصحف کے جبین پر کوئی تحریر نہین

قتل بھی تمنی کیا لاش کو بھی کھنچوایا
میری شہرت ہوئی آفاق مین تشہیر نہین

بات کرتا کوئی بت قبل ظہور اعجاز
سنگ ریزون مین اگر بانگ کی تاثیر نہین

عشق بازی کا مزا خاک نہین پیری مین
زور مانے مین نہین آہ مین تاثیر نہین

جان کا بار بھی ہوتا ہی ضعیفون پہ گران
حامل روح بہت دن بدن پیر نہین

بوسہ ہونٹون نے لیا گھور کے دیکھا ہی سفاک
اب تو شوق مری منہ مین کوئی تیر نہین

دام سبزے کا اگر باغ مین بچھا تو کیا
طائر رنگ پھنسے وہ کوئی تدبیر نہین

کہین ڈر جائین نہ یہ منہ مین زبان دینے سے
شمع رو بیٹھین جہان حجت گلگیر نہین

جی کو بہلاؤ مرے بعد کسی صورت سے
اب مرقع مین جہان کی مری تصویر نہین

دل زخمی نہ کرے گی قید سے توڑا اے ساقی
اسمین انگور ہین کچھ دانۂ زنجیر نہین

یاد ساقی سے دم ذبح مسرت کیا ہے
حلق مین انکی وہ آب دم شمشیر نہین

سر ہی پھوڑے تو نہین لذت دنیا کو قیام
جوی فرہاد ہے موجود مگر شیر نہین

اہل جوہر متواضع ہین نہین منت کش
دیکھ لو شکل کمر خم سر شمشیر نہین

نقش دیوار بنے دیکھ کے جسکو انسان
ورق دہر مین ایسی کوئی تصویر نہین

جسمین لذت ہی وہ نعمت ہی دہن کے لیے خاص
ناف مولود مین ہرگز اثر شیر نہین

ہے تغیر جو زمانے کا تو ہو جائیگی صبح
شب غم حیرتیون کی شب تصویر نہین

بندگی بت کی رہی بندۂ اللہ رہے
اب کہین عفو کے قابل مری تقصیر نہین

پھر وہی سامنا آیا شب تنہائی کا
اے اجل آج مناسب تجھے تاخیر نہین

۱۳۷ یاد آتے ہین مجھے آتش و ناسخ عاشق
اونکو افسوس یہ تھا مصحفی و میر نہین ۲۳

پیری بھی آئی غرق ہین شغل شراب مین
ہمنے سفید بال کیے آفتاب مین

مسی کہ چھوٹ پڑتی ہی جام شراب مین
گردون کا عکس ہی قدح آفتاب مین

کیفیت غضب نظر آئی شراب مین
تیوری سے اونکی موج پڑی تلخ آب مین

ٹپکے جو اشک گرم ہمارا شراب مین
پڑ جائین آبلے جگر آفتاب مین

کٹتی ہے عمر پیر و جوان انقلاب مین
مٹتی ہے لطف زیست جہان خراب مین

دامان زین سے اوڑنے لگا آسکا فرس
حلقے لگے ہین چشم پری کے رکاب مین

بوی شراب تند سی آنسو ٹپک پڑے
نرگس کا عطر تمنے ملایا شراب مین

کی ہمنے مدح عارض روشن شب وصال
حب کا عمل پڑہا شرف آفتاب مین

بوسے کا ہی نشان رخ پر نور یار پر
اک داغ پڑ گیا جگر آفتاب مین

پستان یار پر دل ہشیار پس گیا
عیار پھنس گیا ہے طلسم حباب مین

تیز نگاہ ترک فلک سے نہ رک سکا
سوراخ پڑ گیا سپر آفتاب مین

اللہ رے سیری دست جنون کی تعلیان
باقی نہین ہے تار شعاع آفتاب مین

اصلاح خط روی کتابی سے یہ کھلا
کاٹے ہوے حروف غلط ہین کتاب مین

دیکھا جو ہمنے چہرۂ پر نور و خط سبز
سمجھے کہ بنگ ہے قدح آفتاب مین

یہ حال رخ کھلا دہن لاجواب سے
منطق کا کوئی حرف نہین ہے کتاب مین

سودا رہا کبھی تو کبھی شغل مے کشی
سائے مین یا بسر ہوئی یا آفتاب مین

دیکھا تو زیر چرخ حکومت کا ہے مزا
غیر از ہوا کچھ اور نہین اس حباب مین

پہونچا ہے خشک و تر مین اثر آہ گرم کا
موقی مین ہے نہ آب نہ پانی سحاب مین

زلفون سی انپی رخ کے پسینے کو پوچھیے
کیا لطف ہو جو عود گرے گلاب مین

ابری ہی تیغ یار کی پٹھ ہے باڑہ کا
لچکہ لگا ہے برق کا جیب سحاب مین

دل کو یہ آرزو ہے کہ ہو عالم آشنا
سارے جہان کی ہے ہوا اس حباب مین

اندھون کی طرح چاہ زنخدان مین گر پڑا
سچ ہی کہ سوجھتا نہین عہد شباب مین

حاضر ہین گل جلو مین چلو سیر باغ کو		زر دار دوڑتے ہین تمہاری کاب مین

۱۳۸	دیگر	۱۸

سرو مین قد ہے تیرا نازک بدن ہوتا نہین — غنچہ نازک تن ہے نازک پیرہن ہوتا نہین
وصف تیرا کچھ رقم اے گلبدن ہوتا نہین — گلشن تصویر مین رنگ چمن ہوتا نہین
اپنی چادر دیگا وہ حور اتو جی اوٹھونگا مین — حلۂ جنت ہی میت کا کفن ہوتا نہین
داغ تن کیونکر ہری ہوتی ہین میرے اشک سے — شور پانی سے کبھی تازہ چمن ہوتا نہین
پیچ مین پلکون کی کیون رہتی ہی پتلی آنکہ کی — دہر مین مردم کا خارستان وطن ہوتا نہین
آبرو خالق نے جسکو دی ہی پھر جاتی نہین — خشک منہ مین ایک دم آب دہن ہوتا نہین
راہرو کیا چاہ سے گرتے ہین اے طفل حسین — گو کبھی خس پوش یہ چاہ ذقن ہوتا نہین
ہے بڑا مجکو تعجب الفت فرہاد سے — ناتوان بیمار فرقت کوہ کن ہوتا نہین
جنکی طینت پاک ہی دہبا نہین لگتا اونہین — خاک مین سوتی ہین پر میلا کفن ہوتا نہین
بات اولٹی ہی کہ خاموشی مین ہی جادو بڑا — سامری سے سامنے تیری سخن ہوتا نہین
جسم نازک چھل گیا تا رنگاہ حور سے — حلۂ فردوس تک زیب بدن ہوتا نہین
جامۂ نخوت پہن لیتے ہین اکثر خاکسار — ٹھیک میرے جسم پر یہ پیرہن ہوتا نہین
دام موج آوجہ پیش چشم رہتا ہے مدام — تشنہ تیری آنکہ سے اس سی ہرن ہوتا نہین
بحر مین پہولون ہی ہوگیا خاک صولت کا فروغ — یاسمن کا چاند سا اے گل بدن ہوتا نہین
چور مندی کا نہین ہوتا گرفتار بلا — ہاتہ سے بل دیتے ہین گیسو رسن ہوتا نہین

آنکہ کو نفرت ہی بوسون سی تو کیا اسکا عجب		رام کرنا چاہیے وحشی ہرن ہوتا نہین
قید کی تشویش سی نازک جو ہین بیخوف ہین		صید ہرگز طائر رنگ چمن ہوتا نہین

۱۳۹	میوۂ جنت مین عاشق کو نہین ملتا مزا باغ مین فردوس کے سیب ذقن ہوتا نہین	۲۰

بہر کیا زخم دل کی سخت جانی سی فغان برسون		مثل مشہور ہی تہر مین رہتا ہی نشان برسون
گلے سی طوق اوتر کر حلقۂ ماتم مین بیٹھا ہی		قدم سی چھوٹ کر نالان رہی ہین بیڑیان برسون
چھوا اوس سیم تن کو تو مہینون ہاتھ کھجلایا		ملا بوسہ اگر تو ہونٹھہ چاٹا کی زبان برسون
رقیبون کو نشان کیونکر ملی گل سی کف پا کا		یہان سونگھی ہی بوئی نقش پای رہروان برسون
مہینا بھر نہیے تسمی اگر تو شکر کی جا ہے		وہ رہتے ہین کلام آئی نہ تہی جو درمیان برسون
تلاش یار سی غافل رہی مرکز نہ دم بھر بھی		وہ ہم ہین بعد بربادی رہی ریگ روان برسون
اشارہ میری جانب کو نہین ہوتا کسی صورت		ترا ابرو ہی وہ جو رخ نہین کرتی کمان برسون
مصیبت ہجر کی جھیلی جو برسون وصل مین تہ آیا		نہ چھوڑون گا قدم رگڑین ہین جب تک ایڑیان برسون
تلون ہی مزاج پیر گردون مین عجب ڈھب کا		کسیکے قتل کے درپے کسی پر مہربان برسون
خبر پوچھی نہ یاران گذشتہ نے کبھی اپنی		عدم کو نخت دل بھیجا کیے ہم ارمغان برسون
نہانی سے ہوئی اوس ترک کی کثرت حیا بونکی		مثال تیغ سر کاٹا کیا آب روان برسون
کہون احوال تیغ ظلم یا سنگ حوادث کا		بدن قیمہ ہوا چورا ہوی ہین استخوان برسون
تماشا دیکھنے آئے نہ اکدن میرے اشکون کا		نہ پہونچا منزل مقصود تک یہ کاروان برسون
بہروسا کیا ضعیفی مین ہمارے جسم لاغر کا		تہرا رہتا ہی جبکہ گرگرتی ہی کمان برسون

تبون کی وصل ہی گذری خدا ہی مرکے جا لیجے
کشش دم بھر وہان ہے اور کہنچتی ہین یہان برسون

جلایا زندگی مین اسقدر اے شعلہ رو تونے
کہ بعد مرگ نکلا قبر سے میری دھوان برسون

غبار ناقۂ لیلی نظر سے چھپ گیا شاید
بگولا بنکے سر گردان رہا ہی ساربان برسون

لڑکپن سی تمہاری ظلم کا شہرہ ہے عالم مین
رہا جلاد پیر چرخ بھی آخر جوان برسون

مشبک خانۂ زنبور کی صورت ہے یہ نیکر ہو
یہ وہ سینہ ہی میرا جس سے نکلی ہی فغان برسون

نہ سوکھی اشک میری مدتون تک تو تعجب کیا
بہا کرتا ہی کیسے زور سے آب روان برسون

ہمارا مرغ مضمون دام مین غیرون کی کیا آتا
رہا ہی سیر گاہ طائر دل لامکان برسون

تمہاری سرد مہری نے رولایا اسقدر مجکو
کہ مین اوڑھی رہا ہون چادر آب روان برسون

بسر کی واہن گل پر کبھی خار مغیلان پر
وہ بلبل ہون نہ دیکھا مین نے جو آشیان بدوش

وہ میکش ہین نہ چھوڑا دانۂ انگور عالم مین
ہماری تاک مین بیٹھی رہی ہین باغبان برسون

کہان گرد رہ سرگشتگان وادی وحشت
ابھی چکر کریگا اور ایسے آسمان برسون

جہان گھر مین کئی تیغ تغافل تیز ہوتی ہے
رہا ہے سنگ در اوسکا سنگ فسان برسون

۱۴۰	خدا کو رحم آجاتا ہے دو اک آزمایش پر یہ بت ہین سنگدل عاشق کریگی امتحان برسون	۱۷

نرم دل جو ہی کبھی وہ سخت جان ہوتا نہین
گوشت تن مین خشک ہوکر استخوان ہوتا نہین

سیکڑون آہین بہرین نکلا نہ سب دل کا غبار
گرد باد اوٹھنے سے خالی خاکدان ہوتا نہین

بس نہین چلتا ذرا قاتل کا میری ضعف سے
رک گیا ہی حلق پر خنجر روان ہوتا نہین

اتحاد عاشق و معشوق ہی دنیا مین جھوٹ
کسقدر ہی تن کو الفت مثل جان ہوتا نہین

ہی جو کم مایہ نہین پاتا وہ اعلے کا فروغ
کچہ شہاب چرخ بڑہ کر کہکشان ہوتا نہین

آنسوون مین پڑیان بہتی ہین جسم زار کی
بند تنکون سے کبہی آب روان ہوتا نہین

مجکو دم بہر بیٹھنے دیتا نہین شوق کمال
جسطرح ساکن گہڑی بہر آسمان ہوتا نہین

نشتر مژگان چہری ہو کیا کشش سے یار کی
تیر کا پیکان کہنچنے سے سنان ہوتا نہین

محفل دلدار جا دو گہر کا رکہتی ہے اثر
دیکہتے ہین لوگ پہرون کچہ بیان ہوتا نہین

حاجت مشاطہ کیا ہی باغ حسن یار کو
گلشن خلد برین مین باغبان ہوتا نہین

پرورش ہو غم مین جسکی کیا ترقی ہو اوسے
طفل اشک چشم تر ہرگز جوان ہوتا نہین

تنگ دل سے غیر کو راحت نہین ہوتی کبہی
غنچہ گل بلبلون کا آشیان ہوتا نہین

سوز الفت کا اثر کیا ہو دل بیدرد مین
خانہ نادار سے پیدا دہوان ہوتا نہین

لخت دل جاتی ہین اشکون مین کہان کیونکر کہلے
منہ برستے مین غبار کاروان ہوتا نہین

ہے دعا دل مین تمہاری سخت گوئی سے کہلا
تجربہ ہی نیک طینت بدزبان ہوتا نہین

گوشہ گیرون کی لیے ہی نقص اظہار ہنر
مائل پرواز تک زاغ کمان ہوتا نہین

۱۴۱ عاشق اوس دست حنائی تک نہونچا مرغ دل
طائرون کا نخل مرجان آشیان ہوتا نہین ۱۱

ہمنشین سوز درون اپنا عیان ہوتا نہین
جل رہین ہین شعلہ ان لیکن دہوان ہوتا نہین

دل مرا کیون مائل آہ و فغان ہوتا نہین
خانہ اللہ مین شور اذان ہوتا نہین

دیکہکر میری وفا کیون مہربان ہوتا نہین
بار احسان محبت کا گران ہوتا نہین

کاٹ کر سر کیون نہین دیتا ہی تیری پانون پر
سرفروشون کا کبہی دل امتحان ہوتا نہین

حال مجنوں سنتے ہیں کہتے ہیں میرا سنکے حال
ہیچ بیان کرنے میں لطف بستان ہوتا نہیں

بام پر صحبت ہے ہم بیٹھے ہیں نیچے خاک پر
کیوں تلے اوپر زمین و آسمان ہوتا نہیں

ذبح جب کرتے ہیں ہاتھوں سے ٹپکتا ہے لہو
پنجۂ مژگاں کسی کا خون چکاں ہوتا نہیں

یار کے گھر میں لہو روتا ہوا جاتا ہوں میں
لخت دل سے کوئی بڑھ کر ارمغاں ہوتا نہیں

اپنے دل سے درد کی باتیں ہیں کیا سنتے ہو تم
داستاں کہتے نہیں قصہ بیاں ہوتا نہیں

ٹھوکریں کھاتا ہوا جاتا ہوں کوئے یار کو
پانوں ناطاقت ہوئے دل ناتواں ہوتا نہیں

۱۴۲ ناتوانی کی یہ ہے تاثیر عاشق بعد مرگ ۲۴
ہوں سبک تابوت پر جلدی رواں ہوتا نہیں

ردیف واو

جب آنکھ ہو سیاہ نہ سرمہ گیں نہو
افشاں وہ چیز کیا کہ جو خود مہ جبیں نہو

چلیے وہاں سراغ جہاں کا کہیں نہو
جس جا یہ آسمان نہو یہ زمیں نہو

بے نور عرش ہے جو وہ کرسی نشیں نہو
کرسی مکان یار کی عرش برین نہو

وہ چال کیا کہ جس سے نہ برپا ہوں زلزلے
قامت وہ کیا جو آفت جان حزیں نہو

حیرت ہے اپنے خانۂ تاریک و تار سے
ہو نور مہر و ماہ ہر اک جا یہیں نہو

غصہ ہے کیوں وصال میں اتنا نہ دیجیے
آب رواں نقاب رخ آتشیں نہو

بے یار بام پر ہے مزا میکشی کا خاک
ہو آفتاب عیسی گردوں نشیں نہو

گھبرا گئے جو زلف میں کنگھی ولجہ گئی
شرما کے کہتے ہیں دل عاشق یہیں نہو

ڈوبے جو بحر عشق میں کیا آبرو رہی
ہوتا ہے وہ سبک جو یہاں تہ نشیں نہو

کس کو امید صبح شب انتظار ہے
اقرار کل کا وعدۂ روز پسیں نہو

ہو جائے جسم سنگ حوادث سے چور چور
لذت نہیں کہ درد کہیں ہو کہیں نہو

اولٹا جواب وصل ندے قاصد صنم
آمادہ قبض روح کو روح الامین نہو

رکھتا ہے جو کمال تغلی ضرور ہے
بے عیب مثل ماہ کے غزلت گزین نہو

آہ دل حزین سے حذر کیجیے ذرا
دم بھر میں انقلاب زمان و زمین نہو

پہلے فراق روح سے تن جل کے خاک ہو
صورت مکان کی نہ رہے جب مکین نہو

طالب وفا کا ہوں بت یوسف جمال کے
جویا ہوں اس متاع کا میں جو کہیں نہو

کیونکر چھپائیں منہ جو مری آہ گرم سے
دامن نہو نقاب نہو آستین نہو

ثابت قدم وفا میں ہوں ایسا کہ کیا مجال
عکس آئنے میں صورت نقش نگین نہو

بیٹھا جو در پہ ایک سلیمان وقت کے
کہتا ہے وہ کہ حلقۂ در کے نگین نہو

مر کر بھی روز حشر تک آنکھیں کھلی رہیں
دیدار یار کا جو دم واپسیں نہو

غیروں سے اختلاط ہو مجھ سے چھپاؤ منہ
اسدرجہ بے حجاب نہو شرمگین نہو

مرتا ہوں میں کہ شہد لب یار چوسیے
دشمن کو زہر مار جو یہ انگبین نہو

چوری ہزار بار کرے پیچ میں نہ آئے
طرار زلف یار کہیں شانہ بین نہو

۱۴۳ — عاشق کا نام لعل لب یار پر رہے
نام رقیب نحس تو نقش نگین نہو — ۱۹

ہے نشۂ وجود یہ ہر خود پرست کو
بھولے ہیں صاف وعدۂ روز الست کو

ہوش اب کہاں ہے محتسب فاقہ مست کو
ماہ صیام عید ہوا می پرست کو

اس درجہ روئے تاک کے ہم دار بست کو
بنگاہ بنا لیا لب دریا نشست کو

نخوت سے بندگان خدا بنگئے ہین بت — شانِ خدا سمای یہ ہر خود پرست کو
گلشن مین لطف بادہ گھٹانے بڑہا دیا — ساقی کو مینہ مین تاک لیا دار بست کو
میرا مسیح جائے فلک پر تو پیر چرخ — لاکر بچھائے عرش سے کرسی نشست کو
ہونٹون کی بوسون کی ہے طلب مجکو ساقیا — عناب لب کر دیجے گزک مے پرست کو
پہنس جائیگی یقین ہے مچھلی نہ مین کے — جس روز کھولدینگے وہ کاکل کے شست کو
پہونچا تہا شب کو ہاتہ جو محرم کی بند تک — کہلتے ہی آنکہ تہام لیا بند دست کو
یہ روئے ہم کہ پل مین سمندر بہا دیا — لہر آگئی اگر لب دریا نشست کو
اے ترک بانکپن کا جو بانا ہے پانو مین — پہلے نکال زلف و کلہ سے شکست کو
ہمکو تو خوف خال رخ آتشین کا ہے — یہ آگ پہونک دیگی اس آتش پرست کو
انکی شکست توبہ کا ایسا رواج ہے — مشرب مین محتسب نے کیا پیر مست کو
دریا چمن مین موج گل تر نظر پڑی — مستون نے پل خیال کیا دار بست کو
کس درجہ ماہے دل بیتاب ہے طپان — تا نفس کی توڑ نہ لیجائے شست کو
توسن نے اوس سوار کے کیا ہی اوڑا لیا — سرعت کو باد تند سے آہو سی جست کو
قاصد ہمارے خط کو جو انگیا مین رکہ لیا — تجویز وصل مین ہوا بنگلہ نشست کو
خوف سیاہی شب ہجران کو کیا کہون — ترک فلک نے ہول دیا فیل مست کو

۱۴۴ — عاشق دل اسقدر تہ و بالا جو ہوگیا
دیکہا قد بلند کو اور جعد پست کو — ۱۴

اوڑ چلون اک روز سوئے لکھنؤ — پر لگا دے آرزو سے لکھنؤ

دل مین ہی کیا آرزوئے لکھنؤ
منہ پھرا جاتا ہے سوئے لکھنؤ

یادِ حق مین کی عرق ریزی بہت
ہم ہین وجہِ آبروئے لکھنؤ

یاد مین اکسر وکی کو کوکنان
پھر پھریں گے کو بکوئے لکھنؤ

ارمغان ہم لائے بہرِ اہلِ شہر
دل مین داغِ آرزوئے لکھنؤ

دیکھتے ہین خواب یا بیدار ہین
ہم کہان اور دیدروئے لکھنؤ

پاون تھکتے ہی نہین اس راہ مین
دل کھینچا جاتا ہے سوئے لکھنؤ

پایا یوسف کا پتا یعقوب وار
منزلون سے آئی بوئے لکھنؤ

جائے مشعل راہ مین کام آئی خوب
داغِ عشقِ ماہروئے لکھنؤ

یا خدا ہون موسمِ ما مین پھر
گرمِ صحبت تُند خوئے لکھنؤ

آبرو مٹی کہ عزت خاک ہو
خاکِ جانین کو بکوئے لکھنؤ

خوفِ شادی مرگ ہی ای فرطِ شوق
آن پہونچے رو برروئے لکھنؤ

کفشِ پا اب بنگئے ہین آبلے
اسقدر کی جست و جوئے لکھنؤ

۱۴۵ | اب ملا عاشق تمہین جا کر پتا
برسون کی تھی جستجوئے لکھنؤ | ۱۲

پوچھتے ہین وہ مری چشمِ نم آلود کو
پاتا ہون ہر اشک مین گوہر مقصود کو

مثلِ ہوائے حباب روحِ بدن مین ہی بند
جانیو نقش بر آبِ ہستی نابود کو

شعلۂ آتش بنا رنگِ حنا ساقیا
آگ لگا دی ہے کیا دستِ مے آلود کو

ہے دلِ پر داغ مین لطف کا اس سے خیال
بزم مین لاتے نہین مجمرِ بے عود کو

سلسلۂ اشک و آہ دست و گریبان ہی یون
رشک ہی طوفان نوح آتش نمرود کو

زیست کہان تک بھلا موت سے ہی خوف کیا
ہوگی فنا ایک دن عالم موجود کو

فاقہ کشی کا مزا قانعون کے دل سے پوچھ
آگ لگاتی ہے بھوک مطبخ بے دود کو

پیتا ہون مے کی بدل خون جگر ہجر مین
کہاتا ہون مثل کباب داغ نمک سود کو

خواب مین رہتا ہی یار روز میری ہم بغل
سوتا ہون لیکر مدام شاہد مقصود کو

خال سیہ دیکھہ لو آتش رخسار پہ
آگ جلاتی نہین دانۂ نار و دکو

آتے ہی عہد شباب ہجر کی صدمے اوٹھاے
پہونچی نہ راحت کبھی جان غم الود کو

۱۴۶
دیر مین عاشق رہے بندۂ بت مدتون
سر نہ جھکایا کبھی سجدۂ معبود کو
۲۱

قطرہ جو کوئی مانگے تو جام شراب دو
ذرے کا جو سوال کرے آفتاب دو

جلتے رہو کسیکو اگر تم کباب دو
آنکھون کے آگے آئے جو جام شراب دو

ہو بندگی قبول تو مسجد بناؤن مین
مجلس کرون سلام کا جو تم جواب دو

منجن سے دانت مانجھہ کے آئینہ دیکھہ لو
تیغ نگاہ کو دُر دندان سی آب دو

اولٹو نقاب کو تو کہین یہ ستارہ ہین
رخسارے ایک برج مین ہین آفتاب دو

محرم نہ روک کہی تو ہون خود نمائیان
ٹکرائین بحر حسن شکم مین حباب دو

اے جان میرا تار رگ جان نہ ٹوٹ جاے
اتنا نہ اپنی کاکل پر خم کو تاب دو

راحت نصیب ہوگی تو جھیلینگے رنج بھی
سوتی مین وصل ہجر کے دیکھی ہین خواب دو

چشم غضب سے دیکھو اگر سوے آسمان
تیغ نگہ سے ہو سپر آفتاب دو

نبت العنب کی تاک مین پھرتے ہو زاہدو
کہا یون قسم جو کھاتہ پر ام الکتاب دو

مدت گذر گئی ہے کہ چھلکی نہین پلک
مردون کو مین بھگاؤن اگر ذوق خواب دو

چو چند ماہ سے تری چہرے مین نور ہے
ابرو ہین دو ہلال عذار آفتاب دو

ہجرت نصیب کیا مجھے کہتے ہو دوستو
یہ فال بد نہ بھیجو رسالت مآب دو

یاد بلائے زلف ہے خوف شب فراق
رہتے ہین ایک جان پر اپنی عذاب دو

کیا ڈر ہے قہر پر تری رحمت کو فوق ہے
دو بجلیان ہین کان مین کیسو سحاب دو

طفلی گئی شباب گیا پیر ہو گئے
ایک انتقال دہر مین ہے انقلاب دو

کاوش ہے تمکو اے گل تر مجھ نحیف سے
کانٹا لگے جو پیاس مین تو بھی نہ آب دو

جو بادشاہ مصر کا متساحسین ہو
یوسف کرے سوال کہ تعبیر خواب دو

معذور ہم ہین ضعف سے اے منکر و نکیر
آپہی کرو سوال تم آپہی جواب دو

بوسہ جو تل کا مانگا تو خاموش کیون ہوئے
کیا گھنگنیان بھری ہین دہن مین جواب دو

۱۴۷

جھوٹے ہون سب رقیب رہے نام آپ کا
عاشق کو اپنے عاشق صادق خطاب دو

۲۶

پھر وہی دن ہون گلا پھر تیغ کا مشتاق ہو
پھر کراہین رات بھر پھر زندگانی شاق ہو

دیکھنے آتے نہین کاٹے کو مار زلف کی
خال دکھلاتے نہین ایسا نہو تریاق ہو

جھوٹ ہے جو صبح صادق کو فروغ رخ کہون
لطف دیتا ہے جہانتک شعر مین اغراق ہو

پائین بوسہ خال کا یا بوسۂ خط ہو نصیب
ایک دونون مین ملے یا زہر یا تریاق ہو

بڑھ گیا ضعف و قلق رحمت کی اصبے رہ نہین
بیٹھ بھی مین جاؤن مشکل ہے تو اٹھنا شاق ہو

شعر بد سب کاٹ کر دیوان سے باہر کیے
ناخلف اولاد کو کیونکر نہ کہیے عاق ہو

ضد ہے بندون کی خدا کے رحم کھانیکا نہین
بھیک مانگی سی ندے جو بت کوئی رزاق ہو

اصحابہ رنج کیا عشق حقیقی مین نہین
افضل اعمال ہے جتنی عبادت شاق ہو

رفع بدنامی سمجھکر ڈالتے ہو بیڑیان
قید کرتے ہو کہ تا دیوانے کا اطلاق ہو

تکمو اسے مژگان و ابرو کیا کہون اسکی سوا
تیر بے پر ہو کمان بے چلہ و بے فاق ہو

شعلۂ آواز سے ہے گرمے بازار حسن
کیون نہ گانے پر تمہارے مجمع عشاق ہو

لاؤ نیند آنکھون مین جلدی جھل مین کہتی ہو تم
وہ نہ فرمائش کرو پیاری جو ہم پر شاق ہو

فصل گل آجاے پھر گھر مین ہو شغل میکشی
انتظام شہر کی فکرون مین قاضی قاق ہو

دیکھیے کس سے فروغ نور رندان کی شمال
برق تابندہ بھی جسکے عکس سے براق ہو

خاک کنٹھے کی چمک حسن گلو سے ہوگئی
پیرہن میلا ہے تن سے جسقدر براق ہو

صحبت بد کی سیاہی قلب سے جاتی نہین
سنگ اسود آب رحمت سے کہان براق ہو

دوستی مین جان لی دم دیکی غارت کر دیا
یار ہو بے رحم ہو عیار ہو قزاق ہو

خون بے سامان کو کچھ آفات دوران ہی نہین
راہ وہ چلیے کہ جسمین چور ہو قزاق ہو

چیر کر پہلو سے پہیکون دل جو ہو راحت طلب
زہر مین کہالون زبان لذت کو جب مشتاق ہو

روتے روتے ہم شب فرقت مین اندھے ہوگئے
اے بیاض صبح نور دیدۂ مشتاق ہو

فصل گل پھر آئی پھر ہو جائین سارے غم غلط
آنکھین ڈھونڈین جام کو شیشے کا دل مشتاق ہو

حسن ہو تمکو مبارک ہم غرض رکھتے نہین
چاہتے ہین اوس سے کہ جو دیدار کا مشتاق ہو

شعلۂ رخ سے کنول پیمانون کے جل اٹھین سب
شمع بزم مے جو وہ میخوار سیمین ساق ہو

لوح مرقد پر کسی بت کا نہ نقش قدم
شمع کے بدلے لحد پر کوئی سیمین ساق ہو

ہاتا پائی کیجیے یون وصل مین اوس شوخ سے
آستین سے ہاتھ باہر پائنچے سے ساق ہو

۱۴۸ بعد مردن منفصل عاشق نہون جزو بدن ۱۴
رشتۂ الفت اگر شیرازۂ اوراق ہو

حسن مین تیرے عدل مین ہی شہرۂ آفاق ہو
ایکدم بیٹھے اگر صحبت مین کسرا طاق ہو

تو وہ لیلی ہے کہ مجنون نیکہر ہو سر نگون
خانۂ زنجیر مین محراب ابرو طاق ہو

استخارہ کیتے ہین میرے گھر آنی پر آج
مانگتا ہون مین دعا شب مین اونکی طاق ہو

شیشۂ مے ہاتھ سے رکھدون ع وج نشہ مین
گنبد گردون ہشتم مین جو پیدا طاق ہو

جب مسیحا آپکو اے قاتل عالم کہین
لب جلادی مین تو خونریزی مین ابرو طاق ہو

گرنے والون کو سہارا جان بچنے کا ملے
عکس ابرو سے اگر چاہ ذقن مین طاق ہو

مسجدون مین اور کعبے مین پیخواری کرین
دور رندان ہو تو بی شیشہ نہ کوئی طاق ہو

جلوۂ دیدار سے آنکھین اگر روشن کرون
تل تمہارے رخ کا خال دیدۂ مشتاق ہو

تمکو سب کہتے ہین دام زلف و ترک چشم سے
خلق کے صیاد ہو غارت گر آفاق ہو

جرم بعد از جرم اگر بخشین تو وہ مجرم نہین
حشر مین ہو حشر تو فرد عمل بے باق ہو

کشتی گردون دبو دون خونکی سیلاب مین
وصف آب تیغ جانان مین اگر اغراق ہو

جس طرف نکلے اودہر سے اونگلیان اٹھنے لگین
ماہ نو کی شکل جو عاشق تمہارا اتفاق ہو

چشم حور اجاے روزن ہو تری دیوار مین
آئنہ رخسار ہو محراب ابرو طاق ہو

کوئی عاشق دل لگی اب اس سے افزون تر نہین

۱۴۹	صحبت شعر و سخن ہو مجمع عشاق ہو	۱۹

جو مسیحائی کا دعوا ہی تو بدلو چال کو
روحین زندونکی نکل آتی ہین استقبال کو

منہ چھپایا مجھ سے تلوے کے دکھایا نال کو
کسقدر پستی ہی میرے تیرِ اقبال کو

کوئی پہچانیگا کیا مجھ ناتوان کے حال کو
اک ذرا گردش نہو گی قرعۂ رمال کو

وہم بھی پاتا نہین اوس ماہرو کی چال کو
ہی فلک کی شکل گردش قرعۂ رمال کو

آپکے دیدار کے بھوکے جو تھے وہ مر گئے
خال کا دانہ چھپا کر کیون بلایا کال کو

اب صفا اونکی تنِ نازک کی ایسی بڑ گئی
آئنے کی شکل سے نفرت ہوئی تمثال کو

قتل کر ڈالو جو نجم گریان کو تم برسات مین
روے منہ پر رکھ کے جلاد فلک رومال کو

آفتابِ حشر پر دھوکا ہوا رخسار کا
زلف اوس کافر کی سمجھا نامۂ اعمال کو

نقد دل لیکر مرا برباد تمنے کر دیا
کون رکھتا ہے حفاظت سے پرائے مال کو

کبک کا طاؤس کا شہرہ ہوا تقلید سے
بھول جاتی ہین مگر وہ آپ اپنی چال کو

بال ہٹ جاتی تو بجلی کوند جاتی بزم مین
سایۂ زلفِ سیہ نے ڈھانکی ہی گورے گال کو

قتل کر کے پھر کیا چور رنگ قاتل نے مجھے
وہ دہان زخم سے سمجھا زبان حال کو

شور محشر ہو گیا برپا صدا اے صور سے
کیا قیامت کی ہلا کر آپ نے خلخال کو

ہجر ساقی مین ہلال عید خنجر بن گیا
سمجھے عاشور محرم غرۂ شوال کو

نیک و بد کا روز و شب کے تمکو مالک کر دیا
نور عارض کو دیا خالق نے ظلمت خال کو

گل کہلاے روی رنگین کا پسینہ پوچھکر
دامنِ گلچین بنایا آپ نے رومال کو

ٹوٹ جانیکا ہوا بہزاد کو ایسا یقین
سو قلم سے بھی نکھینچا اوس کمر کے بال کو

کام آیا ایک دن طوفان بحر اشک حشیم	سقف گردون پر گئی آنسو مری پنسال کو	
۱۵۰	وہ سوال وصل مین ڈر جائین گے تو یاس ہے رنگ رخ اوڑ نے سے عاشق دیکھ لینگے فال کو	۲۱

اوٹھا کے داغ مرا انتقال ہو کہ نہو
عروج مہر ہوا جب زوال ہو کہ نہو

گھٹینگے ہم نہ بڑہینگے وصال ہو کہ نہو
کمال حسن پہ اے مہ جمال ہو کہ نہو

اشارہ غیر کو ابرو سے کیون کیا صاحب
چھری تو پھیر دی بندہ حلال ہو کہ نہو

مکان یار سے کچھ دل کو میری الفت ہی
مجھے ارم ہے وہ حورا جمال ہو کہ نہو

ہمارے قتل کا بیڑا اوٹھا کے آیا ہی
زبان خنجر سفاک لال ہو کہ نہو

بچا نہ پاے نظر سے نظارہ بازون کی
تمہارا سبزۂ خط پایمال ہو کہ نہو

بشر کو عاقبت کار کا خیال رہے
بخیر دیکھیے اپنا مآل ہو کہ نہو

جنون مین آمد بخیر دل سے بہاتی ہی
بلا سے اغنی گیسو کی چال ہو کہ نہو

حرام جانکے اک جام مے کا پی زاہد
وہان نصیب شد اب حلال ہو کہ نہو

عبث ہے آپ کو طاؤس عندلیب سمجھ
کسی مین آپکی بھی بول چال ہو کہ نہو

کرو نہ صبح کا دعوہ مریض الفت سی
کٹی نہ شب تو تمہین انفعال ہو کہ نہو

لیا ہی آج تصور مین ہونٹہ کا بوسہ
بسان آتش یاقوت لال ہو کہ نہو

زبان تیغ ٹھہرتی نہین کسی صورت
جواب دینے کے قابل سوال ہو کہ نہو

مجھے پسند شرارت ہی حسن صورت سی
پری خصال ہو حورا جمال ہو کہ نہو

شب وصال جو مجھسے ہو کوئی بے ادبی
تو دشمنون کو تمہارے ملال ہو کہ نہو

ترقیون کی توقع ہے سلب طاقت ہی — قد خمیدہ بسان ہلال ہو کہ نہو
کسے دماغ ہے جو انتظار کرے — جواب دینے لگونگا سوال ہو کہ نہو
گناہ بخش دیے تو نے لاکھ رحمت سے — مرے کریم مجھے انفعال ہو کہ نہو
نہین ہو مجھسے عداوت تو کجروی کیون ہے — چلو یہ چال تو دل پایمال ہو کہ نہو
چمک دکھاے جو تعویذ تیری چوٹی کا — تو برق طور کا پھر احتمال ہو کہ نہو

۱۵۱ — مجھے دکھاکے جو لے غیر بوسۂ ابرو — تو بے مہری سے یہ عاشق ہلال ہو کہ نہو — ۲۵

سنبھلو عاشق ابھی ٹکڑے نہ جگر ہونے دو — اونکے بھی دل مین محبت کا اثر ہونے دو
قبر دکھلا دو مری اونکا گذر ہونے دو — میری مٹی کا دل یار مین گھر ہونے دو
گردش چشم فسون گر کا تماشا دیکھلا دو — اب زمانے کو ذرا زیر و زبر ہونے دو
تمکو آنا ہی تو آج آؤ جو کل آے تو کیا — حال بیمار کا کیون نوع دگر ہونے دو
شام سے وصل کی شب مجکو دہراتی گذری — یہی کہتی رہے ہر وقت سحر ہونے دو
دیکھو تم چشم غضب سے تو سمندر جل جاے — قطرۂ آب صدف مین نہ گہر ہونے دو
دو قدم جھونک ہی زلفون کے نہین چل سکتی — ہمتو جب جانین کہ دو ہری نہ کمر ہونے دو
عیش اپنا نہ کرو تلخ تمہین کیا مطلب — جیسی ہوتی ہی بسر میری بسر ہونے دو
بام پر اوڑ کے پہونچ جاؤنگا مانند تذرو — چاندنی رات تو اے رشک قمر ہونے دو
اپنے زانو کی ثنا پوچھتے ہو کیا مجھسے — نیند آجاے اگر بالش سر ہونے دو
کیون مناتے ہو جو ہے دل مین کدورت باقی — ابھی صحرا مین مجھے خاک بسر ہونے دو

مین بھی مطلب کو پہنچ جاؤنگا اس دھوکی مین — قتل عالم اونہین منظور نظر ہونے دو
آؤ پرسش کو فرشتون کی طرح راضی ہون — قبر کی طرح اندھیرا مرا گھر ہونے دو
گیسو و تمکو نہ طرار کہونگا جب تک — دل چرایا تو جگر تو نہ خبر ہونے دو
رک سکیگی نہ کبھی تیغ ہلال ابرو — ماہ کامل کو ذرا سینہ سپر ہونے دو
دہن تنگ ہوا چشمۂ حیوان تو کیا — اس سے سیراب کوئی تفتہ جگر ہونے دو
آشنا جو ہین اونہین دانت کہا دو ہنسکر — موج زن آج یم آب گہر ہونے دو
روز دیکھین گے اونہین شہر سے باہر تو چلین — کیا خدر ہمسے کرینگے وہ سفر ہونے دو
منہ کو ڈھانکو نہ شب وصل تم اے مہر لقا — آج پردے کو گریبان سحر ہونے دو
عشق کو ترک کیا کثرت طاعت ہی ضرور — بت سے بگڑے ہو خدا کو تو ادھر ہونے دو
غیر جا جا کے لگاتے ہین مری جانب سے — دوستو تم تو ادھر کی نہ اودھر ہونے دو
آئے صندل بھی لگائی کو تو ہمراہ رقیب — دردسر ہونے نہ دو درد جگر ہونے دو
میان سے آٹھ پہر صاف کھنچا رہتا ہے — نیمچہ آدھ گھڑی زیب کمر ہونے دو
یاد وا میری کرو یا مجھے مرجانے دو — یاد ہر ہونے دو یا مجھکو ادھر ہونے دو

۱۵۲ — نقد جان یار کو دیگا نہ کوئی اے عاشق — غیر ہون لاکھ اگر صاحب زر ہونے دو — ۲۰

خط بھی لکھون تو عیان حال نہو کام نہو — لاکھ چاہون تو نشان مہر کا ہو نام نہو
موت آجائے غم زلف سیہ فام نہو — صبح ہو جائے کہین جلد مگر شام نہو
چرخ پھرتا ہی فقط میری تباہی کے لیے — مین اگر بیٹھہ رہون گردش ایام نہو

زلف مین پھنس کے ڈرا گور کی اندھیاری سے
دل اوبھتا ہی کہین زیر زمین دام نہو

دل مین الفت ہی مگر خوف ہی غمازون کا
دیکھے خط کہتی ہین قاصد سے مرا نام نہو

عیش جب تلخ ہوا اپنا تو کسی سے کیا کام
توڑون مینای فلک پاس اگر جام نہو

حال بیمار محبت کا یہ ہے آج کی شب
صبح ہو جاے جو شاید تو کبھی شام نہو

ہاتہ آتا ہی کسے سلسلہ ایسا محکم
کافر زلف ہون کس طرح وہ بت رام نہو

بادہ نوشی نہ چھٹی بے سروسامانی مین
منہ سے شیشے کو لگا لیجے اگر جام نہو

شوخ ہے بادہ گلرنگ سے وہ چشم کہیل
سرمہ دیدہ دلدار خط جام نہو

رات کو وصل مین رہتا ہی سحر کا دہڑکا
دنکو آتے ہین تو کہتے ہین کہین شام نہو

ہاتہ پہیلانے سے نفرت ہی یہ دل کو اپنے
ٹوٹ بہی جاے یہ شیشہ تو کبھی جام نہو

طائر دل کو ترے ہاتہ سے کچہ وحشت ہے
رشتہ خط کف دست کہین دام نہو

گردش دیدہ مخمور کا سودا ہی مجھے
دور مجلس سے یہ ڈرتا ہون وہی جام نہو

ساتہ سونے مین لگانے ندیا ہاتہ اس سے
نقرہ خام بدن ہے ہوس خام نہو

تار پیرون مین ہون رشتہ جان حاضر ہے
داغ دل لاؤن چڑہی پر جو تری شام نہو

تشنہ شربت دیدار کی یہ حالت ہے
جس طرح ماہی بے آب کو آرام نہو

آہ سے پہونکیے دم بہر مین طناب خورشید
صبح ہو جاے شب ہجر تو پہر شام نہو

کوے جانان مین شب ہجر ترددہی مجھے
گلشن خلد تو وہ ہے کہ جہان شام نہو

۱۵۳	تمکو عاشق غم دنیا ہے کبھی فکر مآل ہے وہ عاشق کہ بجز عشق کے کچہ کام نہو

قتل درگاہ مین کرتے ہین گنہگارون کو
بت کہان جاکے علم کرتے ہین تلوارون کو

عاشقون سے یہ تنفر ہے جفا کارون کو
کس مرض کی ہین دوا کہتے ہین بیمارون کو

پتھر اصنام چٹاتے ہین جو تلوارون کو
شور ہے قتل کرینگے یہ نمک خوارون کو

اوسنے جو کھول دیا برق سے رخسارون کو
اوٹھ کے دامن مین لیا ابر نے کہسارون کو

کیا مزا سیر کا جب سد سکندر ہو خران
جاکے گلزار مین کیا چاٹیے دیوارون کو

یہ سمجھتی نہین ہوتی ہے ہمین پر عاید
آکے غصے مین صنم کوستے ہین پیارون کو

موج کی شکل شب وصل گئی دم بھر مین
دیکھا آنکھون نے حبابون کیطرح یارون کو

ای صنم آہ جو کھینچون تو ترا دل بلجاے
یہ وہ آندہی ہے کہ ٹکراتی ہے کہسارون کو

خاکسارون کی کہین گرد نہوگی معلوم
بار خاطر نہ سمجھیے گا کبھی یارون کو

پھر گیا میرا ستارا تو نکالونگا غبار
خاک مین چرخ ملا دونگا ترے تارون کو

ہمکو دکھلائیے بنگلہ کہ ہمین محرم ہین
اسکی دیوار مین کیا دخل ہے معمارون کو

دل تڑپتا ہے مرا آتش غم پر اس سے
لوٹ کر لوگ بجھا دیتے ہین انگارون کو

حلقۂ زلف مسلسل ہین بہونکی نزدیک
سان پر آج چڑہاتی ہین وہ تلوارون کو

یہی وحشت ہے تو رضوان سے ہو جائیگی شرط
پہلے جنت کی گرا دیجیے دیوارون کو

اوسکی پگڑی کا تصور جو بندہا ہجر کی رات
طرۂ مقیش کی سمجھا کیا مین تارون کو

بوسۂ حسن ملیح آج خفا ہو کے دیا
شور کرتے ہین سبھی اپنے نمک خوارون کو

رخصت فصل بہاری کی یہ صدمے کھینچے
اوٹھتے ہین مرغ چمن ٹیک کے منقارون کو

سر مرا کاٹ کے یون طعن سے فرماتے ہین
آنکھ کو پھیرتے دیکھا ہے وفادارون کو

۱۵۴	روز مولود سے عاشق ہے عناصر مین نفاق چارون لطف وفاق اوٹھانہ بیچارون کو	۲۸

رو عشق حقیقی سے مجازی کی بلا ہو
کیا خوف بتون کا جو نگہبان خدا ہو

کچھ غم نہین دلبر نہ اگر حور لقا ہو
خوش وضع ہو خوش پوش ہو پابند وفا ہو

انسان کو لازم ہے کہ راضی برضا ہو
بندہ وہ ہے جو تابع مرضی خدا ہو

عالم مین کسی سے جو کدورت نہ ذرا ہو
تب سینے مین دل آئنۂ غیب نما ہو

پوجا بھی بتون کا ہو عبادت بھی خدا کی
طاعت ہی مجھے کام ادا ہو کہ قضا ہو

خالی جو کٹی زیست تو ہے موت سے بدتر
معشوق رہے کوئی بُرا ہو کہ بھلا ہو

وہ مرحلۂ عشق مین پوچھین کہ نہ پوچھین
سو بار مرا دل مری ہمت پہ فدا ہو

زلفون کی کرامات کا اوسوقت ہون قائل
دیکھا جو کوئی کافر اعجاز نما ہو

پردے مین محبت کی عداوت کا مزا ہے
گھٹ جائے مرا دم جو گھڑی بھر وہ خفا ہو

وہ چال کرون غیر کا سب ننگ مٹا دون
ہمت کو نہ ہارون جو نہ قسمت کا بدا ہو

عناب لب و سیب ذقن نے ہمین مارا
بیمار بچے کیا جو دوا ہو نہ غذا ہو

اے ترک بہت فرق ہے اس حسن کی بل مین
اللہ کرے زلف پہ کچھ پیچ پڑا ہو

مرتے ہین گرفتار نہ اندیشہ کریں زلف
سر پر اسی کافر کے نہ خون شہدا ہو

ہو جاؤ کسی دن جو برابر سے مقابل
فقرہ نہ چلے کچھ نہ کوئی ناز ادا ہو

اے بت جو نہ پوچھو گے تو مر جائینگے کیا ہم
کچھ خیر تو ہے کیا تمہین بندی کے خدا ہو

جانا نہ مرا نام نہ عاشق مجھے سمجھے
پوچھا نہ کسی روز کہ تم ثون ہو کیا ہو

گریبان عدم آباد سے ہم آئے جہان مین
ای چرخ رولا اوسکو جو پہلے سے ہنسا ہو

فریاد کبھی دل سے جو لب تک نہین آتی
وہ کہتے ہین ٹوٹے جو یہ شیشہ تو صدا ہو

شام شب فرقت سے لبون پر ہے مرا دم
ہے صبح بہت دور ابھی دیکھیے کیا ہو

اچھا نہین بوتے ہو جو کانٹے مری حق مین
اس راہ مین شاید کوئی اور آبلہ پا ہو

رونے کی جو خواہش ہو عناصر نہ رہین چار
جو آگ ہے پانی ہو جو ہے خاک ہوا ہو

گذری ہے گذرتی ہے گذر جائیگی یون ہی
کیا ہو گیا کیا ہوتا ہے اب دیکھیے کیا ہو

ای دشت جنون تیرے کانٹون سے محبت
پھر آؤن جو حاضر نہ کوئی آبلہ پا ہو

سفلون سے نہو پرورش اہل سعادت
امکان نہین بوم کے پھینے سے ہما ہو

مرجاؤن پہ دیدے لب جان بخش نہ چاہون
تم سے نہ ملون سر بھی اگر تن سے جدا ہو

تمسے بھی مجھے ای ملک الموت ہے الفت
ملک عدم آباد کے تم راہ نما ہو

وہ پاس قریبون کو پھٹکنے نہین دیتے
پلے سے ہوادارون کو کہتے ہین ہوا ہو

۱۵۵

معشوق وفادار کہان اسکا گلہ کیا
عاشق جو کیا عشق تو پھر اسکو نباہو

۱۹

گرد شین رہتی ہین روز و شب صبح و شام کو
عارضہ دوران کا مدت سے ہے ایام کو

برہمن نے کی پرستش پیکر اصنام کو
مین فقط پوجا کیا اپنے خدا کی نام کو

لوح دل پر نقش استقلال ہے تو ای فلک
توڑ ڈالون گا طلسم گردش ایام کو

نالۂ دل لعب مردن گور مین کام آئینگے
قبر مین اپنی مجھ سے دونگا استحکام کو

شعلۂ رخ مصحف روخال ہندو دیکھکر
پوجتے ہین آگ کو اللہ کو اصنام کو

صبح تک رقص ہی تربت پہ ہماری جسم غول
دیو مرقد پہ جلاتے ہین چراغ شام کو

ہین وہان پہنچا جہان آنچہ نہین یہ روز و شب
میری گردش نے تہکایا گردش ایام کو

دیکھیو مرنے پہ کیا ہو عمر بھر گردش ہی
آج تک دو گز زمین پائی نہین آرام کو

کوئی بہتیرے کہتا ہی اور کوئی بنواتا ہی قصر
یہ نشان چھوڑیگا وہ زندہ کریگا نام کو

سخت جانی سے لہو اک بوند پیکر مین نہین
ہڈیان کہاتی ہین میری تیغ خون آشام کو

مہر کیا چمکے مرے داغ جوانی کے حضور
کب چراغ روز پہنچا ہے چراغ شام کو

میری نالون سے ہوی بدنام تم آفاق مین
مین نے جھنڈے پر چڑہایا ہی تمہارے نام کو

سرخ چہرہ ہو ذقن تک کیون نہ مینی سی شراب
آفتاب آخر پکا دیتا ہے سیب خام کو

خانۂ دل مین عوض کڑیون کی ہوتی استخوان
پایداری کچہ تو ہو جاتی بنا رخسام کو

نالۂ شبگیر سے میرے جلا یہ آسمان
ہو گیا چونہ سفیدۂ صبح کا ہے نام کو

کیا شب ہجران سحر کردی ہی رو کر دیکھنا
اشک کی تیزاب سے کاٹا سواد شام کو

رونگٹے رخ کے بہت مونڈو نکل آتے ہین بال
مشق سے اصلاح ہو جاتی ہے خط خام کو

آنکہین میری ملکی تمون سی یہ فرماتی ہین وہ
ہمنے یون پستہ ہوی دیکہا نہین بادام کو

۱۵۶ | فکر ہی چیرخ عاشق ایک ہے تقدیر سے
پختہ مغزون مین نہین پایا خیال خام کو | ۲۴

عقدہ وا ہون تری زلف ایک نظر دیکہین تو
راز عالم کے کہلین ایک کمر دیکہین تو

داغ سینے کا مرے ایک نظر دیکہین تو
نور آنکہون کا بڑہے سوی قمر دیکہین تو

نغمے قفس کے نہ ایسے ہین نہ گہر بلبل کے
نالے رنگین مرے وہ گل تر دیکہین تو

جان کیون جائے جو کاکل مین وہ عارض کہلائین — کوچ موقوف ہو عقرب مین قمر دیکھین تو
عیسی لب کی محبت نہین بیکار ایدل — کیون کرین قدر طبیبون کی ضرر دیکھین تو
کون سنتا ہی مسیحائی کا دعوے گھر مین — اپنی بیمار کو وہ ایک نظر دیکھین تو
ہم تو آخر ہین مگر اور سی الفت نبہہ جاے — خیر وہ نخل جوانی کا ثمر دیکھین تو
نالہ بلبل شوریدہ اوڑا دیتی ہین کان — خشک ہو جاے زبان آے گل تر دیکھین تو
جانک لین روزن دیوار سی خالی اغیار — چشم بد دور او نہین بہر کی نظر دیکھین تو
نگہ قہر کا غیرون کو نشانہ رکھیے — سر پہ چڑھ جائین عنایت کی نظر دیکھین تو
نام کو گوہر غلطان ہی در اشک ہی اور — دست مژگان پہ نہ ٹھہری وہ گہر دیکھین تو
آئنہ دشمن لب ہو نگہ گرم کے ساتہ — جل کے ہو جاے ابہی تلخ شکر دیکھین تو
اہل محفل کو اجازت ہو جو دید رخ کی — سہرہ بن جائین ابہی تار نظر دیکھین تو
استخوان رخ شفاف ہو آئینے مین — دوڑ سکتا جاے ابہی پاے نظر دیکھین تو
ڈوب مرنے کی ہین مشتاق نقاہت کی سبب — کود پڑتے ہین ابہی آب گہر دیکھین تو
ہجر مین اپنی کیا اس سے زمانی کو ضعیف — یاد آجاے نہین عالم زر دیکھین تو
بلبل نغمہ سرا کو ابہی بیچین صیاد — کسقدر غنچون کی مٹھی مین ہی زر دیکھین تو
نزع کی وقت عیادت کا نہین راضی مین — آپ ہٹ جائین مجہے نوع دگر دیکھین تو
نظر آتا ہی خدا گوشہ تنہائی مین — اپنی حالت کو ہمین دیکھین اگر دیکھین تو
زاہد توبہ کرو کوے مغان ہی کسال — ہم پر کہتے ہین نہین کس کا گذر دیکھین تو
کرتے ہین زیر زمین کسکے ستم کی فریاد — کبہی وہ گور غریبان مین گذر دیکھین تو

نزع مین حسن کی مجھے ناز سے فرماتی ہین — یہی ہوگا وہ کسی اور پہ مرتے ہین تو
آپ بیٹھے ہین یہان غیر کھڑے ہین باہر — ہم تو گھس جائین کسی اور کے گھر دیکھین تو

۱۵۷ — موشگافون سے نہین چلنے کی عاشق اسکی
لاکہ ہو بال سے باریک کمر دیکھین تو — ۲۹

عاشق ریحان خط کیا چیز ہین آفت ہو تو ہو — کشتۂ قامت حسین کیونکر قیامت ہو تو ہو
لینگے بوسے خوب غازہ رخ کا غارت ہو تو ہو — چپٹی رنگت تمہاری آج چپنت ہو تو ہو
بیچ کر جان آئی ہین قاتل کی ہم دربار مین — اک کفن ہمکو ملے اورون کو خلعت ہو تو ہو
آنکہ سے آنسو نہ ٹپکے گو جگر مین درد ہو — اف نہ نکلے منہ سے دل پر داغ حسرت ہو تو ہو
عشق کامل کا اثر سنتے ہین پر دیکھا نہین — ہے عداوت آنکہ مین دل مین محبت ہو تو ہو
دیو مین یہ رعب دیکھا ہے نہ پریون مین یہ ناز — کچھ سلیمان ہین تمہاری شان و شوکت ہو تو ہو
خادمین ہوگا مزاج یار سے کیونکر نباہ — حور کوئی اونکی صورت کی عنایت ہو تو ہو
فکر کس کسکی کرین خود ہین کنار گور کے — اپنی ہی رخصت ہے رخصت تاب و طاقت ہو تو ہو
گرمی صحبت کہان حورین نہین آتش مزاج — ہم جہنم کی کرینگے سیر جنت ہو تو ہو
خوف سے مین کانپتا ہون گو پلائی ہے شراب — وصل جی بھر کے ذرا بھی اونکو غفلت ہو تو ہو
ای پری کب ننگ اوڑتا ہے تمہاری بزم مین — جسکا دھوکا ہے مری چہری کی رنگت ہو تو ہو
اس دل سوزان کو اپنے کس سے تشبیہ دون — اخگر دوزخ کا شعلہ ہے یہ حدت ہو تو ہو
وہ نہ نکلے گھر سے منہ بر سایہ روزن تطار — ہے غضب میری لیے اورون پہ رحمت ہو تو ہو
عذر تقصیر بتان مین برہمن سے کیجے ساز — بار عصیان سے سبک ہون بار سنت ہو تو ہو

خوب جب بولے بکھا جواہر مین سے لعل لب کھلا
لیکن اثبات دہن کرنے مین حجت ہو تو ہو

نیچ کر کے مجکو تم کیون اسقدر ملتے ہو ہاتہ
چھٹ گیا میرا لہو مہندی کی رنگت ہو تو ہو

پوچھتے ہین شب کو ہر کس گہر مین ایسی روشنی
داغ دل میرا چراغ راہ الفت ہو تو ہو

عذر کرتے ہو اشارہ کر چکے جب غیر سے
ہونکدی پہلو مہری پیچھے نہ است ہو تو ہو

چھوڑتی ہی کب لپٹ جاتی ہی جب بنجیر زلف
ہی حریر یون کی صفت حورون کی صورت ہو تو ہو

ڈہونڈتی ہو شہر مین کیا اپنے دیوانے کی قبر
جای مدفن گوشۂ صحرا ی آفت ہو تو ہو

کچہ خبر دل کی نہین مجکو کہان ہی کیا ہوا
ہے جو میری پاس تو اونکی امانت ہو تو ہو

سوز دل سی گلشن داغ بدن مرجہا گیا
آب اشک چشم سی پہر کچہ نضارت ہو تو ہو

پرتو رخسار برق خرمن مہتاب ہے
ہان مقابل اس سی خورشید قیامت ہو تو ہو

گشتہ زلف سیہ سنتے ہین دم لیتا نہین
ہی بلا کی شکل بہی کالے کی خصلت ہو تو ہو

جب یہ سمجھے ہی خدا کو آپ بندی کا خیال
کیون طلب کیجی دہان سی خود عنایت ہو تو ہو

ایک بیت تک ہرن کا مین نے کہیلا ہی شکار
چشم جانان رام ہو جائیگی وحشت ہو تو ہو

تلخی زہر تغافل سی بہت جی پہر گیا
میٹھی باتین آپ کی سننی سی غیبت ہو تو ہو

ایک تار زلف سی موے کمر باریک ہے
بوجہ چوٹی کا جو اوسکے کچہ کرامت ہو تو ہو

۱۵۸
آئے گا انصاف بہی عاشق مزاج یار مین
تم وفاداری کرو وہ بے مروت ہو تو ہو
۲۱

چاک سینے کا ازل سی یون ہی رخت تنکی ساتہ
قطع ہوتا ہی گریبان جیسے پیراہن کی ساتہ

کیجیے دہوتی کو اگر دوگے نہین بخیے کی ہم
جائیگی جان اپنی اے گل بوے پیراہن کی ساتہ

وحشتین جاتی رہین مجھ خرام یار ہین
کبک بھی طاؤس بھی چلنے لگے ہین سنکے ساتھ

کوے قاتل کو چلے لیکر دل غم دوست کو
ایک دشمن کی طرف جاتی ہین اک دشمن کے ساتھ

دشمن جان ہین وہ میرے ہین تصدق دل سے ہون
کون ایسا ہی کہ جو نیکی کرے دشمن کے ساتھ

دشت مین کان آشنا ہونگے صدائے غول سے
چھپے مرغان گلشن کی رہے گلشن کے ساتھ

رچ گیا سودا بدن مین اب دوا بیکار ہی
روز محشر تک رہینگے داغ میری تن کے ساتھ

لطف دیتی ہی شعاع مہر مین قوس قزح
چوڑیان دو دو پہنتے ہین جو دو کنگن کے ساتھ

بے سبب آزردہ ہوتی ہین مگر دل صاف ہے
ہٹ بھی کرتی ہین بگڑتی بھی ہین تو بچپن کے ساتھ

ہاتھ جب دونگی گریبان تک نہ پہنچا صبح وصل
گردرہ کی طرح ہم لپٹے گئے دامن کے ساتھ

کچھ بھی غیرت ہی رقیبون کو تو خود مر جائینگے
ہم جہان جاتی ہین ہو لیتی ہین دشمن کے ساتھ

کھائی لاکھون زخم پر قطرہ نہ نکلا ضعف سے
خون تن مین یون ہی جیسے آب ہو آہن کے ساتھ

پتلیان آنکھون کی تمسے بھی سوا ہین بیدوہ دار
سات پردی بھی چھٹے رہتی ہین اک چلمن کے ساتھ

کس کو ایذا ہی مری عریان تنی سے دہر مین
کب سمجھا کانٹا اوبھکر دشت مین دامن کے ساتھ

ایسا نازک دل بنایا حامئ دہر نے
مین بھی نالہ کر رہا ہون غیر کی شیون کے ساتھ

کیا شکایت دوستی مین ہو ہماری دوست کو
دشمنی کرتے نہین ہم تو کبھی دشمن کے ساتھ

آئے زاہد میری محفل مین تو مین بھی یہ کہون
کس طرح نبہتا ہی زہد خشک تر دامن کے ساتھ

عاشق جانباز سب ہے اہ ہین وقت خرام
لپٹے جاتی ہین تپنگے تک رخ روشن کے ساتھ

کر دیا برباد جب گھوڑا اوٹھایا یار نے
مٹ گئی ہم بیٹھ کر نقش سم توسن کے ساتھ

کپڑے سائل کو جو تم دیتے ہو وحشت ہی ہمین
ہم بھی نکلے جاتی ہین جامے سے پیراہن کے ساتھ

۱۵۹	جسکو عاشق دل یا جلّاد ہے سفاک ہے دیکھیو کیونکر نبھے اوس جان کی دشمن کے ساتھ	۷

ردیف یا حرف آخر ن

شب کو اوغیرت خورشید کہان رہتا ہے — دن کو بھی جا وہین راتون کو جہان رہتا ہے
شعر کا ذوق ہے فریاد ہے اپنی موزون — نالہ کرنے مین بھی انداز بیان رہتا ہے
منتظر آپ کا رہتا ہون جو اپنے گھر مین — دیدۂ روزن در بھی نگران رہتا ہے
ہے فقط فصل خزان تک مزۂ ترک شراب — لطف روزے کا ہے جب تک رمضان رہتا ہے
فکر تعمیر عمارت ہے جہان مین بے کار — قبر کا کس کی زمانے مین نشان رہتا ہے
بھول کر زمزمہ پردازی گلزار عدم — کیون گرفتار قفس طائر جان رہتا ہے

۱۶۰	لذت وصل غم عشق مین عاشق بھولو ایکسا حال زمانے کا کہان رہتا ہے	۱۹

شعبدے دم ہین خدائی پاک کے — بولنے لگتے ہین پتلے خاک کے
اوس طلائی جسم سے پرزر ہوے — تو مرے کیسے ننگے دلاک کے
فرط استغنا مین سودا ہو گیا — ہاتھ کھینچے پانون پہلے چاک کے
مٹی ہو کر یہ ہوا پر آ گئے — پہنچے گردون پر بگولے خاک کے
عکس عارض نے کیے سونے کے تار — چھلے بنجاتے ہین ڈوری ناک کے
اڑ گئے اس شہر سے لاکھون فقیر — لگ گئے قبرون مین بتہ خاک کے
برق دندان کی فروغ نور سے — بادلہ ریشے بنے مسواک کے
دور گردون سے ہے انسان کی نمود — چاک پہ بنتے ہین پتلے خاک کے

مست بوے گل ہوا ہے کوزہ گر
جام کے ڈوری ہین ڈوری چاک کے

مار کاکل چھوڑ کر شانون پر آپ
اژدہے پر ہنستے ہین ضحاک کے

پھنس گئی اس گنبد بے در مین ہم
آ گئے ہین دور مین افلاک کے

روشنی سی طبع کی اندھیر ہے
سوختہ ہین شعلۂ ادراک کے

نامہ بر بھی اوسکے مفتون ہو گئے
خط تلف ہونے لگے ہین ڈاک کے

رخنۂ در بند ہوتے ہین وہان
سُن کے نالے مجھ گریبان چاک کے

زخمے تیغ نگہہ کو جھانکیے
کیجیے انگور تازہ تاک کے

بانٹتے ہین خار کو اے شاہ حسن
پارچے وحشت مین ہم پوشاک کے

یار کی برق نگاہ مست نے
خوشۂ پروین جلایا تاک کے

دیکھیے دریا مین وہ گدری ہاتھ پاؤن
دست و پا پھولے ہر اک پیراک کے

۱۶۱
ہے تصور خال چشم مست کا
مے مین عاشق نشے ہین تریاک کے
۳۶

ہے تصور عرش کا گو ہم بنے ہین خاک سی
پیر گردون کو جلایا شعلۂ ادراک سے

ہجر ساقی مین لہو یہ روئے ہم گلگشت مین
گرد باد اوٹھنے لگی گلگون چمن کی خاک سے

تلخ ہو جاتی ہو دم مین میری آدھی بات پر
پھنو بالی نیم کا تنکا نکالو ناک سے

گرم رو ہوگا اندھیری مین اگر وہ ماہ رو
نور ٹپکیگا پسینے کی عوض پوشاک سے

جھانکنے سے آپ کی سب زخم دل کے پٹ گئے
خام ٹوٹے دانۂ انگور ساقی تاک سے

سیر گلشن کو گیا وہ گل اگر برسات مین
پھوٹ آیا بھیگ کر رنگین بن پوشاک سے

جو نہوتی پھر بہار گل کے آنے کی امید
دامن گلچین کو بھر دیتا ابھی مین خاک سے

جان کر اکسیر اسکندر بہت جویا رہا
تم بکدر کیون ہوی روشن دلونکی خاک سے

داغ دل ہی آفتاب حشر کا منہ زرد ہے
اوڑ گیا رنگ سحر تیری گریبان چاک سے

رشتۂ الفت سبب ہو تا ہے قطع ربط کا
ہین جو عالی ظرف وہ تحقیق کرلین چاک سے

چرخ گردان کی حقیقت خاک نظر و نہین نہین
اس سے بڑھکر گرد باد اوٹھتی ہین میری خاک سے

حال میرا دیکھکر لاکھون کلیجے پھٹ گئے
کسقدر رحنے پڑی ہین یک دل چاک سے

قتل سرگشتون کو کرتے ہین تماشے کے لیے
سر اوترتے ہین بدن سے جیسے کانسی چاک سے

سینے مین عشق حقیقی سے پڑی سو آبلے
دل کو استغنا ہوا تسبیح خاک پاک سے

پیر گردون کو بھی ہی سودا کسیکی چال کا
کھل گیا پردہ گریبان سحر کے چاک سے

لاغری ہی اب ہمارا نقش پا بنتا نہین
یا نکل آتا تھا پانی ہر قدم پر خاک سے

ایک سائل ہو تو بوسہ وہ شکر لب دی دی
سیکڑون کی منہ کبھی بھرتی ندیکھی خاک سے

حال کھل جاتا ہی سب کم ظرف عالی ظرف کا
دور ساغر کم نہین محفل مین ہر گز چاک سے

بدلہ پانی کی چھڑکنا خاک پر میری شراب
بند کرنا گور خشت خم سی چوب تاک سے

دیکھکر دم توڑتے مجکو کنارے ہٹ گئے
ہاتھ دھو بیٹھے وہ بحر عشق کی پیراک سے

کیا کشش ہی ہاتھ رکھا یار نے جب گور پر
دل نکل آیا گریبان کفن کے چاک سے

زندہ دل کو بعد بربادی بھی ہے نشو نما
بیضۂ قمقمہ نمو کرتا ہے جیسے خاک سے

رہتی تھی ہر وقت ہمدست گریبان زیست مین
کھینچتے ہو آج کیون دامن ہمارے خاک سے

وصل کی شب کم سنی مجکو جتائی یار نے
تھا کا دن آیا مگر بالی نہ اوتری ناک سے

کہکشان وچادر مہتاب کو ترک فلک		بدلے کا سیلے تری رومال بینی پاک سے
۱۶۲	آرزو ہی کربلا مین قبر عاشق کی بنے اسکی بہی خاک نجس لجاے خاک پاک سے	۱۹

عنایت وہان اور پر ہو گئی — یہان شکل نوع دگر ہو گئی
سویرے اذان دی شب وصل مین — مؤذن کو کیون کر خبر ہو گئی
ترے دانت لینے سے چمکی ہے تیغ — شریک اسمین آب گہر ہو گئی
مکدر ہوے آئنہ دیکہکر — تمہاری ہی تمکو نظر ہو گئی
وہ اوٹھے جو تلوار کو ٹیک کے — کلائی لچک مین کمر ہو گئی
تصور مین کہینچا کیا شکل یار — مری ایک صورت بسر ہو گئی
شب وصل جب مین نے اولٹی نقاب — مؤذن یہ سمجہا سحر ہو گئی
تری شرم سے اور اوٹہا حجاب — پسینے سے محرم جو تر ہو گئی
سلجہنے مین گیسو کے اولجہے رہے — اسی پیچ مین شب بسر ہو گئی
گلا مل گیا خنجر یار سے — لڑائی بہی دم بہر مین سر ہو گئی
بہرا ہے وہی دل مین سوز فراق — مگر آہ کیون بے اثر ہو گئی
کسی اور کو پیچ زلفین ندین — بہر حال اپنی بسر ہو گئی
ضعیفی مین سب گٹ گئے عضو تن — مگر ایک دوہری کمر ہو گئی
سر شام سے اونکو آنا نہ تھا — گجر بجتے بجتے سحر ہو گئی
مری دل کو تہی جس سے چشم امید — وہی آنکہ بیداد گر ہو گئی

بلا سے ہمین تو سو نگہاتے نہین
شب زلف عنبر اگر ہو گئی

پیام اجل تھا پیام فراق
خبر موت کی پیشتر ہو گئی

مرے پاس سے بزم مین اوٹھ گئی
تڑپنے کی دل کے خبر ہو گئی

۱۶۳

گرے پڑتے ہین خود بخود طفل اشک
کسی کی تو عاشق نظر ہو گئی

۱۷

جو صرف نہو کام کی دولت نہین ہوتی
مجنون کو زر داغ مین ثروت نہین ہوتی

ہے گرد کدورت ہی بری جوہر ذاتی
ہیرے مین کسیطرح کثافت نہین ہوتی

بوسے نے لب لعل کے ہمکو نہ جلایا
یاقوت کے شعلے مین حرارت نہین ہوتی

مشہور ہے بکنے سے بڑہا رتبہ یوسف
اچھون کی کسیطرح حقارت نہین ہوتی

آئینہ خنجر مین جو دیکھا رخ قاتل
سُن ہو گئے ایسے کہ اذیت نہین ہوتی

کیون رخ کی صفا دیکھکے حیران ہو دل صاف
آئینے سے آئینے کو حیرت نہین ہوتی

افسردہ دلون کی نہین طینت مین عداوت
مُردون مین تہ خاک کدورت نہین ہوتی

جو تخم عمل بوئیگا وہ پہولے پہلے گا
اس باغ مین برباد ریاضت نہین ہوتی

وہ مہر بہری راہ سے کیون آہ کو سُن کر
بے معجزے خورشید کو جرأت نہین ہوتی

دل آئے کسی پر تو وہ چہرہ نہین چھپتا
اے جان جتائے سے محبت نہین ہوتی

حال خط رخسارۂ گلگون جو بیان ہو
سرسبز گلستان کی حکایت نہین ہوتی

خط آنے سے مٹتی ہی بہار رخ خوبان
اس سبزی سے آنکھون مین مروت نہین ہوتی

خلقت کی زبانین ہین کلید در جنت
کس جا رخ رنگین کی حکایت نہین ہوتی

کس سے کرین شکوہ شب فرقت مین فلک کا
یہ ضد ہی کہ اب صبح قیامت نہین ہوتی

بھجواؤن نہ اغیار کو گلدستۂ نرگس
بندے پر اگر چشم عنایت نہین ہوتی

قابو مین نہین دل وہ نہین حضرت ناصح
کیون روح مری جسم سے رخصت نہین ہوتی

۱۶۴ عاشق دل پر داغ کو ہے الفت گیسو
طاؤس کو افعی سے عداوت نہین ہوتی ۱۲

امتحان ضبط کا ہی کیجیے بیداد کوئی
کاٹ ڈالون مین زبان نکلی جو فریاد کوئی

کاسۂ سر جو حبابون کی بھی بھرتی ہین
مختفی دامن دریا مین ہے جلاد کوئی

خانۂ جسم کی کیون فکر ہے تن پرور کو
پایدار ایسی کہین دیکھی ہی بنیاد کوئی

باغ مین لوٹ پڑی جاے جو وہ رشک بہار
زر گل لوٹتی ہوئی طرۂ شمشاد کوئی

حکم بسمل کو تڑپنے کا نہین مقتل مین
ایسا بے رحم تو دیکھا نہین جلاد کوئی

زلف جانان کا کیا سامنا سودا ہی اسی
کھولی وہ فصد رگ ابر کی فصاد کوئی

پتلیان دیکھ کے آئینے مین بولا وہ پری
پردۂ چشم مین بیٹھا ہے پریزاد کوئی

سیر نیرنگی دنیا جو نہوتی منظور
رخ نکرتا طرف عالم ایجاد کوئی

بے تکلف وہ چلی جاتی ہین کچھ خوف نہین
کوئی پامال ہوا ہوگیا برباد کوئی

نشۂ مے مین یہ سو جی مین ہوا ایک پلنگ
تخت پر لیکے اوڑا آج پریزاد کوئی

نہ پڑا صبر جو انان چمن گل چین پر
باغ مین لوٹ ہی سنتا نہین فریاد کوئی

۱۶۵ قابل رحم ہے وحشت مین یہ حال عاشق
بیڑیان آگے بڑھاتا نہین جلاد کوئی ۱۲

پوچھا عرق رخ بت حور اسرشت سے
کھینچا گلاب یہ گل باغ بہشت سے

سجدے کو جب بتون کو وہ ہندو پسر گیا
سجدے کیے بتون نے نکلکر کنشت سے

بھیجی جنگیر پھولون کی اوس حور نے ہمین
سمجھے کوئی طبق اوتر آیا بہشت سے

ماتھا رگڑ کے سجدون مین سارا اوڑا دیا
اک حرف کم ہوا نہ مری سرنوشت سے

ہوتے نہ جو فروش نہ گندم نمائیان
آدم اگر نکالے نجاتے بہشت سے

پہینکے نہاکے اوس بت ترسا نے اتنے پھول
دریا کی مینڈھون کو ہوئی ٹکر بہشت سے

کسب فروغ یار کیا ایسا روز وصل
آئینہ خانہ گھر ہے مرا سنگ و خشت سے

دم بند ہوگیا مرے نالون کی خوف سے
ناقوس نے صدا نہ نکالی کنشت سے

اوس حور وش کے پاس تھی ہم جل سی تھی غیر
دوزخ کی سیر دیکھ رہے تھی بہشت سے

الفت اثر سے ہے کہ موثر سے جا ملین
مقصود وہ ہے کام نہین فیض و زشت سے

تھرائین آنکھین جلوہ سی اوس بت پرست کے
بت پتلیان نہین جو وہ نکلا کنشت سے

۱۶۶ | عاشق سوال وصل نہ لکھنا تھا یار کو
محبوس نامہ بر ہے خطائی نوشت سے | ۱۲

فکر انجام کہ راحت کی تمنا کیجے
چار دن زیست ہے اس عرصہ مین کیا کیا کیجے

نقد دل مفت نہ یون انتھیے بدلا کیجے
مول لیتے ہین اگر زلف کا سودا کیجے

درد پہچان دل سوختہ کو دکھلا کر
بل کر ہی کاکل پیچ تو سیدھا کیجے

گوش زد آپکے کانون ہی نہین کان ہوئے
آنکھین اس مرتبہ ہین شوخ کہ دیکھا کیجے

سبزۂ خط سی لب لعل سی نور رخ سے
دیکھیے آئینہ ہین شکل تو مینا کیجے

ہم منانے کی قسم کہا ئین گے پچتائیے گا
ٹھہریے ما نیے پھر آئیے کہنا کیجے

وحشی چشم فسون سازنہ یون ہوگی رام
کوئی جادو کوئی افسون کوئی لٹکا کیجے

گل قبا چاک کرے دیدۂ نرگس ہو بند
باغ مین آپ اگر بند قبا وا کیجے

اوڑ گیا رنگ حنا ہاتھ کے بوسے جو لیے
کہتے ہین دزد حنا کو مرے پیدا کیجے

سات پردون مین چھپانے کو اگر جی چاہے
آنکھون کی پتلیون مین اونکی لیجا بیٹھیجے

رخ سے پردہ کو اوٹھائے تو سفیدہ ہو جائے
صبح صادق کو ہی دعوا اوسے جھوٹا کیجے

۱۶۷ صاف اوتر جائیگا غیرون کی نظر سے عاشق
آنکھ سیلی نہو بتوری نہ چڑھایا کیجے ۱۶

نہین حاجت آب انگور ہے
وہ خود نشۂ حسن مین چور ہے

یہ ابرو ہین دو آیت چشم زخم
تری آنکھ سے چشم بد دور ہے

وہ صیاد میکش نہ پھر تاک لے
مرے زخم کا تازہ انگور ہے

مری فکر خالی نہین فیض سے
مرا دل نہین بیت معمور ہے

وہ آئینۂ رخ وہ چین جبین
سکندر کا دل جان فغفور ہے

کہنچی تیغ جب سر مرا جھک گیا
مجھے زخم کھانے کا ناسور ہے

حسینون کی صحبت مین ہون رات دن
پری ہم بغل ہے کبھی حور ہے

نکالو بہت بات مین بات آج
سمجھتے نہ تھے کل کا مذکور ہے

عجب ساق سیمین کی ہے روشنی
یہان شمع کا نور کافور ہے

عوض مدح کے چلکے کہتا ہون مین
سماعت ترے کان سے دور ہے

وہ زلف سیہ اور وہ ابروے یار — شب قدر ہے بیت معمور ہے
چھڑک دی ہے افشان تارے نہین — شب وصل بھی کاکل حور ہے
تری سرد مہری کا مجھ پر ہے حزن — مرے زخم پر مشک کافور ہے
در و بام کرتے ہین کسب ضیا — جدہر دیکھو آئینہ نور ہے
ترا روے رنگین جو ہے باغ خلد — تو پتلی ہر اک غرفے مین حور ہے

۱۶۸ — قیامت مین عاشق ہے امید وصل / سلمان ہم ہین جو وہ حور ہے — ۱۰

دل پر جو نقش نام جناب امیر ہے — یہ نقش بند مذہب ناجی فقیر ہے
بیٹھا طلاے عکس رخ یار تیغ پر — جوہر کا جو نشان ہے اک راہ چیر ہے
طینت کی بھی صفا کو ہے صحبت مین کیا اثر — جو اپنا آشنا ہے وہ روشن ضمیر ہے
رونے سے اور آگ بھڑکتی ہے جسم مین — آہ سے کیا بدن کا ہمارے خمیر ہے
وہ زار ہین او ٹھایا جو بستر سے یار نے — بازو ہمارا ہاتھ کی اوسکے لکیر ہے
دن رات یاد ساقی کوثر مین مست ہین — زاہد ہمارا جرم شفاعت پذیر ہے
برسات ہجر یار مین سامان قتل ہے — شمشیر برق ہے تو ہوا شل تیر ہے
اہل فنا سکوت مین ہین بے خبر نہین — معدوم خفتگان لحد کی نفیر ہے
امت کی عمر خوف و رجا مین کٹے نہ کیون — نام رسول پاک بشیر و نذیر ہے

۱۶۹ — ابر و کمان کے ہجر مین عاشق گھلا یہ تن / ہر ایک رونگٹا تن لاغر مین تیر ہے — ۲۰

اگر منعم تری شالی قبا ہے — مرے تن پر نشان بوریا ہے
چمن ہے ابر ہے ٹھنڈی ہوا ہے — خفا ہے وہ صنم قہر خدا ہے
تعجب سے رقیبون کی اوڑی ہوش — بند ہی اپنی دہان ایسی ہوا ہے
سر اپنا کیون نہ پھوڑون مثل فرہاد — جسے دیکھا وہ اک شیرین ادا ہے
ہر اک گل جام ہے ہر غنچہ بوتل — چمن مین بادہ خواری کا مزا ہے
بلایا شوق نے اوس سبزہ رو کو — دل مضطر مین جذب کہربا ہے
امید نامہ نے لی جان آخر — مرا لکھنے کے قابل ماجرا ہے
بدن مین استخوان باقی رہے ہین — مصاحب آج کل اپنا ہما ہے
ہوا سبزہ چمن کا پہلے پامال — یہ آمد کا تمہاری دبدبا ہے
بلاتے ہو خفا ہوتے ہو آپہی — تمہاری مہربانی مین دغا ہے
صنم رکھ لونگا سنگ صبر دل پر — خدا حافظ ہمارا بھی خدا ہے
نشانہ بن گئے تیر مژہ کا — کمان ابرو کو دل دینا خطا ہے
مژہ زلف پریشان خال ابرو — جسے دیکھا وہ اک کالی بلا ہے
کدورت دل کی نکلے وصل ٹھہراو — تمہین ہمسے ہمین تمسے گلا ہے
پھنسے ہم جان کر زلف سیہ مین — جوانی کی جہالت بھی بلا ہے
خرید امرغ جو ہے مرغ زرین — کبوتر اوسنے جو پالا ہما ہے
نہین کا کل مین تیری شانہ عاج — کف موسیٰ مین ثعبان عصا ہے
بہا اشکون سے تن کوئے صنم کو — مری کشتی کا طوفان ناخدا ہے

رقم کرتا ہون خط اک گلبدن کو		صریر خامہ بلبل کی صدا ہے

۱۷۰	مدد کو بس ہے عاشق ذات حیدر مرا مشکل کشا حاجت روا ہے	۲۴

سہل تھا حکم خدا حکم پیمبر جانتے
ہم تکدر کو بتون کے خاک تیہر جانتے

دل ہمارا ہاتہ مین لیتے اگر اے بیوفا
سرو تھے پہر آپ کو سرو صنوبر جانتے

لعل لب کو جب کہا وہ خون کی پیاسی ہوئے
آبرو جاتی اگر دانتون کو گوہر جانتے

زہر کی باتین تمہاری ایکدن سنتے اگر
آب حیوان کا اثر اولٹا سکندر جانتے

مرتے دم افسوس نامہ بہی نہ لکہا یار کو
کاش شہباز اجل کو ہم کبوتر جانتے

آتش رنگ حنا کو تم دکہا دیتے اگر
ہاتہ کی مچہلی کو ناواقف سمندر جانتے

زاہدون کی سر مین بہی ہوتا اگر شوق شراب
پہر تو یہ دوران سر کو دور ساغر جانتے

چاندنی مین میرے رونے کو اگر تم دیکہتے
چادر مہتاب کو پانی کی چادر جانتے

دل کا آئینہ کدورت سے اگر ہوتا بری
اپنے دشمن کو بہی ہم اپنا برادر جانتے

معجزے دیکہی جو دیوانون ذلا کون کیا حصول
آپکا سایہ ہوتا تو پیمبر جانتے

تجربہ حاصل ہوا تب مجہ کو فرصت ندی
حسن صورت جسمین پاتی ہم ستمگر جانتے

وصل کا وعدہ اگر ہنکلا کے کرتے ای صنم
قند لب کو آپ کے قند مکرر جانتے

ذبح ہو جاتے اگر دو چار ہمسے بیگناہ
قتل کرنا خنجر ابرو کا جوہر جانتے

سر حقیقت کا مجازی سے اگر کہلتا ہمین
سنبل پیچ کو زلفون کا ہمسر جانتے

پہلے مر جاتی جو کہلتی بے ثباتی عمر کی
زندگی دو روز کی مرنے سے بدتر جانتے

گر میان کرتا جو نجواری مین وہ شب پری
جام مے کو آفتاب صبح محشر جانتے

دور ساغر مین ہمین بھی تم اگر کرتے شریک
سر پہ اپنا گردش تقدیر کیونکر جانتے

میرے گھر مین رکھ دیا سر خط محکو لکھدیتے اگر
رکھتے سر پر اوسکو تحریر مقدر جانتے

ڈوب جاتا دل اگر رونی مین ای بحر صفا
کشتی عمر روان کا اوسکو لنگر جانتے

ہم وہ ہین اندھیر ہی ہوتا جو آنکھون کی تلی
کیچلی کو سانپ کی زلف معنبر جانتے

دولت دنیا ہی دون اپنی مقدر مین نہین
رتبۂ اکسیر پارس خاک تھہ جانتے

تیرہ روزون کو جو اے مہ وصل ہوجاتا نصیب
آپکا خال سیہ طالع کا اختر جانتے

ڈوب جاتے صنف مین رو کر بال کا پر
قطرۂ اشک ندامت کو سمندر جانتے

۱۶۱ | ابتو ہم یاقوت عاشق جانتے ہین ہونٹہ کو
منہ لگاتے بت رقیبون کو تو تھہ جانتے | ۱۹

آنکھیا بھٹی وصال مین کپڑے نکل گئے
پالا پڑا کسی سے جو یہ پان گل گئے

باد صبا نے پردۂ رخ کو الٹ دیا
بند نقاب شعلۂ عارض سے جل گئے

سرمہ لگا کے آپنے اندھیر کر دیا
مہندی ملی تو میرے کلیجے کو مل گئے

سینے پر اونکے تل ہین رخ پاک پر نہین
منہ کی صفا سے خال کو دانے نکل گئے

غیرون نے کس لباس مین پہلے ہی یار کو
قطع امید وصل ہوا جب جوڑ چل گئے

دیکھا جو بند روزن دیوار یار کو
اشکون کے ساتھ آنکھون کی ڈھیلی نکل گئے

کس جا اونہین قرار ہے سیماب کی طرح
آغوش مین جب آئے ہماری نکل گئے

مشکل پڑا ہی وصل مین لانا مکان تک
ٹھہری جہان وہ راہ مین بیٹھی مچل گئے

کیا ہم گیاہ خشک ہین اس باغ دہر مین
پھونکے سے اوڑ گئے ہین جلاتے سے جل گئے

مشکل پڑی ہے یار جو نازک مزاج ہے
نالہ نکل گیا تو ہم آپھی دھل گئے

گردش مین پیر چرخ کی جو آگیا جوان
تکلے کی طرح زلف کے سب بل نکل گئے

پیری جو آئی روپ رہا کس حسین پر
جوبن بھی دوپہر کی طرح صاف ڈھل گئے

آہون سے میری کورۂ زر گر ہوا فلک
چاندی کی طرح چرخ مین تارے پگھل گئے

گو ہمنے کہائی ترک ملاقات کی قسم
چکنے کلام آپ کے سنکر پھسل گئے

حسن ملیح یار کا کیونکر نہ شور ہو
انگیا کے پان صاف پسینے سے گل گئے

ڈیوڑھا ہے حسن یار کا یوسف کے حسن سے
ایک آدھ ایسے نور کے سانچے مین ڈھل گئے

باقی نہین ہے کوئی گہنگار آپ کا
جن جنکو پھانسی دی تھی بدن انکے گل گئے

مقتل مین تیغ یار سے اک زلزلہ پڑا
گو پانون سے زمین ٹلی ہم نہ ٹل گئے

۱۷۲ | ملجائین وہ تو پھر وہی عاشق ہو لطف وصل
کچھ وہ بدل گئے ہین نہ کچھ ہم بدل گئے | ۱۶

کسے فروغ رخ لاجواب ملتا ہے
نقاب یار رخ آفتاب ملتا ہے

نہ اوس نگاہ سے تیر شہاب ملتا ہے
نہ رخ سے آئینہ آفتاب ملتا ہے

کمال نقص ہے دنیا مثال یوسف ہی
گرکپن آپکا اونکا شباب ملتا ہے

عدم مین دہر مین مرقد مین جاکے ہم پھرآئے
قیام خاک کرین گھر خراب ملتا ہے

کلام مکر نیکایت کو نہین ہے حکم خدا
یہ وجہ ہے جو دہن لاجواب ملتا ہے

شب فراق مین نیند آئے خاک مخمل پر
جو یار پاس ہو تو لطف خواب ملتا ہے

نہین قیام کسیکو سراے فانی مین
ہر اک مسافر یاں رخت کاب ملتا ہے

نقاب رخ سے اوٹھاتی ہین گر دوپہر نسے
رہین جو چرخ مین ہم آفتاب ملتا ہے

ثبون سو کچھ نہ ملیگا سوائے رنج و الم
سمجھ کے کیا دل خانہ خراب ملتا ہے

سوال عہد جوانی جو دل سے کرتے ہین
ہر ایک عضو سے ہمکو جواب ملتا ہے

فراق زلف مسلسل ہے بل مقدر کا
ہمارا اوسکا بہت پیچ و تاب ملتا ہے

ملیگی دیکھیے کسدن حساب ہے فرصت
مزار مین بھی نہین لطف خواب ملتا ہے

کیا علاج موافق ہمارے ساقی نے
مریض چشم کو جام شراب ملتا ہے

مسافران عدم کی خبر ہو خاک ہین
وہان گور سے کسکو جواب ملتا ہے

شفق کو تاکتے رہتے ہین مے پرست مدام
خم فلک سے خم آفتاب ملتا ہے

۱۷۳ — ۲۸

اگر وہ دیتے ہین گن گنکے گالیان عاشق
تو لطف دل کو مرے بیحساب ملتا ہے

نکلے جو رات کو تو کواکب نہان ہوے
زلفین چھٹین تو دنکو ستارے عیان ہوے

اُمڈا یہ بحر اشک کہ دریا روان ہوے
قصر بدن مین دیدۂ تر نا وادان ہوے

ہم خط کے انتظار مین یہ ناتوان ہوے
تحریر سر نوشت سی ہی سرگران ہوے

ہفتے مین یہ عروج ہوا بحر اشک کو
ساتون فلک حباب کی صورت روان ہوے

ہمنے اوٹھائین ہجر صنم مین یہ سختیان
پٹھے بدن کی سوکھ کے سب استخوان ہوے

پرسش کو جب سرہانے وہ خورشید رو گیا
بیمار اپنے عکس کی صورت نہان ہوے

وحشت مین اضطراب کی تاثیر دیکھ لی
ریگ روان بنی جو کہین ہم طپان ہوے

تھا اشتیاق کو یہ قاتل جو وقت مرگ
ہم چل سکے نہ ضعف سے آنسو روان ہوے

گردش ہی اوج اختر طالع جنون میں ہے
چمکا جو داغ دل تو فلک مہربان ہوے

سوز فراق غیرت یوسف نے جان لی
جل کر شریک گرد رہ کاروان ہوے

طاقت نی دست و پا کی دیا زیست میں جواب
مر کر بھی ہم نہ چار کے کاندھی روان ہوے

راحت سے دل اثر سے فغان روح سی بدن
کیا کیا نہیں مکین سی خالی مکان ہوے

گردش رہی حیات میں مر کر ہوا فشار
جو زمین ہوے ستم آسمان ہوے

مہلت ملی نہ سیر جہان خراب کی
شب کو سرا میں آئی سحر کو روان ہوے

چو رنگ کر کے جاؤ تو صدقہ نہ دل اوٹھاے
رخصت کے چار حرف نہایت گران ہوے

وہ نخل نامراد تھے ہم باغ دہر میں
سوکھے جلے غبار ہوے رایگان ہوے

بل حسن کا بڑھا جو وہ گیسو ہوی دراز
آخر بلاے جان تن ناتوان ہوے

ای پیر چرخ ضعف تنہا اپنے نصیب میں
کیوں دل کبھی کہیں گی تھ ہم بھی جوان ہوے

جس سے چٹے نصیب ہوا پھر نہ اوس سے وصل
ہم نقش پای راہ رو کاروان ہوے

مجھسے جو گفتگو تھی وہی ہی رقیب سی
دلچسپ جو کلام تھی وہ جانستان ہوے

کیا جذب دل کا زور بڑھا شوق قتل میں
پیکان تیر جسم میں اگر سنان ہوے

انجام پہ یہ روے کہ سب دفتر عمل
ڈوبے مٹے خراب ہوی رایگان ہوے

وہ مبتلای غم ہوں کہ دیکھا جو آئینہ
مجھسے سوا شبیہ کے آنسو روان ہوے

طول شب فراق سی گھل گھل کے جان دی
آخر نصیب زاغ مرے استخوان ہوے

پہچانے خوب دست حنائی چھپا کے آپ
رنگ اوڑ گیا لہو کے جو آنسو روان ہوے

بیتین کہین مجیب کہ دریا بہا دیے		مدح زبان یار مین رطب اللسان ہوے
ہمکو غزل کی بیت مین آسودگی ملی		کب اس زمین پر ستم آسمان ہوے

۱۷۴	عاشق بہانہ رنج کا منظور تہا او نہین دل مین رکے وہ جب مری آنسو روان ہوے	۴۰

جنبش ہوئی ابرو کو لب یار سے پہلے	تلوار لگا بیٹھے وہ تکرار سے پہلے
کہنکا ہے عبث آٹھ پہر راہ عدم کا	یا چار سے پیچھے گئے یا چار سے پہلے
آتے ہین عیادت کو تری چارہ گر وائے	دربار ہمارا ہوا اس کار سے پہلے
عاشق کا یہ گھر ہے کہ نکلتے نہین گھر سے	وہ جہانکتے ہین روزن دیوار سے پہلے
منظور تہا یون رنگ حنا ہمکو دکہانا	دل پیس لیا آپنے رقیبا سے پہلے
حیرت ہے ملا داغ جو سر کار جنون سے	طرہ یہ عنایت ہوا دستار سے پہلے
اظہر ہوے قبل کہ حسرت بہی نہ نکلی	پوچہا نہ تمنا کو گنہگار سے پہلے
دونون طرف آثار محبت ہوے ظاہر	بیمار ہوئی آنکہ دل زار سے پہلے
عاشق سے چراتے ہین دم قتل نظر کو	کیون تیر لگاتے نہین تلوار سے پہلے
سودا ترے کوٹھے کا رہا چار پہر دن	اوترا نہ یہ بن سایۂ دیوار سے پہلے
چرچا تہا ترے عارض گیسو کا ازان مین	مشہور تہے یہ مصحف زنار سے پہلے
پہولون سے نہ کچہ لطف شب وصل اوٹہایا	بو آئی پسینے کی مجہے ہار سے پہلے
کاہیدہ ہون ایسا کہ جو صحرا مین لگے آگ	جل جاے مرا جسم خس و خار سے پہلے
اندیشہ ہے کہتے ہو کہ دل کسنے چرایا	تحقیق کرو گیسو طرار سے پہلے

دُر ہے نظر بد کا جو گلگشت مین اے گل — نرگس کو نکالو اسے گلزار سے پہلے
ہین تیز لڑکپن سے اوس ابرو کو اشارے — تلوار مین تھی باڑھ قد یار سے پہلے
غصے کی ترقی مین نزاکت سے یہ ہے پیچ — بل کھاتی ہین زلفین کمر یار سے پہلے
تیرون سے مرے زخم بدن ہو گئے گویا — بیکار دہن تھے لب ہوفار سے پہلے
سپنس جائیگا یہ طائر دل زلف سے مین — لیتا ہون شکون زاغ شب تار سے پہلے
ہین مستعد قتل و صلح ہوا بند — کھلوائیے تیغا کمر یار سے پہلے
اس رشک سے ہر رکہ آتا ہون مین آنکہ کا ڈہیلا — جاتی تھی ہوا خانۂ دیوار سے پہلے
سوز تپ فرقت نے یہ دکھلائے تماشے — گھر پھونک دیا آہ شرربار سے پہلے
جام مے گلرنگ کبھی منہ سے نہ چوما — ساغر سے رہا عشق لب یار سے پہلے
تم وصل مین رخصت کا تصور بھی نکرنا — دم تن سے نکلجائے گا اظہار سے پہلے
پہلو کوئی سوچے نہ کچھ انجام کو دیکھا — حاضر کیا دل کو طلب یار سے پہلے
صرصر سے نہ مطلب نہ نسیم سحری سے — چھوتی ہوئی جوآئے تن یار سے پہلے
دیکھا تھا جو اغیار کو سودا تری در کا — ڈرتا تھا بہت سایۂ دیوار سے پہلے
لگا جو لگانا ہے تجھے جامہ دری کا — ہان دست جنون دامن کہسار سے پہلے
شیرینی گفتار کا ہم لطف اوٹھاتے — بوسہ نہ عنایت ہوا تکرار سے پہلے
جان اوسنے طلب کی تو کہا جسم نے حاضر — دل مانگا تو نکلا لب اظہار سے پہلے
منظور ملاقات ہے بلوائین گے در پر — آنکہین جو لڑین رخنۂ دیوار سے پہلے
پردے سے جو نکلے تو ہوے سب کو عزیز آپ — یوسف کو ترقی ہوئی بازار سے پہلے

کس طرح رہی خط سے مرے دل مین صفائی
جاتی رہی آئینہ رخسار سے پہلے

باقی تھی شب وصل کہ موت آگئی مجکو
تقدیر پھری ہی نگہ یار سے پہلے

میری شب فرقت کی نہ دیکھی تھی سیاہی
گیسو وہ لڑاتے تھے شب تار سے پہلے

کیا کیا نہین دیکھی انہین آنکھون سے تباہی
آباد یہ گھر تھا قدم یار سے پہلے

دنیا کی نہ ڈرتے کسی افتاد سے اے چرخ
لیکن جو نہ گرتے نظر یار سے پہلے

غیرت تو یہ کہتی ہی بلائے سے بچانا
دل کہتا ہے چلیے طلب یار سے پہلے

اک آدہ گھڑی اور نہ باندھین وہ کمر کو
رخصت ہی ہماری سفر یار سے پہلے

۱۷۵ عاشق نی محبت مین عبث جان کو کھویا
واقف نہوی عشق کی اسرار سے پہلے ۱۹

گھر جلا کر سیر دیکھی آہ آتش بار کی
بن گیا نالہ مرا آواز موسیقار کی

مارتی ہی زخمیون کو زہر چشمی یار کی
ہی دہان زخم مین صورت دہان مار کی

ضو چراغ طور مین ہے شعلہ رخسار کی
برق مین ملتی ہی کچھ صورت خرام یار کی

سخت بایتن وصل مین سنتا ہون اس سے یار کی
موم کر دیتی ہی گرمی شعلہ رخسار کی

سہل ہے اوڑ جای گردن مجہ نحیف و زار کی
ناتوان ہون مجکو کافی ہی ہوا تلوار کی

فکر ہی بیجا ہما کو استخوان زار کی
جسم سوزان ہی غذا مرغان آتشخوار کی

دل کو سودائی بناتی ہی بلا رفتار کی
کم نہین سانپ سے کچھ پرچھائین قد یار کی

ایک شب کرے قمر تقلید روی یار کی
چاندنی آٹھون پہر ہی چاند سی رخسار کی

چاہیے رونق بڑہادین مصر کے بازار کی
آے ہین یوسف خریداری کو میرے یار کی

نہ محرم تک گیا تقدیر سے مجھ زار کی	اونگلیون مین نکل ہی خارِ سرِ دیوار کی
سخت جانی سے مری تلوار ٹوٹی یار کی	عمر طولانی نہین ہوتی غریب آزار کی
عمر گذری جہاں تکتے مجھ تیرہ بخت زار کی	جسم کیا پتلی ہی چشم روزن دیوار کی
کیون نہ پڑتی ہی نظر جلجای محبوب یار کی	تار پر گرتی ہے بجلی برق سی رخسار کی
اب نظر آتی نہین کیا وجہ صورت یار کی	سوگئی کس طرح قسمت دیدۂ بیدار کی
ہی تسلی مانگ کر دیکھی سی مجھ افگار کی	کہکشان بنتی ہی پٹی زخم دامندار کی
کیا بلا ہی یاد چشم سرمہ گین یار کی	کتنی راتین کٹ گئین آنکھون نہین اس بیمار کی
پھر گئی جب سے نگاہ لطف میری یار کی	آنکھ وہ پاتا نہین ہین روزن دیوار کی
پاؤن کا کھٹکا سنا دیکھی نہ صورت یار کی	بند آنکھین موت نے کردین تری بیمار کی

۱۷۶	اک غزل نوطرز عاشق کہ کے نذر یار کی تحفۂ احباب کو پھر فکر ہے اشعار کی	۳۰

سخت دل گر کر خرابی لائی جسم زار کی	پہلے گھر گرنے سے مٹی گرتی ہے دیوار کی
فصل گل مین اشک کی بدلی ٹپکتی ہی شراب	سینۂ سوزان ہی بھٹی خانۂ خمار کی
دو ہلال ابروی دلدار دیکھے ایک روز	دو مہینے تک نہ اوسنے آنکھ ہمسے چار کی
ماہ کامل مین نظر آتا ہی قرص آفتاب	ننگیا آئینہ یہ کسب صفاے یار کی
عاشقون کا شور زیر قصر ہے آٹھون پہر	سنتے ہین دو چار کی سنتی نہین دو چار کی
ٹانکدی جراح اسکو بھی لہو رکتا نہین	زخم کی صورت ہی میری دیدۂ خونبار کی
رونق گلزار عالم ہے مرا گل پیرہن	فصل گل کیطرح آتی ہی سواری یار کی

زخمی تیغ نگاہ چشم کافر کیش ہون
چاہیے جراح پٹی رشتۂ زنار کی

قتل ہونے سے رہیگا نام مجہ جانباز کا
آبرو اپنے لیے ہے آب اوس تلوار کی

سنگ سارا ہی بت ناکرد محبون مادرزاد کو
سخت جان ہون پر دوش ہے دامن کہسار کی

آہ آتش بار سے صحرا مین ہے وحشی کا اوج
گرد اپنے فوج ہے مرغان آتش خوار کی

خار صحرا کو مری خون کف پا کی ہے چاٹ
ہے کف پا کو مزا کاوش کانوک خار کی

بس کہ ہون مجروح شمشیر نگاہ سبزہ رنگ
زہر ہے زخمون کو پٹی مرہم زنگار کی

ای ستمگر عضو تن کیونکر ترے مداح ہون
ہے زبان تیغ کی خواہش لب سوفار کی

بیکسون کی آہ سوزان کا نہین مٹتا اثر
بھٹیان بنتی ہین مٹی سے غریب آزار کی

زہر مجہ افگار کو ہے الفت مژگان یار
ہے وہان زخم مین بتی زبان مار کی

یاد کی ہے برق نے میری دل مضطر کی چال
کرتے ہین تقلید تارے دیدۂ بیدار کی

بسمل تیغ نگاہ ناز بچنے کا نہین
پڑ گئی ہے زخم پہلو مین چمک تلوار کی

شوق آرایش سے آنکہین ہوگئین صیاد خلق
بنگیا ہے آئینہ مٹی نگاہ یار کی

روز چڑہ جاتا ہے بن پوچہے یہ بام یار پر
کاش ملتی مجکو قسمت سایۂ دیوار کی

دیدۂ مشتاق کی صورت سراپا داغ ہین
سر سے پا تک شکل ہون مین حسرت دیدار کی

مصحف رخسار ساقی کا ہوا حافظ رقیب
میکدے سے یون نکالی روح مجہ میخوار کی

کاٹ کر قاتل نے سر کو دل کی بہی ٹکری اوڑا
بعد میرے آئی نوبت میرے ماتم دار کی

رشتۂ گیسوے پیچان سے نہین ہٹتی نگاہ
چشم کو سودا ہوا عاشق ہے تپلی تار کی

اہل دل کو درد دشمن کا بہی ہوتا ہے ملال
خون دل پیتے ہین لاے تشنگی سے خار کی

خوبی حسن صنم کو برہمن کے دل سے پوچھ
چشم بلبل سے ہمیشہ سیر کر گلزار کی

نشہ کی شدت سے یہ بہکی نگاہ چشم مست
جام کے دھوکے میں ساقی آنکھ مجھسے چار کی

ایک ذرہ من کو کھینچا ایک نے آنکھیں کہائیں
نبض یہ نرگس کا دیکھا وہ محبت خار کی

گل کترنے کا عوض تجکو ملیگا عندلیب
کاٹ لیگا باغبان قینچی تری منقار کی

۱۷۷

جن اوتاری ہین بہت بیٹھا ہون زیر قصر یار
فکر ہے عاشق مجھے اس سایۂ دیوار کی

۲۰

بارش اوس بت کی نہ آنیکا سبب ہوتی ہے
وہ گنہگار ہون رحمت بھی غضب ہوتی ہے

انہین دہر کون مین گذرتی ہے درجانان سے
کون محروم رہا کس کی طلب ہوتی ہے

موت اگر آئی تو ہون قید بدن سے آزاد
دیکھین کس روز فقیرون کی طلب ہوتی ہے

صبح کی واسطے کیا کیا شب فرقت تڑپے
کوئی اتنا بھی نہ کہتا تہا کہ اب ہوتی ہے

کثرت دشت نوردی ہے یہ مجھ وحشی کو
روح مجنون کی بھی امداد طلب ہوتی ہے

جوشش گریہ سے پڑتے ہین گلے مین پھندے
رسن زلف جو وحشت کا سبب ہوتی ہے

ای پری وصل کی خواہش کا سبب مجھسے ہوئی
خلقت انسان کی آرام طلب ہوتی ہے

صبح کو شکل نہ پہچانی کسی نے میری
شب فرقت کی مصیبت بھی غضب ہوتی ہے

بادشاہون کو بھی ہے آئینہ رویونکا خیال
خواہش سلطنت ملک طلب ہوتی ہے

جب پڑی تیغ نگہ صاف کیا دو ٹکڑے
قتل کرتی ہے تو انصاف طلب ہوتی ہے

فرقت آتش رخسار سے رہتا ہے بخار
عارضی اب ترے بیمار کو تب ہوتی ہے

گنج گلشن سے ملا گلشن جنت کا سراغ
ایک شے ایک کا عالم مین سبب ہوتی ہے

نور دندان ہی بیاض سحر حسن صبیح
شفق شام مسی سرخی لب ہوتی ہے

ذبح کرتے ہین مسیحائی کے بدلے تو کرین
سنکے بیمار کو ایذا نہ تعب ہوتی ہے

کرتی ہی فرط عنایت مجھی ایسا محجوب
دست رد میری لیے صوت طلب ہوتی ہے

ہی نزاکت کی سبب کم سخنی اوس گل کی
رنگ اڑ جاتا ہی جب جنبش لب ہوتی ہے

خواب مین بیدادی کا جو مین کرتا ہون خیال
اونکی تصویر تصور بھی غضب ہوتی ہے

قصد فریاد مین منہ کھول کے رہجاتا ہون
زلزلہ آتا ہی جب جنبش لب ہوتی ہے

رنگ اوڑ جاتا ہی فریاد سے کیا گردونکا
صبح ہوجاتی ہی جب ہجر کی شب ہوتی ہے

۱۷۸

عاشق اسطرح کی ہوتی ہی زمین کیا مرغوب
جی بھی لگتا ہے اگر فکر طلب ہوتی ہے

۲۲

سوال وصل مین اونکی زبان پر آجتک کل ہی
ہماری عمر گو آخر ہی اونکو روز اول ہے

نہال باغ حسن و ناز ہی خلقت مین چہلبل ہی
ابھی نادان ہی جوبن کی آمد اوٹھتی کوپل ہے

کہ یکدم قتل کیا ہمنے کیا سودا ہی گیسو مین
ہماری گل کی دنیا کی وہان نزات کو نسل ہے

بگڑ کر مین اوٹھ آیا ہون وہ بیٹھی ہین تاسف مین
نہ کنگھی ہے نہ چوٹی ہی نہ مسی ہی نہ کاجل ہے

تری دیوانی کا ہی عرس کیا جلسے ہین مرقد پر
اکھاڑا راجہ اندر کا پریدیونکا دنگل ہے

چڑہا آتا ہی یہ پانی ہزارون ڈوبے جاتے ہین
وہ اوتری ہین نہانی کو عجب دریا مین ہلچل ہے

نہایت لطف ہی برسات مین صحرا نوردی کا
کہنچا ہی ابر کا نگیرہ سبزہ فرش مخمل ہے

رقیبون کو ہی لطف زیست و صحبت مین دخل اتنا
تمہاری آگی مردون مین ہی جو آنکو نسی اوجھل ہے

محبت کیون جتاتی ہو بنا کر زلف پیچان کو
پھنساتی ہو بکھیڑی مین تمہاری بات مین بل ہے

اگر وسواس ہی ہمکو تو لو ہم آپہی آتی ہین
لہو پیر دم ہی کیا سوچین شب دو شنبہ ہی کہ منگل ہے

وہ گریان ہون پڑی رہتی ہی کشتی صحن مین گھر کی
مکان تالاب ہی دروازہ ہی پر پانی ہی دلدل ہے

ہمارا قتل نیب تیغ ہی سودا ہے کاکل مین
یہان خون سیہ بھی دیدۂ جوہر مین کاجل ہے

زبانین خشک تر ہو جائینگی کانٹون کی صحرا مین
ہماری پاونکا ہر آبلہ پانی کی چھاگل ہے

ہمارے قتل کی شادی ہی اوس بیرحم کے گھر مین
بہت چھاپے دیے ہین خون سے احیای صندل ہے

لہو کی قطرہ آنسو مین نہایت رنگ دیتی ہین
گلی مین اپنے طفل اشک کی لعلون کی ہیکل ہے

نظر آتا نہین موجود ہی چشم تصور مین
وہ بت پتلی کی صورت پاس ہے انکھو نہین اوجھل ہے

شب تار یک ہجران مین بیابان گرد الفت ہون
جنون رہبر ہی کانٹے فرش ہین نالے مشعل ہے

گندا ہی اونکا سر کیونکر ملے اب راہ کنگھی کو
اگر چوٹی شب تاریک ہی سو باف بادل ہے

نہین دنیا کی گرم و سرد کا ڈر ہمکو دوران مین
ہوای سرد نالہ رونگٹون کا گرم کمل ہے

اثر تسخیر کا جاتا رہا ہے نقش عامل سے
پر پرواز سکے تابع ہین جسکی دنیا مین زنبل ہے

لیلی بوسی جو ہمنے پیٹ مین باتین نہین بیحتین
مگر پانی تری چاہ ذقن کا یار ریو جھل ہے

۱۷۹ رقیبون کی بنی ہی ذلتین دینے کے درپے ہین
کرو عاشق حذر اب رنگ صحبت کا مبدل ہے ۱۴

پھر گئی تم قول سے عاشق بھلا کیونکر پھرے
سر نہ قدمون سے ہٹے گو حلق پر خنجر پھرے

آئین چکر جوش وحشت مین اگر قیدی ہی ہون
ہم اگر بیٹھین تو انکھو مین ہماری گھر پھرے

جام مے اور آئنہ ہر وقت پیش یار ہے
دور دور جم ہوا پھر بخت اسکندر پھرے

آئنہ رکھو نہ چشم فتنہ پرور کے حضور
سوٹہ جادو کی کہین اوٹی نہ افسونگر پھرے

جہان ڈالی خاک دیر و کعبہ و کہسار کی
جستجو مین اوس بت ہرجائی کی گھر گھر پھرے

کوئی دنیا مین ملا گاہک نہ جنس عشق کا
دست مژگان مین لیے ہم اشک کی گوہر پھرے

پاون پھیلانے کی جا پائی نہ مرقد کے سوا
برسون جنت مین جنم مین لیے بستر پھرے

ختم ہوتا ہے ہمین پر آپکا سارا غضب
غیر پر بھی آپ اگر غصے ہوی پھر پھرے

ذبح ہو جائین بدن ہو دم نکلنے کا نہین
ہین وفادار آنکہ تیری سامنے کیونکر پھرے

واہ ری طالع کہ نخل آرزو مرجھا گیا
آستین مین ہم لیے طوفان چشم تر پھرے

یار کو گھر سے قدم باہر نہ رکھنے دیجیے
غیر ممکن ہے بدن سے جان پھر جا کر پھرے

داغ سودا اور چمکا آتش رخسار سے
رات دن خورشید تابان ہم لیے سر پر پھرے

وصل کی شب تیرہ بختی بڑھ گئی قسمت پھری
آکی در تک وہ سیہ خانی کی پھر ڈر کر پھرے

۱۸۰ ای پری نقش قدم عاشق کا نقش حسن بنے
چشم افسونگر کے سودی مین اگر اوٹھ کر پھرے ۲۰

مانگین جو وہ تو دیدون کلیجہ نکال کے
مسرف ہون صدمی اوٹھ نہین سکتی سوال کے

زخمی صدف ہی لیگئے موتی نکال کے
ایذا اوٹھائی مان نی یتیمون کو پال کے

دو ہفتے ہون نصیب اگر دن وصال کے
ابرو کی بوسے لون تو کبھی بوسہ گال کے

مر کر بھی یاد کا کل جانان عذاب ہے
مرقد مین آئے سانپ بانین نکال کے

کوئی پھر انگنج شہیدان سے آپ کے
قربانیون کی حلق بھی حلقے ہین جال کے

اسد رجہ دل کو لذت ایذا سے نو ملی
پھر پاون مین چبھو لیے کانٹے نکال کے

دریا مین عکس ابرو سے جانان کو دیکھکر
سمجھا چڑھائے یار نے تیور ہلال کے

سیراب میری آنسوون سے دشت اگر نہو
رہجائین کانٹے خشک رگ بائین نکال کے

قاتل سے مانگتے نہ کبھی جز زبان تیغ
ہوتے دہان زخم جو قابل سوال کے

وحشت مین بحر و بر سے نکل جاؤن کس طرف
دوڑین حباب وغول جب آنکھین نکال کے

میلا ہے صید گاہ ہجوم شکار ہے
پہندے بنائی زلف رسا بال بال کے

سجدون مین بھی خدا کی جو یاد بتان رہی
پتلے بنا دیے عرق انفعال کے

تا صبح کاٹیے شب فرقت کو جاگ کر
جھپکے پلک تو پھینکیے آنکھین نکال کے

رکھنا قدم نہ باغ مین اے غیرت پری
سر پر چڑھین گی لوگون کی سائی نہال کے

لذت خلش کے ساتھ نہو تو مزا نہین
مچھلی بھی کھائی تو نہ کانٹا نکال کے

ہے تند باد آہ مین پیچان غبار دل
کیا کیا بگولے اوٹھتے ہین گرد ملال کے

دیکھا جو مین نے بند در قصر یار کو
گھبرا کے پھینکے آنکھونکی ڈھیلے نکال کے

ہے آفتابی جو سپر اوس آفتاب کی
سورج مکھی بنائی ہے پھولون مین ڈھال کے

مین نے وگال مانگا تو غصے مین رہ گئے
لب کو چبا کے تیغ سے بیڑا نکال کے

۱۸۱ عاشق شب فراق مین دیکھی نہ شکل نور
اختر سیہ تھے یہ کہ مشابہ تھی خال کے ۲۲

مجکو جی بھر کے مزا درد کا حاصل ہو جائے
دوسرے پہلو مین بھی چاہتا ہون دل ہو جائے

سہل فرقت مین الٰہی میری مشکل ہو جائے
یار غافل تو ہو اموت نہ غافل ہو جائے

منہ جو دکھلاؤ تو میلا منہ کامل ہو جائے
چاندنی اوسکی بھی دلہوانی کی قابل ہو جائے

کہتے ہو جائیے گھبراوینگے جو اپنے گھر آپ
یہ تو جب ہو کہ تمہارا سا مرا دل ہو جائے

جان لے دل مین جگہ دون جو تری خنجر کو
جسکو مین پہلو مین ٹہلاؤن وہ قاتل ہو جاے

کشش دل ہی وہ کہینچ آئین شب فرقت مین
رخ گردون پہ آہی شب غم تل ہو جاے

سب کو چہنیٹا دی اگر آکے وہ کیلے ہولی
زاہد خشک بہی اس رنگ مین شامل ہو جاے

دیدۂ روزن در سے نہ لڑایا کرو آنکہ
طاقت مردم بیمار نہ زائل ہو جاے

سوزش دل جو سنو ہمسے سیہ بختون کی
کان کی لو مین جو موتی ہو تو فلفل ہو جاے

ہی وہ دیوانہ ترے قد سے اگر چل نکلے
سرو کا پانؤن بہی زنجیر کی قابل ہو جاے

ای بتو پیسقے ہو انتو ہر اک صورت سے
اسقدر دق نکرو تم کہ مجہے سل ہو جاے

وعدۂ وصل کے دم روز دیا کرتے ہین
دم نکل جاے تو مطلب مرا حاصل ہو جاے

تم وہ گل ہو کہ جو تقسیم کرو باسی ہار
دامن باد صبا دامن سائل ہو جاے

قافلہ جاے عدم کو تو نہ نکلے آواز
حکم یہ ہے کہ جرس قالب بیدل ہو جاے

کیا دہراتی ہو لپٹ جاؤن اگر دوڑ کی مین
قبضے پر ہاتہ بہی رکہنا تمہین مشکل ہو جاے

مین نے سینے سے لگایا تو ہٹا کر یہ کہا
پیس ڈالا مجہے طاقت ترئی زائل ہو جاے

فاتحہ تم نہین پڑہتے ہو مری تربت پر
کوستے ہو اسے دشوار یہ منزل ہو جاے

گٹکری لو تو مری جان بدن سے نکلے
یہ بہی اک واقعہ تحریر کے قابل ہو جاے

ٹکیہ ٹہوکر سے نہ سرکاؤ تم ای رشک مسیح
شیر قالین مین کہین روح نہ داخل ہو جاے

بے نقاب آئے جو مقتل مین وہ رشک لیلے
خاک میری یہ اوڑے پردۂ محمل ہو جاے

غلغلہ بحر مین ہو جا جو وہ رشک مسیح
چہوڑے بیڑا تو زبان لب ساحل ہو جاے

تیرہ بختی پر اگر اشک بہین اے عاشق

۱۸۲	میرا ویرانہ سواد لب ساحل ہو جاے	۱۱

ہر رشک پری آپکا دیوانہ ہوا ہے
ایسا کوئی دنیا مین نہو گا نہوا ہے

مےخوار ہوے قتل ہلال رمضان سے
ان روزون مین تینا در میخانہ ہوا ہے

مین کہتا ہون دل ہچکیان لیتا ہے ہنسا دو
وہ کہتے ہین شیشہ کہین پیمانہ ہوا ہے

بدنام ہون ایسا مجھے قاضی نے سزا دی
خالی بھی اگر ہاتہ مین پیمانہ ہوا ہے

کہتا ہون جو اے رشک پری جان فدا ہے
شرما کے یہ کہتے ہین کہ دیوانہ ہوا ہے

کل ہاتہ سے توڑا تہا جو کنگہی کو چمن مین
یہ وجہ ہے بیکل جو ترا شانہ ہوا ہے

کہولا نہ سخن نے دہن تنگ کا عقدہ
گویا ہوا اس طرح کہ گویا نہوا ہے

سودا سے خط و زلف کے تصحیح کو ہوا طول
اب لکھنے کے قابل مرا افسانہ ہوا ہے

شام شب فرقت ہی پریشان نظر آتی
گیسوے شب ہجر مین کیا شانہ ہوا ہے

گھر پاک ہوا اوٹھ گیا زاہد جو بگڑ کر
اب بیت مقدس مرا کاشانہ ہوا ہے

۱۸۳	افسردگی غیر سے روتا ہون مین عشاق اپنے سے فزون تر غم بیگانہ ہوا ہے	۱۹

جلدین دنیا مین وہان نعمت بیحد ملجاے
زیست مین ہمکو سزاے عمل بد ملجاے

خط نکل آئے مجھے دین وہ دہن کی بوسہ
راہ پا جاؤن جو خضر رہ مقصد ملجاے

سجدے مردم کو کرون بت کے عوض اے زاہد
طاق ابرو کا جو اوس شوخ کی مسجد ملجاے

عاشق خط صنم ایسے ہوے مستغنی
سنگ ریزہ بہی نہ ہمپہین جو زبرجد ملجاے

کیون کیا بندرہ قاف کو دیوانون پر
توڑ ڈالون مین سکندر کی اگر سد ملجاے

قامت یار ہی کچھ دور نہین بالا ہو
نخل طوبے سے جو وہ سرو سہی قد ملجاے

بعد مرنے کے بھی رہتا ہے محبت مین اثر
کیا عجب عاشق و معشوق کا مرقد ملجاے

یارب آکر وہ مسیحا کہے لے بوسہ لب
آج حیوان مجھے بی کو شمش و بی کد ملجاے

حسن صورت کو مٹایا تری کج خلقی نے
قدر کھو دیتا ہے نیکون مین اگر بد ملجاے

شوق یا جذب دریار دکھا دے مجکو
یا خدا کوئی تو خضر رہ مقصد ملجاے

خال پر صدقے کرون پاؤن تجھیل تن
زلف پر وارون اگر شام کی آمد ملجاے

کشش عشق خط یار کا اللہ رے اثر
سنگریزون مین جڑے ہونڈون تو زبرجد ملجاے

رتبہ اہل فنا دیکھے تو منعم یہ کہے
تکیہ تکیے ہین کرون خاک ہین مسند ملجاے

پونچھین گر پڑکے کبھی چار کا احسان لین
عدم آباد سے ہستی کی جو سرحد ملجاے

بوسہ ملجاے اگر مصحف رخ کا ای عور
ہون مسلمان مجھے دولت سرمد ملجاے

آپ ہنس دین جو کسی روز مرے رونے پر
قطرہ اشک ہین کیا گوہر مقصد ملجاے

خط نہ لکھنے کا تکدر ہے صفائی ہو جاے
آپ سے آکے اگر وہ بت امرد ملجاے

ہو گئی جان ہوا منتظری مین اپنی
خاک مین فصل بہاری تری آمد ملجاے

۱۸۴ | فکر عاشق کو یہی ہے دم تحریر غزل
لفظ مانوس نیا کوئی زبان زد ملجاے | ۱۶

دل پر نہ اوس سیج کے تاثیر کر گئی
پونہچی فلک پر آہ مگر بے اثر گئی

دنیا نے چند روز کسی سے وفا نہ کی
مثل شب وصال ادہر آئی ادہر گئی

ہین جانور جو ہنستے ہین وحشی پر آپکے
کیا اے غزال چشم رقیبون کو چر گئی

گھر سے نکال دوگی تو کیا ہاتھ آئے گا
ہم کچھ نہین تمہاری مروت کدھر گئی

آنکھون سے مثل نور نظر وہ نکل گیا
دوڑا جنون مین مین بھی جہانتک نظر گئی

انسان کی کمال سے بڑھتی ہے آبرو
دولت کا غرّہ کیا اودھر آئی اودھر گئی

داغ فراق اہل وطن دل مین رہگیا
پہونچے نہ زندگی مین ہماری خبر گئی

طفلی گئی شباب گیا پیر ہوگئے
یہ دن بھی کاٹ دینگے جب اتنی گذر گئی

عریان تنی مین پردہ کیا موج اشک نے
چادر بنی وہ سیل جو بالائے سر گئی

پیری مین یاد آتی ہین اگلی جہالتین
وہ ولولے کہان ہین وہ ہمت کدھر گئی

دولت نے انقلاب ہزارون دکھادیے
پوچھا نہ مین نے بھی کہ کدھر آئی کدھر گئی

وعدہ ہوا تھا اوس سے شب ماہتاب کا
نکلے غبار آئین صفائی ٹھہر گئی

آنسو گھٹے تو بڑھ گئے آثار عشق کے
کیونکر نہ لب ہون خشک کہ ندی اتر گئی

کیا کیا بلا کشان محبت نے جھیل لی
ہمت نے کی مدد تو مصیبت گذر گئی

خم ہوکے پونہچا ہاتھ جو قبضے پر آپ کا
نظرون سے ماہ نو کی کلائی اوتر گئی

۱۸۵ عاشق گناہ ہمسے بجز عشق کیا ہوا
دشمن وہ کیون ہوے وہ محبت کدھر گئی ۱۸

اوس کمر کا خیال آتا ہے
شیشۂ دل مین بال آتا ہے

چاند بنتا ہے آنکھ کا تارا
خال کا جب خیال آتا ہے

ساقیا ہو لیو نہ رندون کو
موسم برشکال آتا ہے

ترک کرتے ہین دوگو گنتی مین
لب پر اپنے سوال آتا ہے

نہین شبنم گلون کو رخ سے ترے — عرق انفعال آتا ہے
ہے خیال آپ کے جو گانے کا — کان بجتے ہین حال آتا ہے
نقص ذاتی پر اپنے ہے یہ دلیل — طفل کو کب کمال آتا ہے
ماہ کچھ خود بخود نہین چمکا — کسب سے سب کمال آتا ہے
زاہد پیر کا خدا حافظ — وہ بت خرد سال آتا ہے
پھر گرفتار زلف ہوتا ہون — ملک پر دل کے کال آتا ہے
موڑیے منہ نہ بوسۂ لب سے — سامنے منہ کے گال آتا ہے
ہو نہ مغرور ماہ کو دیکھو — حد سے بڑھ کر زوال آتا ہے
عمر غفلت مین کیون گذرتی ہے — موت کا کچھ خیال آتا ہے
دن گذرتے ہین ماہ آتے ہین — ماہ جاتے ہین سال آتا ہے
وصل کی شب بھی رنج کیون نہ ہو — روز بد کا خیال آتا ہے
جب وہ گاتے ہین بام پر اپنے — پیر گردون کو حال آتا ہے
بندگان خدا بھی کانپتے ہین — جب بتون کو جلال آتا ہے

۲۰

دشمنون مین جو پھنس گئے عاشق
دوستون کا خیال آتا ہے

یہ کون ساقی عالی مقام رہتا ہے — مدام دور مین گردون کا جام رہتا ہے
خیال چشم کا دل مین مدام رہتا ہے — نیا یہ سحر ہے شیشے مین جام رہتا ہے
خموش رہتا ہون فکر دہان جانان مین — مری زبان کو تالو سے کام رہتا ہے

کسیکی پستی و رفعت کو اعتبار نہین
نہ کرسی رہتی ہے گھر کی نہ بام رہتا ہی

وصال یار مین توبہ شراب سے توبہ
کسے خیال حلال و حرام رہتا ہی

لیا ہی ہاتہ مین دل میکشونکا کیا ساقی
جو شیشہ ہاتہ مین تیرے مدام رہتا ہی

ہلال دیکہ کے کہتی ہین اپنے ابرو کو
یہان چہری ہے فلک پر نیام رہتا ہی

ہمیشہ کہاتا ہی مصحف کی وہ صنم قسمین
زبان پر اوسکی خدا کا کلام رہتا ہی

جو شوق دید ہی اوسکو تو اوسکو حیرت ہی
فلک کو چرخ زمین کو قیام رہتا ہی

حلال مرغ سحر کو کرین تو چین پڑے
کہ عیش وصل کی شب کا حرام رہتا ہی

جو دیکہتا ہون وہ ابرو تو عید ہوتی ہی
یہ وہ ہلال ہے جو نا تمام رہتا ہی

نگاہ کے تیر و کمان ابتو آؤ مقتل مین
ہجوم پیر و جوان صبح و شام رہتا ہی

گمان چاند کا ہوتا ہے ماہتابی پر
کبھی جو شب کو وہ بالائے بام رہتا ہی

نہ بھولو چال جوانی کو کچہ ثبات نہین
بہار حسن نہ لطف خرام رہتا ہی

جو میری مہر ہو خط پر تو وہ جلاتی ہین
زبان شمع پر اب میرا نام رہتا ہی

پہرے جو آنکہ تو پہیرا ابھی پہر کر ہی نہ فقیر
تمہارے لطف کا بندہ غلام رہتا ہی

بلند مرتبہ دونون ہین سکہ زر پر
کسیکا نام کسیکا کلام رہتا ہی

خفا ہو تم تو خریدار دل کی لاکہون ہین
کسیکا بند زمانے مین کام رہتا ہی

وہ رند ہون کبھی صورت نہ دیکہی قاری کی
خیال مصحف رخ لا کلام رہتا ہی

۱۸۷	وصال یار سے عاشق زمین ہی تشنہ خون فلک ہمیشہ پیے انتقام رہتا ہے	۱۵

عشق مہر و جبہین ہو وہ سینہ روشن چاہیے
داغ دل کوئی چراغ خانۂ تن چاہیے

سخت جان زہر غم فرقت سے بھی مرتی نہین
تشنۂ وصل صنم ہین آب آہن چاہیے

موج سیل اشک بھی طوفان سے کچھ کم نہین
منہ پر اپنے رکھنے کو دریا کا دامن چاہیے

عشق کا کل مین عزیز اسلام کو رکھتی نہین
تجھ سے اب رشتہ زنار برہمن چاہیے

سرکشی رہتی نہین ساقی کے رعب حسن سے
خود بخود جھک جائے شیشون کی گردن چاہیے

مزرع جان حزین مین اک رمق باقی نہین
برق دیدار صنم گرنے کو خرمن چاہیے

عالم وحشت مصور کھینچیے یون تصویر مین
میری نقشے مین گریبان زیر دامن چاہیے

آئینے مین دیکھکر کہتے ہین مار زلف کو
کان مین موتی کو بدلے سانپ کا سن چاہیے

پاؤن کی پڑنے سے بھی وہ ساق دکھلاتی نہین
کیا جلین تجلوا گر ای شمع روشن چاہیے

ہے تلون بھی نزاکت بھی مزاج یار مین
اوس گل تر کو قبائی رنگ گلشن چاہیے

گو مکان تنگ سجا ہے جھانکنے دیجے ہمین
چشم روزن پر ابھی پلکون کی چلمن چاہیے

روئے ہم ایسا کہ قصر تن سے ڈھیلی بھگی
ایسی آنکھون کو مثال چشم روزن چاہیے

شوق عشق پاک کہتے ہین خدا آگاہ ہے
بت کوئی مریم کی صورت پاک دامن چاہیے

فرقت قاتل مین آب اشک سے ڈوبی تو کیا
سر بکف ہین آب آہن تا بگردن چاہیے

۱۸۸ قبر کو کیا چاہیے عاشق فروغ طاہری
شمع کے بدلے چراغ داغ روشن چاہیے ۱۸

جہان رنجہ بڑی ہے واقف نہین ہوتی ترحم سے
نہ دیکھی اشک کی قطری ٹپکتے چشم انجم سے

ڑائی آنکہ مہر و یون سے تمنے ہمنے انجم سے
گلہ کیا جس طرح ہمسے ہو تم ویسے ہین ہم تم سے

اطاعت پر ندیکھا ایک دن چشم ترحم سے
نہ سمجھے ہمکو بندہ بھی خدا سمجھے تو تم سے

یہ کیفیت ہی سجدے کی ایکجا ہون رند و زاہد کی
بنائے پای مسجد ہوا اگر خشت سر خم سے

ید بیضا کی دست آویز ہی یہ چور مہندی کا
کلیم آسا پکار و طور پر حسن تکلم سے

عروج بحر اشک ایسا ہوا ہفتے کے روز ہین
محشے چرخ مینا وی ہوا ہی ہفت قلزم سے

ہلال عید قربان خنجر ابرو کا پرتو ہے
نسیم صبح نوروزی بنی موج تبسم سے

کبھی پردی مین غیرون سے جدا ہوتی تو ہم آتی
الگ ہوتی نہین پتلی کی صورت چشم مردم سے

وہان رونق جبین کی اور بڑہتی ہی مٹاتی ہے
بنی افشان لگی جو خاک ماتھے پر تیمم سے

مگر موقوف تہا ہمپر عوض آدم کی گندم کا
ہمیشہ آسیائی چرخ مین پستی ہین گندم سے

یہان بنت العنب ڈرتی ہوئی ستونمین آتی ہی
چہپی ہی جام مین شیشے کی شیشی مین چہپی خم سے

محیط اشک سے اعضا بدن کے سب پشیان ہین
کہلے جاتی ہین ساری جوڑ کشتی کی تلاطم سے

نہ میخانے سے اوٹھون گا نہ کمخوابون مین بیٹھونگا
فلاطون کی طرح الفت ہوئی ساقی مجھے خم سے

تمہارا سنکے گانا معتقد ہون قول نہدو کا
کہ پہلے روح تن مین آئی تہی شوق ترنم سے

مکان اونچا ہی کیسا مسیحائی کا دعوا ہے
لب بام آپکا باتین کرے چرخ چہارم سے

عبادت خاک تو اے زاہد بغرور کرتا ہے
کنایہ خاکساری کا سمجھ حکم تیمم سے

وضو کے بدلے جو وہ پاک امن کو ہاتھ دھوئیگا
ابہی تو پنجۂ مریم ہوگے خاک تیمم سے

۱۸۹ | رہی صحت نہ عاشق چار دن خاک ایسی جینے پر
نماز پنجگانہ جب پڑہی مین نے تیمم سے | ۱۳

خار کہائینگی زمین اور ندامت ہوگی
جسم کاہیدہ سے کیا گور کی دعوت ہوگی

ہجر مین کونسی آرام کی صورت ہوگی
آئیگی موت نہ صبح شب فرقت ہوگی

کبھی گلشن مین جو اوس شوخ سے لڑجائیگی آنکھ
چشم نرگس مین عوض شرم کی وحشت ہوگی

جو تری پان کی لالی مین ہی شوخی ای بت
شفق شام بدخشان مین یہ رنگت ہوگی

گھر سے باہر نہ قدم رکھوگے کب تک ای شوخ
ہم سمجھتے ہین کہ برحق ہی قیامت ہوگی

بے اثر بلبل گلزار کی فریاد نہین
رگ گل مین بھی تپ غم کی حرارت ہوگی

شعلۂ طور سے کم چور نہین مہندی کا
ید بیضا کو ترے ہاتھ سے بیعت ہوگی

اپنی تصویر کو بھی ہمسے چھپایا اوسنے
جو یہ نقشا ہے تو کیا وصل کی صورت ہوگی

نظر آتی نہین کب تک یہ رہیگا اندھیر
حشر کے روز تو صبح شب فرقت ہوگی

زاہدا دیکھ تو رکھ اوسکے رخ رنگین کو
گل جنت مین یہ صورت نہ یہ رنگت ہوگی

بغض للہ عبث ہمسے ہی زاہد تجھکو
ہوگا دوزخ تری قبضے مین نہ جنت ہوگی

سامنا آج نکر اسے مہ کامل اوسکا
چار دن بعد تری اور ہی صورت ہوگی

۱۹۰ | بزم مین بیٹھکے عاشق کو نہ گھورو اتنا
چشم ہی نرگس بیمار نقاہت ہوگی | ۲۱

کعبہ بھی مکان ہی دل ہو من بھی مکان ہی
ڈھونڈھین اوسے کس جا نہ وہان ہی نہ یہان ہی

لب تک جو سخن آیا تو ہونٹون سے عیان ہی
غنچے مین لطافت تو ہی یہ بات کہان ہی

وحشت یہ شب وصل کے بوسون سے مٹی گی
یا قوت لب یار علاج خفقان ہی

ابرو نے ترے سیکڑون گھر کردیے ویران
جو خانہ نہین کرتی کبھی یہ وہ کمان ہی

حافظ ہوا بوسون سے تری مصحف رخ کا
کیا ڈر ہے کہ قرآن مجھی نوک زبان ہی

میخانے مین جس شیشے کے منہ پر ہو گل سرخ
سمجھا کہ یہی پھول کہ شیشے کا نشان ہی

آئینے مین رخ دیکھ کے کہتے ہین شب وصل
بوسے کا یہ ہے عکس کہ بوسے کا نشان ہی

مضمون زبانی کے ہین شفاف ہے تقریر
طالع جو سکندر ہین تو آئینہ بیان ہی

ابرو کے قرین خال جو دیکھا تو گئی جان
کیا قاصد پیغام اجل زاغ کمان ہی

غیرون سے اشارے نکروچپ نرہونگا
آنکھون مین ہی بینائی مری منہ مین زبان ہی

قاتل نے مجھے دفن کیا اپنی گلی مین
مین وہ ہون گنہگار کہ جنت مین مکان ہی

بولا نہ گیا سامنے اوس غنچہ دہن کے
حیران ہون کس کام کی یہ منہ مین زبان ہی

وحشت مجھے دم لینے کی فرصت نہین دیتی
رکھتا ہون جہان پانون وہان یگ ران ہی

گم عشق حقیقی مین ہوا عشق مجازی
تسبیح ہی تہلیل ہی جو آہ و فغان ہی

اس مرتبہ ہون زار کہ بہلا کی بغل مین
کہتے ہین رقیبون سے کہ ڈہونڈو تو کہان ہی

لینے کو جو خاک آئے تو ناراض زمین تھی
اے روح نرہ جسم مین غصبی یہ مکان ہی

آہون نے بل ابروی صنم کا نہ نکالا
سینے سے نہ سیدہی ہوئی رہ سخت کمان ہی

مردون سے بھی زندون مین ہو اپاتی ہین غفلت
جس خواب مین آواز ہی وہ خواب گران ہی

گھبراتے ہو کیون دیتے ہو بوسہ کا کل
سودا جو مجھے ہی تو تمہین بھی خفقان ہی

یکسان ہی برات اور جنازے کا تجمل
جو شادی کا گھر ہی وہی عبرت کا مکان ہی

۱۹۱ | گو چاند کبھی خاک مین چھپتے نہ سنا تھا
عاشق دل روشن تن خاکی مین نہان ہے | ۲۲

داغ دل دینگے دکھائی دیکھیے
میرے سینے کی صفائی دیکھیے

پیٹ یا رخ یا کلائی دیکھیے
یار کس کسکی صفائی دیکھیے

دیکھنے سننے کو ہین یہ چشم و گوش
سینے نالے جبہ سائی دیکھیے

میرے کہنے پر تو وہ چلتے نہین
کس طرح پاے حنائی دیکھیے

یار کی انگیا کی چڑیا تک گیا
طائر دل کی رسائی دیکھیے

بٹھ کے جب غیرون نے پھونکا کان مین
یہ لگائی یہ بجھائی دیکھیے

وصل کی شب ہو گیا اپنا وصال
موت کیا بیوقت آئی دیکھیے

گر پڑے سجدے مین تجکو دیکھکر
زاہدون نے منہ کی کھائی دیکھیے

جام مے قاضی نے بھر بھر کر دیے
کام آئی منہ بھرائی دیکھیے

نبض دیکھی تم نے ہم اچھے ہوے
ہاتھ رکھے سے کل آئی دیکھیے

جب کہا مین نے دہن دکھلا بتے
غیب سے آواز آئی دیکھیے

آہ سے آنسو بنے ہین پہلے بڑی
آگ پانی مین لگائی دیکھیے

کیا جلے ہو دل مین میری آہ سے
آپ تک بھی آنچ آئی دیکھیے

خاک ہو کر ہو گئے پامال ہم
پھر گئی ساری خدائی دیکھیے

بوسۂ در دحنا مانگا نہین
آنکھ کیون تمنے چرائی دیکھیے

ٹکٹکی باندھے ہے سے در دچشم ہے
تم نہ آئے آنکھ آئی دیکھیے

پاؤن مین زنجیر نے گھر کر دیا
کیا کڑی ہمنے اوٹھائی دیکھیے

بندگی مجھسے سوا کرتا ہے کون
ڈھونڈیے ساری خدائی دیکھیے

ماہ نو کا ذکر جب محفل مین ہو
کہتے ہین میری کلائی دیکھیے

چشم ظاہر مین غبار آلود ہے	دیدۂ دل کی صفائی دیکھیے
جاگنے کے وصل مین وعدہ تھا کیا	شام ہی سے نیند آئی دیکھیے

۱۹۲	ہون تو ارد لاکہ عاشق شعر مین آپ بندش کی صفائی دیکھیے	۱۹

بات جو منہ سے نکل جاے وہی بات رہے	ترک ہوا اسمین محبت کہ ملاقات رہے
دم نکل جاے شب ہجر تو کیا بات رہے	ایک دونون مین رہی مین رہون یا رات رہے
نکلی پاؤن یہ پھیلاے شب فرقت نے	کس قدر رہا تہ مرے صرف مناجات رہے
وصل ہی ہجر کے دن رات بدلجائین کہین	دن رہے دنکو وہی شب کو وہی رات رہے
نہ رہے آٹھ پہر کی نہین صحبت منظور	آپ سے ہمسے کبھی کی تو ملاقات رہے
ٹیڑھے کیا ہوتے ہو کعبہ ہو تو سجدہ نکرین	ہمسے یہ طور نہ اے قبلۂ حاجات رہے
غیر کو دید رخ و زلف بھی ممکن نہوئی	میرے گھر آکے کئی دن وہ کئی رات رہے
سوزش داغ و دم سرد و سرشک حسرت	کبھی گرمی کبھی جاڑا کبھی برسات رہے
کسقدر روز و شب ہجر سے تنگ آیا ہون	نہ تو یہ دن رہے دنیا مین نہ یہ رات رہے
جان گو جاے مگر گر کے نہ ملیے اونسے	منتون مین ہو وہ تقریر کہ کچھ بات رہے
زاہد و پیر مغان کے رہے جھگڑے باقی	مسجدین وہ نہ رہین وہ نہ خرابات رہے
چشم جادو نے تری شعبدہ بازی کیسی	وہ دکھایا کہ جہان اہل کرامات رہے
منتین سنکے یہ فرماتے ہین وہ غصے سے	عذر تقصیر مین بھی خوف مکافات رہے
شکوۂ جور و ستم آئے زبان پر نہ کبھی	عمر بھر اونسے اگر ہمسے ملاقات رہے

نہ بڑھاؤ تو گھٹاؤ بھی نہ غیرون سے ہمین
نہین منظور ترقی تو مساوات رہے

دل کی شکوے کرین یا چرخ کی یا قسمت کے
کسقدر دہر مین ہم مورد آفات رہے

اب اثر ہے تو فقط چشم و لب و لبر مین
نے تو شاعر ہین نہ وہ اہل کرامات رہے

بوسہ مانگا تو بہت بڑا ادبی کی ہمنے
آپ کو یاد مگر رسم عنایات رہے

۱۹۳ | چشم پوشی جو کرین غیر نہین غم عاشق | ۱۵
میرا اللہ مگر قاضی حاجات رہے

کربلا مین یہی کہتا ہے جو سرداب مین ہے
گرم کہانی مین نہ یہ لطف نہ سرداب مین ہے

اس سے پوچھین کہ یہ کیا عالم اسباب مین ہے
جو نہین ہے وہ ہی بیدار جو ہے خواب مین ہے

بیکسی پر جو مری رحم فلک نے کھایا
شام سے مردہ مرا چادر مہتاب مین ہے

چشم دلبر کے تصور مین نہین آتی نیند
کاوش نشتر مژگان جو رگ خواب مین ہے

پوری دو تین بھی آنسو نہین ٹپکے اب تک
شور طوفان بلا خیز کا پنجاب مین ہے

نہ ہنسیگا نہ کوئی روئیگا مجھ پر اے مرگ
دشمنون مین کوئی باقی ہے نہ احباب مین ہے

بند ہو جاتی ہین انتون کی چمک سے آنکھین
چہرہ یار نہان برق کی جلباب مین ہے

یا خدا اپنی گذرتی ہے جو بیتابی مین
بندہ سیماب مین یا ماہی بے آب مین ہے

یار نے خط بھی جو لکھا تو عجب شوخی سے
کونسا عیب نہین جو مرے القاب مین ہے

بام تیرا ہے برابر فلک اول کے
ماہتابی مین صفا وہ ہے جو مہتاب مین ہے

کربلا مین جو مری سوتا ہے کس راحت سے
دست و پا حورین دباتی ہین جو سرداب مین ہے

چشم جلاد مین اوترا ہے غضب سے یہ لہو
جو ملک ہے وہ چھری پنجہ قصاب مین ہے

سیکڑون رنگ مری باغ جہان مین بدلی
جو حکایت ہو گلستان کی مری باب مین ہی
مر گئے الفت مژگان مین نہ پوچھا اونسی
قتل بیدار ہوی ہم وہ ابھی خواب مین ہی

۱۹۴ قدردانون کو سناتا ہون غزل مین عاشق
شعرخوانی کا مزا مجمع احباب مین ہے ۱۹

کاہیدہ ہون دعا مین نہو گا اثر کبھی
جو پیڑ خشک ہو نہین لاتا ثمر کبھی
فرقت مین غیر مہر نہ نکلا قمر کبھی
تو کے سوا چلی نہ نسیم سحر کبھی
صبح شب وصال کہین صبح حشر ہو
اللہ پھر دکھائے نہ ایسی سحر کبھی
تیغ نگاہ و تیر مژہ کی یہ مشق ہے
ٹکڑے کیا کلیجے کو چیدہ جگر کبھی
دیکھو جو آنکہ اوٹھا کے کئی بار ماہ کو
بنجائے یہ ہلال کبھی پھر قمر کبھی
غربت مین داغ اہل وطن دل مین رہگئی
آیا کوئی ادھر سے نہ پونچی خبر کبھی
زیر فلک مقام کرین کیا سمجھ کے ہم
رستی مین رہ نورد بناتے ہین گھر کبھی
کس طرح ہو بتون کی خدائی کا اعتقاد
دیکھی نہ ہمنے صورت پیغامبر کبھی
اوتر و جو تم نہ بام سے سرکے نہ چاندنی
دیکھو جو آنکہ اوٹھا کے نہ بیٹھی قمر کبھی
آزردگی سہی روز کی دل ٹوٹ جائیگا
غصے بھی آپ ہون تو کسی بات پر کبھی
بوسے بہت ندیجے تو آزاد کیجیے
تھوڑے وظیفہ پر تو نہو گی بسر کبھی
کچھ خیر ہے بگڑتے ہو کیون بات بات پر
آگے نتھا تمہاری طبیعت مین شر کبھی
ستون ذی حکم شہر کے قاضی کا کب سنا
کمینہ کے دختر رز کو بلایا نہ گھر کبھی
بہکا رقیب لاکہ مری چال پر چلے
سیکھے سو آدمی سنوا جانور کبھی

لازم ہو چشم خوب کو بیمار ہی نگاہ لطف
ظاہر کو دیکھتے نہین اہل نظر کبھی

کہتا ہون جب علاج کرو اس مریض کا
کہتے ہین وہ کیا نہین یہ در دسر کبھی

شہر عدم بھی کوچۂ دلدار کا ہے نام
آیا جواب خط نہ پھرا نامہ بر کبھی

اپنے کمال کا بہت اظہار نقص ہے
آئینہ خانہ تھا نہ سکندر کا گھر کبھی

۱۹۵ عاشق جو دوستون کی طبیعت مین ہو فنا ۲۱
دنیا مین ایک دن بھی نہو گی بسر کبھی

ہماری رزق کی ہو فرد قسمت مین رقم خالی
ہمیشہ صفر کی مانند رہتے ہین شکم خالی

نبی ہو سرکشی کسکی بلند و پست عالم مین
نظر نیچی کرو پڑ جائیگا دیکھو قدم خالی

نہ اب وہ زلف مین بو ہی نہ وہ آنکھون مین وحشت ہے
ختن ہو مشک سے خالی غزالون سے حرم خالی

کسیکو وصف اس دور مین کب یاد کرتا ہون
نہین لیتا کبھی بے جام کے مین نام جم خالی

محبت نقش جس دل پر نہین وہ قلب کہتے ہا
کبھی رائج نہین دنیا مین سکہ سے درم خالی

جلانی مین ہمارے ایکدن آنچ آئیگی تجھ تک
نہین جاتی فلک آہ دل پر درد و غم خالی

مرا سر کاٹ کر لیجاؤ گی کیا دست نازک مین
تمہارے پانون بھر جائینگے چلکر دو قدم خالی

نہو جس گھر مین صاحب خانہ پہرا اوس گھر سے کیا مطلب
ہمارا سر پھرا ہو جو کرین طوف حرم خالی

دہن کی پاس خط دیکھا جو اوسکی بھول سے رخ پر
ہوا ثابت کہ کانٹون سے نہین راہ عدم خالی

فرشتے تک ہوے بیدم ترا گانا ہی یا سم ہے
بہت قالب ہے روحون سے اے زہرہ نغم خالی

کسی گھر سے ملی مانگی نہ اوسکو بھیک دنیا مین
پھرے سائل تری در سے جو اے باب کرم خالی

فلک سے وصل کی شب کا عوض لینگے جو جنتی مین
سوا دن پر فقط غصہ نہین کرنیکے ہم خالی

تمہارے لعل لب وہ ہین کہ مردون کو جلاتے ہین
مسیحا بھی ہین یہ کیونکر کہون انکو رقم خالی

کسی گھر مین نہ کیفیت اوسی مجہ رند مشرب کو
خدا اسی دیر خالی تہا تبون ہی تہا حرم خالی

گئی فصل بہار اے محتسب لکہنا نہ مستون مین
تسلی کو لیے رہتی ہے پہلو مین قلم خالی

نشان اونکو فقط باقی ہین جنکو ظرف عالی تہی
ہوئی عبرت جو دیکہا طاق کسری جام جم خالی

مجہے بیت الحزن سے کم نہین کچہ کعبہ اے زاہد
بہرا آتا ہے کیا دل دیکہکر جاؤ صنم خالی

خزانون سے صدا اے ممسکو آتی ہے یہ ہر دم
سخی کی بات اکر ایکدن ہو جائین ہم خالی

لگاتی ہین وہ بڑہکر ہاتہ ہم پیچہے نہین ہٹتے
کبہی تلوار کو دیتے نہین ثابت قدم خالی

محرم مین سیہ کرتی ہے اتنا پیٹ ظاہر ہی
کہن مین آکر رہجاتا ہے جیسے چاند کم خالی

۱۹۶	خوشی کا بھی مہینا کٹ گیا ماتم مین اے عاشق ندیدم روے جانان رفت ماہ عید ہم خالی	۲۰

لڑائی وصل مین ہوتے پراے پری ہو جاے
ہماری آپ سے کے یہ جنگ زرگری ہو جاے

تسلی اس دل بیتاب کو ذری ہو جاے
شب فراق بلا سے یہی پری ہو جاے

نہین پر اشک گرین عرش تک تری ہو جاے
ہماری رونے سے کشت فلک سہری ہو جاے

جلائے مردون کو ملجا ہے جسکو بوسۂ لب
شناے چشم کرے جو وہ سامری ہو جاے

وہ بادہ خوار ہون الفت ہے مجہسے صہبا کو
خود اوڑکے آئی اگر دخت رز پری ہو جاے

جو مار زلف ہے ہمسر عصاے موسیٰ کا
عجب ہے چشم فسون گر نہ سامری ہو جاے

جو درد دل کی حکایت کرون گلستان مین
ہر اک نہال مین شکل صنوبری ہو جاے

حجاب یہ ہے جو اونکی کو بھی ہوا لگ جاے
اوس آفتاب کی پنجہ مین تہر تہری ہو جاے

دغا نہ کہاؤن کسی شکل زال دنیا کی
نہ دیکھون آنکھ اوٹھا کر اگر پری ہو جاے

بغل مین غیر ہے بڑھ کر نہ گفتگو کرنا
کہین نہ آپ کے میری برابری ہو جاے

وہ لب ہو جس سے مسیحا بھی معجزہ سیکھے
وہ خط ہو جس سے خضر کی بھی رہبری ہو جاے

کرون نہ پیروی دیو نفس سرکش مین
نہ منہ لگاؤن جو بنت العنب پری ہو جاے

لگا کی تیر نگہ سرکشی نکر ظالم
جو تیر آہ نہ روکون تو ہمسری ہو جاے

نہ توڑیگا بت پندار زاہد مغرور
کہ خاکساری مین شیخی نہ کر کری ہو جاے

دماغ عرش سے اونچا ہے فقر مین زاہد
نر کہی پاؤن زمین پر جو سروری ہو جاے

نگاہ لطف سے دریاے غم مین بچنا ہو
جو پتلی آنکھ کی سد سکندری ہو جاے

جو حکم قتل سنا دی تو میری مذہب مین
رسول پر ترے ختم پیمبری ہو جاے

پہن کے نور کی پوشاک گر میان کیجے
ذلیل حور ہو پیاری خجل پری ہو جاے

جنون مین جامۂ عریان تنی پسند آیا
یہ رخت وہ ہے جو پوشاک آخری ہو جاے

۱۹۷ جو بھیک مانگے سے عاشق کو ایک بوسہ ملے
تمہارے در کی فقیری تو نگری ہو جاے ۱۷

دیکھ لین آنکھون سے مار زلف لہراتی ہوے
دیر کیا لگتی ہے دیوانون کو لہر آتی ہوے

اب سیہ بختون کی سر پر سے بلا ٹلتی نہین
زلف کی صورت چلی آتے ہین بل کھاتی ہوے

جس طرح صبح شب وصلت سے گھبرایا وہ گل
رات بھر مین پھول یون دیکھی نہ کمہلاتے ہوے

کیا نظر قاتل کی چشم سرمہ گین سے لڑ سکے
سیکڑون آنکھون کا دیکھا نیل ڈھل جاتی ہوے

موت سے بدتر سمجھتا ہون مین جھوٹی بات کو
زہر کھا لون خوف آتا ہے قسم کھاتے ہوے ۱۸

تجھسے لڑجائی تو وہ تیزی نظر پیدا کری — کاٹ دی تیر قضا کو دیکھکر آتے ہوے
ناوُدان قصر تن کیونکر نہ آنکھون کو کھون — دیکھا سیل اشک مین ڈھیلون کو بجاتی ہوے
جنکو استقلال ہی پاتی ہین روز غیب سے — پھرتی ہین بے صبر در در ٹھوکرین کھاتی ہوے
کرکری کیونکر نہو تلوار اونکی کر گئی — ڈھیان دیکھین ہی لوہیکو کہا جاتی ہوے
راہ مین درگاہ کی بیٹھونگا مین ہوکر فقیر — دیکھ لونگا آپ کو آتے ہوے جاتے ہوے
رنگ و بوی جسم سی ہار ونکی رونق بڑہ گئی — تیری بستر پر ندیکھے پھول کمہلاتی ہوے
اوسنے جب مسی لگائی آس میری بڑہ گئی — تیرہ بختون کا بہی دیکھا رنگ جھجاتی ہوے
خون کیون لیتے ہین سر پر آہ کی خصمت ہو دین — ایک دم مین دیکھ لین سب دم نکلجاتی ہوے
اسقدر ہون گرم رو مین وحشی آتش قدم — دامن صحرا کو بہی دیکھا بھڑک جاتی ہوے
بیچ اسکی میان پر اور دونی پڑ گئے — دونون گیسو تا کمر نیچے جو بل کہاتی ہوے
سخت جانون کی اگر یہ سر چڑہیگی اے صنم — تیغ کے منہ کو دکھا دینگے بگڑ جاتی ہوے

۱۹۸ — انتہا کے جاہلا ای عاشق گئے روز شباب — ۱۹
دیر لگتی ہے شب وصلت کو بہی جاتی ہوے

جانتا ہون بیچ جیسا الفت گیسو مین ہی — بل یہ ہی دشمن بلا کا دل مرے پہلو مین ہی
ضعف سی اور ذی لگا ہون پر نظر آتا نہین — قوت پرواز عنقا آج کل بازو مین ہی
کاوش خار ثمرہ کی اب توجہ چاہیے — دل کہان ہی جاہی دل اک آبلہ پہلو مین ہی
نعمت دنیا ملی جب سر جھکایا فکر مین — طور کشکول گدا کا کاسۂ زانو مین ہی
دم نکلتا ہی نہو سکتا ہے ترک عشق یار — جان پر ہی اختیار اپنا نہ دل قابو مین ہی

ترک الفت کی قسم کھانیکا کچھ باعث نہین
آزماتا ہون کہانتک دل مرا قابو مین ہی

جب جھکا سر شرم سی لطف عروسی مل گیا
آرسی مصحف تمہارا چہرہ و زانو مین ہی

ربع مسکون کی ڈبو ڈی کومین کافی چار اشک
اک سمندر موج زن اپنی ہر اک آنسو مین ہی

کب بیان وہ ہو سکی جو دل اوٹھاتا ہی مزے
آپکی الطاف کی تعریف کس پہلو مین ہی

کینچ کر خنجر پکارا کسلیے مجہ زار کو
دل مین کیا سوچی تمہارا ناتوان پہلو مین ہی

صورت نازک لطافت سی نظر آتی نہین
شکل پنہان رنگ مین ہی رنگ پنہان بو مین ہی

پیر کنعان کی طرح پیر فلک مسرور ہی
رنگ بوی جامہ یوسف تمہاری بو مین ہی

چشم وحشی پر غزال چین کا دہوکا ہو گیا
خال سی پایا پتانا فہ بہی اس آہو مین ہی

ہاتہ سی اپنی سر اپنا کاٹ دون اہی نازنین
کینچتے ہو تیغ کیون تحت کمان بازو مین ہی

دوست دشمن ایک جا ہین اتفاق وقت سے
دل بہی ہی پہلو مین اپنی یار بہی پہلو مین ہی

اس طرح چمکا شب مہتاب مین وہ سیم تن
سمجہا مین سکے کی مچہلی یار کی بازو مین ہی

مٹ گئی ساری نزاکت سامنے اس نازکی
آپکا چہلا نشانی کا مری بازو مین ہی

ناخنے کی گلبدن کا پایجامہ قہر تہا
نیل چٹکی کا صنم ابتک تری زانو مین ہی

۱۹۹ | ۲۱ | آنکہ لگ جاتی ہی سر کہا اگر عاشق کبہی +
خواب مخمل سے سوا ہر رونگٹا زانو مین ہے

چشم تر نے آبرو کہو دی ہی ساری ابر کی
لڑ گئی جب آنکہ فرقت مین ہماری ابر کی

سال مین برسات بہر ہی اشک باری ابر کی
آبرو کیونکر برابر ہو ہماری ابر کی

بوندیون کی طرح سر گرنے لگی عشاق کی
برق تیغ یار مین ہے آبداری ابر کی

جب کرو برسات مین تم خندہ دندان نما
آسمان سے دیکھ لو گوہر نثاری ابر کی

بل کی لیتی ہے گھٹا سے ہر گھڑی زلف سیاہ
سر چڑھا کر آپ نے عزت اوتاری ابر کی

ایک پل آنسو نہین تھمتے فراق یار مین
چشم گریان تو نے کیا یارب ہماری ابر کی

یار کی شمشیر ابری سے جھپک جاتی ہے آنکھ
خاصیت ہے برق کی صورت ہے ساری ابر کی

کیا کریگا سامنا باران اشک گرم سے
کانپنے لگتا ہے جب آتی ہے باری ابر کی

آشکارا رخ سے ہے رحمت کبھی گاہے غضب
دانت تو بجلی کے ہین کاکل تمہاری ابر کی

انقلاب اوسکی مشیت کو اگر منظور ہو
برق کی بارش دکھادی بیقراری ابر کی

ہے شب فرقت چمک بجلی کی دم لیتی نہین
میان سے اوگلی ہی پڑتی ہے کٹاری ابر کی

سیکشو برسات کا عالم رہے کیونکر مدام
باؤ کے گھوڑے پر آتی ہے سواری ابر کی

ابر آیا سیکدی مین گھس پڑے رندونکے غول
بادہ کش کس دھوم سے لائی سواری ابر کی

اسقدر برسات مین رویا کہ تم نے رو دیا
ایک سے حالت ہوئی میری تمہاری ابر کی

دیکھکر کالی گھٹا رونے پر اب وڈاہی دل
ای فلک کہلائیگی یہ اشکباری ابر کی

میری ماتم مین صدائے رعد کم آنے لگی
روتی روتے ہوگئی آواز بھاری ابر کی

ہجر ساقی مین جو چمکی برق بسمل ہوگئی
سیکشون پر پڑگئی تلوار کاری ابر کی

اب گھٹا پر آپکی کثرت ہے برسات مین
ای مہ خوبی بناؤ چاند ماری ابر کی

ای فلک بغض وحسد اوٹھ جاہی دنیا سے اگر
اژدہے تک کو میسر ہو سواری ابر کی

مار ڈالے گی ہمین ای سیکشو دور دور مین
انتظاری فصل گل کی انتظاری ابر کی

برق کو ہے بیقراری دیکھکر

۲۰۰	لاغری پر میری ای عاشق ہزاری ابر کی	۲۹

پیاسا ہوا تو مجکو ڈبویا سوال نے — دریا بہا دیے عرق انفعال نے
ابرو کو بھی سیاہ کیا عکس خال نے — کھیے مین اپنا رنگ جما یا بلال نے
کانسے مین مہر و ماہ کی دیتا ہی کون بھیک — بیقدر کر دیا ہے فلک کو سوال نے
تیغ زبان یار کی مین بن گیا سپر — غیرون کو جو کہا لگے مجھپر ڈھال نے
مجھ بے نشان کی قبر کا ملتا کسے پتا — گنبد بنا دیا مری گرد ملال نے
پونچھے چلے جو راہ محبت مین سر کی بھل — اولجھے لگے جو پانون سی کانٹا نکالنے
جی اوٹھے مُردے کہ کی چلے قم جو دو قدم — دکھلایا شور حشر تری بول چال نے
قبضہ نہ زندگی مین ہوا ملک صبر پر — برباد کر دیا ہے خیال محال نے
آنسو جو ابر چشم سے فرقت مین تھم گئے — برسا دیا ہے مینہ عرق انفعال نے
کھو دی ہے انتظار نے آنکھون کی روشنی — اندھیر کر دیا ہی تمہارے خیال نے
خُم سے بھری شراب جو شیشے مین زاہدو — حکم قضا سے پاک کیا انتقال نے
پرسش کے منتظر نہ رہی عشق زلف مین — جرمون کا اعتراف کیا بال بال نے
دیکھا مقابلے مین جو بیمار چشم کے — نرگس کی آئے باغ مین آنکھین نکالنے
چیرا صدف کے پیٹ کو موتی کی واسطے — جان عزیز کھوئی ہی ممسک کی مال نے
ہر دم غبار خاطر اہل دول بڑہا — مٹی کیا فقیر کا رتبہ سوال نے
چھوٹی کبھی نہ دشت نوردی مین راستی — جھکتا نہین مین پاون ہی کانٹا نکالنے
جب بوی زلف یار نے صحرا کا رخ کیا — نافے کو منہ سے چیر کی پھینکا غزال نے

بیجان کیا ہی خال نے مجہ تیرہ بخت کو
کاٹا ہی سر مرا حبشی کو تو ال نے

پونہچی گزند خنجر ابرو کی چشم کو
کعبے مین بہی امان نپائی غزال نے

صورت سے کام اصل کا نکلے محال ہی
کہولا کبہی نہ عقدۂ پروین ہلال نے

وارفتہ دیکہکر مجہے ابرو و خال کا
چشمک زحل نے کی تو اشاری ہلال نے

جاگے نہ بخت خفتہ مرے صبح روز ہجر
کروٹ ادہر نہ لی کبہی شام وصال نے

صحرا مین چشم یار جو آنکہون مین پہر گئی
پیسا وہان بہی گردش چشم غزال نے

ذرہ مناسبت نہین چہرے سے بدر کو
دہوکا تمہین دیا کسی صاحب کمال نے

دیکہا جو محتسب کو تو قابو مین دل نہین
مشکل ہمے پرستون کو شیشے سنبہالنے

تجسے لڑا کے آنکہ نہ جہپکی کہین پلک
آنکہین لڑائین شیر سے جاکر غزال نے

دیکہا خیال سوزن مژگان یار کو
آیا نہ میرے پاؤن سے کانٹا نکالنے

اوس روی آتشین کا جو بوسہ طلب کیا
چہالے زبان پر مری ڈالے سوال نے

۲۰۱ مضمون میرا غیر نے عاشق اگر لیا
کہایا شکار شیر کا جہوٹا شغال نے ۲۲

مزا ہوے پرستی کا گہٹا گہر آئینہ بر ہی
گنہگارون کی بہی سنلے یہ ترد امن بہت تر ہی

نہ موڑا منہ دم آخر ذرا قاتل کی خنجر سے
لڑایا جوہر ذاتی کو اپنے اوسکے جوہر ہی

پڑی افتاد پر افتاد تحریر مقدر ہی
جو خط باندہا تو کہل کر گرپڑا بال کبوتر ہی

پریشانون کا سر کاٹا ہی کیا قاتل نے خنجر سے
جدا قبضے کو پایا تیغ سے جوہر کو جوہر ہی

گری ہین خانۂ تن سیکڑون اسکی روانی مین
عجب کیا ہی اگر طوفان اوٹھے اب خنجر سے

مری آنکھین ہوئین روشن لیا قاصد سے جب خط کو
پئے تصدیق مین نے معجزہ مانگا پیمبر سے

گلوے خشک کا کٹنا بہت مشکل ہی قاتل
وہ پیاسا ہون کہ باہر کھینچ لونگا آب خنجر سے

کلیجا کب جلا اوس سنگ دل کا میری مرنے پر
جو دل مین چوٹ لگتی تو نکلتی آگ پتھر سے

نہ کاٹو سر بہری آتے ہین آنسو چشم جوہر مین
مثال اشک حسرت گر پڑیگی آب خنجر سے

حدیث نامۂ دلدار کو سمجھا ہون مین قدسی
پر جبریل کی نکلی ہوا بال کبوتر سے

ذرا صورت دکھاؤ فرقت قرگان مین تا ہون
بہت دل پک گیا ہی چھیڑ دو تم آکے نشتر سے

ستم ہے کھینچتی ہی بال ای مشاطہ کنگھی مین
تری باتھون کہین نکلی نہ بو زلف معنبر سے

ابھی باقی ہے تھوڑی وصل کی شب تو چٹھی دو
قیامت ہی جگاتی ہو مؤذن کو جو ٹھوکر سے

لباس ظاہری کو چاہیے کچھ جوہر ذاتی
تکلف کیا ہوی زر پوش اگر مرغ منور سے

دل آئینہ ہی پر خط مین دہن اوسکا نہین پاتا
چھپایا ہی خضر نے چشمۂ حیوان سکندر سے

ہمارے خانۂ تاریک سی خورشید ڈرتا ہے
چمک جاتی ہے اگر دھوپ دیوار کی باہر سے

تمہاری کان کی موتی سی خط کا اور عالم ہے
کیا سیراب اس سبزی کو شاید آب گوہر سے

تمہاری جھانکنی سے چشم نابینا مین نور آیا
چمک ہی دیدۂ روزن مین فرزون چشم اختر سی

دم تقریر ظاہر ہو گیا اعجاز اوس بت کا
ہلاتا ہے جو لعل لب صدا آتی ہی پتھر سے

جلاتی ہی سیہ خانہ مرا جب دھوپ آتی ہے
نہین کچھ آتشین شیشے کو نسبت روزن در سے

چراغ مہر بھی جلتا ہی داغ دل بھی جلتا ہی
ہماری قبر روشن ہو گئی اندر سے باہر سے

فدا کیونکر نہون مین لاکھ دل سی اوسپر ای عاشق
کیا لاکھون کا جسنے سامنا جاکر بہتر سے

۲۰۲ | ۱۷

ذکر ہماری آہ سے ایسی سمٹ گئی
ساری شب فراق گھڑی بھر مین کٹ گئی

دن رات کا سرور مبارک ہو آپ کو
ایسے بھی ہین کہ عمر مصیبت مین کٹ گئی

کشتا جو میرے دل کی ہوا اضطراب کا
بولے شب وصال مری نیند اوچٹ گئی

اتنا مزاج مین وہ لڑکپن کی بات ہے
نام خدا جوان ہوے پر نہ ہٹ گئی

کیا بوندیون نے باغ مین جوبن بڑھا دیا
پوشاک بھیگ کر جو بدن سے لپٹ گئی

محنت کسی کی یون نہ فلک رائیگان کرے
جتنی بڑھائی ہمنے ملاقات گھٹ گئی

دشت جنون مین تیز چلے ہم جو دو قدم
طاقت ذرا جو ساتھ تھی رستے سی کٹ گئی

کیا کوسنے کو ہاتھ اوٹھائے تھے یار نے
مین آپ مر گیا جو وہ کرتی سمٹ گئی

کس درجہ تیری گرد سواری عزیز ہے
دیکھا ہے ہمنے خاک کو آنکھون مین بٹ گئی

پتھر بنا دیوگا جو یہ الکسی رہی
کنگھی تھی یہ پہاڑ کہ چوٹی چمٹ گئی

خط کا جواب ہمکو نہ پونچا یہ مینہ پڑا
وصلی کی طرح چرخ سے بدلی چپٹ گئی

انکار وصل کرکے جلایا ہے آپ نے
شعلے کی تھی زبان کہ دم مین لپٹ گئی

مجھسا بھی تیرہ روز نہوگا جہان مین
سایئسے میرے دھوپ کئی کوس ہٹ گئی

مجھ ناتوان کی مردے کو بچتائے دیکھکر
پلٹی نگاہ یار تو میت گھسٹ گئی

پونہچا ضرر اسے ترے چہرے کی آب سے
زنجیر زلف زنگ مین آخر کو بہٹ گئی

بالون کو پیچ دے کے جلایا ہمارا دل
گیسو کے ساتھ ایک دھوین کی بھی لٹ گئی

۲۰۳	عاشق ہوے نہ قتل یہ افسوس رہ گیا قاتل جو پھر گیا مری قسمت اولٹ گئی	۲۰

جو گرم ہو کے کہو تم شراب اوڑ جائے
ابھی تو بنکے پری آفتاب اوڑ جائے

وہ روز اس سے لگاتی ہین آسمانی تیر
نشانہ سپر آفتاب اوڑ جائے

جفاکشون کو ہی ساماں عیش سے ایذا
ملے جو بستر مخمل تو خواب اوڑ جائے

اسی خیال سے نالی نہ آئے ہونٹون تک
کہین نہ قبر کے سوتو نکا خواب اوڑ جائے

شب وصال کو تا صبح جاگ کر کاٹین
ہمارا آپکا دونون کا خواب اوڑ جائے

تمہین جو دیکھ لین اصحاب کہف رویا مین
کبھی نہ آنکھ بھی جھپکے یہ خواب اوڑ جائے

یہ وحشیون سے ترقی ہی میری وحشت کو
کبھی جو خواب بھی دیکھون تو خواب اوڑ جائے

عجب نہین یہ زمانے کی بے ثباتی سے
سفید رنگ بھی اے ماہتاب اوڑ جائے

دہن وہ چشمۂ حیوان ہی منہ لگاتی ہی
تمہارے ہاتھ سے مرغ کباب اوڑ جائے

چھپو تو سوز جگر سے حجاب کو پھونکون
وہ کھینچون آہ کہ رخ سے نقاب اوڑ جائے

بھری جو مین نے گلابی بہت وہ دلمین کہے
لگایا ہاتھ کہ جام شراب اوڑ جائے

مقابلہ جو مرے بخت تیرہ سے ہو جاے
سواد کاکل پر پیچ و تاب اوڑ جائے

نہ سنہ سوال سے پھیرو تو اتنی بوسہ لون
کہ زاغ خال رخ لاجواب اوڑ جائے

دکھاؤن مین چمن داغ دل تو خجلت ہو
ابھی تو طائر رنگ حباب اوڑ جائے

ہمین دکھا کے جو غیرون کو جام دی ساقی
مری جو اس کی صورت شراب اوڑ جائے

غبار دل جو نکالون ہوا سے آہ کی ساتھ
صفاے آئینۂ آفتاب اوڑ جائے

نہ دیجیے دُرِ دندان کے بوسے غیرون کو
کہین نہ آپکی موتی سی آب اوڑ جائے

امید وصل مین برآے دل شکستون کی
ہمارے رنگ کی صورت نقاب اوڑ جائے

سیاہ ایسی ہو جا کر زحل ہو گردون پر		ہوا سی جو مری فرد حساب اوڑ جائے

۲۰۴	غبار عاشق صادق کو دو جگہ در پیہ کہین یہ خاک نہ اسے بوتراب اوڑ جائے	۲۱

سخت جانی سی مری طعن نہ کیونکر توڑے
جب گلا کاٹنے مین تہک کی وہ خنجر توڑے

کیسی اٹھکیلی سے چلتے ہین پہن کر توڑے
اونکی پاپوش سی دم عاشق مضطر توڑے

ایک ہفتے جو وفا وصل کا وعدہ نکیا
ای قمر سا تون فلک آپنی مجہ پر توڑے

مارا منہ پر مری قاصد کی بتون نے خط کو
یہ وہ پتہر ہے کہ دندان ہیمہ توڑے

صدمۂ سنگ حوادث سی نہین ڈرتا مین
ای جنون سیکڑون اس سر سے ہین پتہر توڑے

محتسب ایک ہی شیشے کو اگر پہنچی شکست
لاکہ میخوارون کی دل تو نی برابر توڑے

باغ عالم مین نہوگا کوئی ایسا ناکام
تارے توڑے جو کبھی مین نے مکل تر توڑے

بندگی خاک ہی جب غیر کو ایذا پہنچے
مین نے پتے نہ پئے سجدۂ دا ور توڑے

جیسے او عہد شکن دل کو ہمارے توڑا
اسطرح آس کسیکی نہ مقدر توڑے

پانؤن مین حلقۂ گیسوی رسا اوجہ سے
بن گئے سلسلۂ زلف معنبر توڑے

پلٹنین لڑ نہ سکین تیری صف مژگان سے
تو تی ہاتہون کی اوڑہی گل ہوے اکثر توڑے

فائدہ دست جنون نی جو سلاسل توڑی
روح زندان خراب تن لاغر توڑے

کہولنے آئین جو وہ نشتر مژگان سی فصد
سب نکل آئین رگین جسم سی لیکر توڑے

وہ کشش کرتا ہی جتنی مین کہنچا جاتا ہون
کس طرح رشتۂ الفت کو ستمگر توڑے

ساقیا تیرے تغافل نے جوارا اونکو
فاقے رندون نی یونہی کر لب ساغر توڑے

اہل محفل ہین بتا دی سی ترے مالا مال
توڑے بخشے جو لیے رقص مین دلبر توڑے

مجکو اندیشہ ہی جو بلبل تجھے صدمہ پونہچے
میرا صیاد نے دل توڑا ترے پر توڑے

زاہدا کیون بت پندار نہ توڑا اپنا
غیبتین سیکڑون کین تو نے دل اکثر توڑے

ای فلک زہر دیا عشق خط و لبر مین
نالہ میرا نہ کہین گنبد اخضر توڑے

سبب حسرت اخوان تہا جمال یوسف
حسن وہ ہی جو برادر سے برادر توڑے

۲۰۵

لوگ سمجھائین بہانا ہی جو عاشق مرجاے
جوڑ پڑ جائین اگر دم دم آخر توڑے

۲۶

اوٹہ گئے جس روز ہم اس عالم ایجاد سے
سقف گردون گر پڑی شور مبارکباد سی

سخت جان ہون میرے قاتل کو ذرا ثابت نہتا
اب کہلی جوہر زبان خنجر فولاد سے

فصل گل مین در بدر پہرتی ہین دیوانی ترے
آئے زندان مین جو نکلے خانۂ صیاد سی

لاؤن گا کف مین بہی پیسے گی جو مرقد مین مجھے
ای زمین مین خوب واقف ہون تری بنیاد سے

گوش گردون کر ہے یار سنگ دل بہر جم ہی
ای دل ناشاد کچہ حاصل نہین فریاد سی

چشم جوہر سے لہو دیا جو میرے قتل پر
خون کی اک دہار نکلی خنجر فولاد سے

تم پری انسان مین ظاہر مین گو نسبت نہین
خلد مین حوروں کو صحبت ہوگی آدم زاد سی

ہاتہ اوٹہایا قتل سے میرے تو وہ مشتاق ہون
مانگ لو نگا تیغ دم بہر کی لیے جلاد سے

جوش سودا ہی خزان مین فصد میری لی اگر
جہڑ گیا ہی پہول دم مین نشتر فصاد سی

حسن صورت کیا دیا خالق نے مشت خاک کو
قاف مین چہپتی ہین پریان رشک آدم زاد سے

کیون مکان شہر مین آتی ہین اندہون کی طرح
پردی آنکہون پر پڑے ہین نشۂ ایجاد سی

ہون وہ بلبل جب کیا شکوہ مقدر کا کیا
باغبان سے ہے گلہ مجکو نہ کچھ صیاد سے

جلوہ سینے مین مری داغ غم دشمن کا ہے
گھر کیا روشن چراغ خانہ جلاد سے

کوئی سنتا ہی نہین حال دل پر درد و غم
بے اثر ہے کسقدر فریاد ہے فریاد سے

دشت پیمائی سے میری حرف آیا قیس پر
اسقدر کی مشق بہتر ہوگئے استاد سے

ہمصفیر و قید کے دن ہی بسر ہو جائینگے
کوئی تو میرا عوض لیگا کبھی صیاد سے

نذر یہ کرتا ہون جب سے کہتا ہو نہین صوم و صال
تر کرونگا حلق آب خنجر فولاد سے

چھاتیون کو جب چھوا وہ سخت کہنے لگے مجھے
دیجیے تشبیہ انکو بیضۂ فولاد سے

فصل گل کبکی گئی سودا کسیکا کم نہین
روز غل اوٹھتے ہین ابتک خانۂ صیاد سے

کوئی مرقد پر نہ لایا پھول بھی مرنے کے بعد
کیا ملا سیر بہار گلشن ایجاد سے

کیون تصور مین ذقن کی بند آنکھون کو کیا
گر پڑے ہے چاہ زنخدان مین نئی افتاد سے

کھینچتے ہی آہ ضبط سوز دل جاتا رہا
کاروان صبر پر بجلی گری فریاد سے

وصل مین سامان شادی کا منغص کر دیا
اسقدر گھبرا ے تم شور مبارکباد سے

سست شعرونکو بھی اپنے کاٹنا مشکل پڑا
دشمنی کرتا نہین کوئی بری اولاد سے

دخت رز کی شکل زاہد نے کبھی دیکھی نہین
پوچھتے ہین لوگ کیا اس کو ربا در زاد سے

۲۰۶
صحبت اہل سخن سچ ہے کہ بے حاصل نہین
فیض پہنچا تمکو بھی عاشق کسی استاد سے
۲۰

جو چیز ہے اونکی وہ برائی سے بری ہے
کاکل ہے بلا پر مری آنکھون مین پری ہے

دیوانہ بنایا خط عارض نے تمہارے
معلوم ہوا خضر نہین سبز پری ہے

بیتاب بہت ہون کوئی عاشق نہ سمجھ جاے — بلواؤ مجھے گھر مین نہین پردہ دری ہی
اندھیر کیا ہی یہ تپ ہجر صنم نے — عیسیٰ کو بھی دیکھا تو چراغ سحری ہی
جیتا ہون تو مہمان کو رخصت نہ کرونگا — اپنے سے بھی بڑھ کر مجھے درد جگری ہی
کہتے ہو کہ کیون چاک کیا تونے گریبان — اے حور تقاضاے لباس بشری ہی
اعجاز ہے نخل قد دلبر کا تماشا — چشمون کو بھی دعواے عقیق شجری ہی
گو دفتر عالم سے مٹایا مجھے تونے — کیونکر نہ خوشی ہو مرا چہرہ نظری ہی
وہ زور ہی نالون کا نہ وہ جوش ہی رونا — اب دل مین نہ طاقت ہی نہ آنکھون مین تری ہی
خالی نہین قاتل کا ہی قبضے پر اگر ہاتھ — بازو بھی ہی تیار کلائی بھی بھری ہی
سب سے ہے جدا پر صفتین جمع ہین سب کی — انسان ہی حورا ہی فرشتے پری ہی
ہے ذرے پر الطاف کبھی مہر قمر پر — خورشید مین بھی عیب پریشان نظری ہی
روزن کیے کس طرح مری دل مین نظر نے — ہی تیر نہ سوفار نہ پیکان نہ سری ہی
نبت العنب آتی نہین داموں سے بھی اکثر — شیشے سے نکلتی نہین کیا پیٹ بھری ہی
دو دخط عارض سے کھلا حال ذقن کا — اس چاہ مین پانی کی عوض آگ بھری ہی
چشمک نکرا اے چشم بت آہوی حرم سے — تجھسے بھی فزون تر تری وحشی کو چری ہی
پیری مین یہان خواب اجل پیش نظر ہی — گو صبح ہوئی نیند پر آنکھون مین بھری ہی
کیا بیخودی عشق ہے سمجھی نہ زلیخا — دامن کے پکڑنے مین بڑی پردہ دری ہی
زر بیعت کے پٹکے رہ خالق مین دیے ہین — غیرون کی کمر مین مرا زنار سفری ہی

کیا عالم ایجاد مین عاشق ہے دورنگی

۲۰۷	ہنسنے کا کہین شور کہین نوحہ گری ہے	۱۳

زلفون پر ابھی طبع ہے مائل نر ہیگی
دو دن کی کشاکش ہے یہ مشکل نر ہیگی

ایسا جو نقاہت سے گھٹے گا بدن اُسکا
خود پانون مین مجنون کے سلاسل نر ہیگی

پوچھتا ہو گی غصے مین گلا کاٹ کے میرا
اسوقت جو دل مین ہے یہ قاتل نر ہیگی

مین قبر مین قبلے کی طرف منہ نکرون گا
جب تک تری تصویر مقابل نر ہیگی

اے موت شب ہجر مین پوشش نہونا
صورت مری دکھلانے کے قابل نر ہیگی

غیرون کو حفاظت کے لیے ساتھ نہ لانا
کیا وصل مین تلوار حمائل نر ہیگی

اے ماہ جو زلفون کی یہی راہ زنی ہے
سیارون کو آسایش منزل نر ہیگی

آئینے مین اپنے لب جان بخش نہ دیکھو
آنکھون مین بھی تاثیر ہلاہل نر ہیگی

سنتا ہون کہ پھولون مین مرے آئیگا وہ گل
مر جانے سے پژمردگی دل نر ہیگی

مہندی جو لگائی تو گلے روز کٹین گی
اس رنگ سے آرایش محفل نر ہیگی

وحشت مری ہو جائیگی کم طول مرض سے
دق ہو گی تو یہ قید سلاسل نر ہیگی

شہرون مین پھرے قبر مین بھی جائینگے اک روز
جب آئے تو باقی کوئی منزل نر ہیگی

۲۰۸	گھر اونکے نقاہت سے نہ پہنچے تو نہ پہنچے کیا ضعف مین عاشق کشش دل نر ہیگی	۲۰

جو نظر ہے اسطرف خون ریز ہے
کیا چھری مجھپر تمہاری تیز ہے

بیٹھنے دے گی نہ صحرا کی زمین
جو بگولا ہے وہ آفت خیز ہے

صورت شمشیر چلتی ہے زبان
جو ہے فقرہ آپکا وہ تیز ہے

بے خلش کٹتی ہے کسکی زندگی — اس فرس کو حاجت مہمیز ہے
چشم جوہر سے ٹپکتا ہے لہو — آپ کی تلوار کیا خونریز ہے
آنکھین بچھتی ہین جدہر جاتے ہین وہ — کوے دلبر جاے مردم خیز ہے
قیس کے قدمون سی چٹنی کا ہے غم — نالۂ بیخبر درد آمیز ہے
نشۂ الفت کو آنسو ہین ضرور — تیز جو مے ہو وہ آب آمیز ہے
سر کی صورت پاؤن بھی تھمتے نہین — گھاٹ پر خنجر کے پانی تیز ہے
ایڑیون سے بڑھ گئی زلف دراز — خاک کوے یار عنبر بیز ہے
باغ مین وسواس سے جاتی نہین — نرگس بیمار سے پرہیز ہے
آمد و رفت نفس کاٹے گی عمر — دانت اس ارّہ کا مجھپر تیز ہے
یاد لب سے ہو گئے لاکھون ہلاک — جو مسیحا تھا وہی چنگیز ہے
تیرا دم بھرتا ہے دام زلف مین — طائر دل مرغ شب آویز ہے
چھوتے ہی بل کھا گئے زلفون کے بال — شعلۂ رنگ حنا کیا تیز ہے
عاشقون کو کھائے جاتی ہے نگاہ — مردم بیمار بد پرہیز ہے
کیا قیامت ہے کہ چین آتا نہین — ہجر کی شب روز رستاخیز ہے
کیون نہ چھلکے دست پیر چرخ مین — ساغر مہ نور سے لبریز ہے
ایک دن سونا نہین ہمکو ملا — سنتے تھے ملک جنون زرخیز ہے

۲۰۹	شمس کا پرتو ہے عاشق یہ غزل آفتاب خطۂ تبریز ہے	۲۷

گھر مین ہم کھول کر کمر بیٹھے
بات مشکل تھی اُنکو کر بیٹھے

دخت رز تھی جو ہر اودھر بیٹھے
کیا جگہ ہم بھی تاک کر بیٹھے

بیٹھیے عرش پر تو پہتا ہے
آپ کرسی سے کیون اوتر بیٹھے

آسیا کی طرح قناعت کر
رزق اللہ دے گا گھر بیٹھے

پاس کا بیٹھنا غنیمت ہے
اِس طرف بیٹھے یا اودھر بیٹھے

آپ کے دور مین نہو اندھیر
کوٹھے پر چڑھ ہیے جب قمر بیٹھے

پاس بیٹھے نہ ہم بھی محفل مین
وہ اودھر بیٹھے ہم ادھر بیٹھے

تہ و بالا کیا زمانے کو
گھر مین بیٹھے نہ بام پر بیٹھے

صاف چڑھ جاؤن گا مین کوٹھے پر
زلف لٹکا کے وہ اگر بیٹھے

لطف اوٹھا نہ تیر کھانے مین
چھوڑ کر دل ادھر اودھر بیٹھے

مثل آئینہ صاف رکھ دل کو
صورتین لاکھ دیکھا گھر بیٹھے

دربدر ہین خراب اہل ہنر
بے ہنر لوٹتے ہین گھر بیٹھے

زندگی مین تو خاک قدر نہ کی
آکے اب میری قبر پر بیٹھے

ماہ کامل کہین گے جب اوسکو
شام سے آئے تا سحر بیٹھے

حکم قاتل ہے اپنے عاشق کو
آنکھون پر پٹی باندھکر بیٹھے

شجر قد یار جھونکے کھاے
ایک اگر طائر نظر بیٹھے

ہم کسی پر چمن مین بار نہین
چھوڑ کر سایۂ شجر بیٹھے

پھرتے پھرتے ہمارا دل بیٹھا
جس طرح چرخ کھاکے زر بیٹھے

سخن من بجاے سن باشد
اب پدر کی جگہ پسر بیٹھے

زلف کے پیچ سے نہین آگاہ
بل کی لیتے ہین آپ گھر بیٹھے

ڈورا تلوار کا دکھاتے ہین
رشتۂ الفت کا قطع کر بیٹھے

سلطنت مین جو آیا مرگ دہان
خاک پر تخت سے اوتر بیٹھے

لوگ سمجھے چہ ذقن کا تو ا
آپ جب ٹیک کر سپر بیٹھے

کیون اوٹھاتے ہو مجکو محفل سے
کیا قیامت ہوئی اگر بیٹھے

مر گئے یاد زلف مین آخر
نیند آئی جو رات بھر بیٹھے

اے پری کہ نہ عاشق ابرو
اوڑتے اوڑتے نہ طاق پر بیٹھے

۲۱۰ فائدہ تم جو مرتے ہو عاشق
آج تک ہین وہ بے خبر بیٹھے ۱۷

کسنے چمکایا انہین مدح و ثنا کسنے کی
دانت ہیرے کی تھی حقیقت مین جلا کسنے کی

کون روپوش رہا جان فدا کسنے کی
تم ہی منصف ہو کہ میری سی بھلا کسنے کی

دل چرایا تری زلفون نے ہوا مین قیدی
کسکو تعذیر ملی یار خطا کسنے کی

قول اوزار وہ اگلے نہ رہے یاد تمہین
داغ فرقت کا دیا ملکے وفا کسنے کی

ہے ہر اک بیکس و ناچار کا اللہ حکیم
آپ اچھے ہوے بیمار دوا کسنے کی

بات کہتا تھا کہ مرجاونگا اک دن تم پر
تمنے آہین جو کہی یار دعا کسنے کی

جب مین کہتا ہون کہ فرقت سے تری مرتا ہون
ہنس کے کہتا ہے کہ تجھپر یہ خفا کسنے کی

خاک سے کشتۂ الفت کی ہوی سرخ قدم
اسقدر پیر وی رنگ حنا کسنے کی

تو جو دشمن ہی تو ہی سارا زمانہ دشمن
درد و حسد ان سے دیا تو نے دوا کرنے کی

بعد میرے وہ رقیبوں سے یہ فرماتے ہین
منہ سے سب کہتے رہی جان فدا کرنے کی

دیکھکر روے صنم کیا فقہ را کیا زاہد
خود فراموش ہی یاد خدا کرنے کی

سوت شاہد ہی بہت راہ تمہاری دیکھی
تم جو کہتے ہو ذعادی یہ دغا کرنے کی

کب ملی زاہد و عابد کو صفا صوفی کی
حال محشر مین کہلیگا کہ ریا کرنے کی

ایک دن پیچ نہ زلفون کا ہمین راس آیا
خود پریشان تھے نازل یہ بلا کرنے کی

نہ کہلا آئنۂ رخ کی صفا کا احوال
برسون حیران رہا مین کہ جلا کرنے کی

شکل رخسار کہا اے مہ کامل تجکو
بڑہ کے تعریف تری میری سوا کرنے کی

۲۱۱ مرگئی ہمتوا دادیکہ کے اوسکی عاشق
اوسنے اتنا بھی نہ پوچھا کہ قضا کرنے کی ۲۴

کیا بچے کے کوئی چشم فسون گر سے نکلجاے
وہ سحر ہے اعجاز پیمبر سے نکلجاے

حسرت سے مرین پان گلوری جو نہ تم کہاؤ
آئینہ نہ دیکھو تو ابھی گھر سے نکلجاے

فرماتے ہین قاصد کو مرے کرکے مقید
چھوڑے جو تجھے دین پیمبر سے نکلجاے

اغلب ہو اشارے سے بلا کر جو چلے جاؤ
تمثال بھی آئینے کے اندر سے نکلجاے

یارب کہین رونی مین مری عمر ہو آخر
تو چاہے تو کشتی یہ سمندر سے نکلجاے

وہ چوٹ لگی جامۂ تن سیکڑون پھٹ جاین
داسن جو ترا رقص مین ٹھوکر سے نکلجاے

اندھیر دکھاتی ہوئی آتی ہی شب ہجر
اغلب ہو ضیا دیدۂ اختر سے نکلجاے

اوٹھ جاؤنگا دنیا سے جو افتاد پڑے گی
جس طرح شرارہ کوئی پتھر سے نکلجاے

اسی شوق نہ محتاج کران نامہ برون کا
لازم ہی کہ خط اوڑکے کبوتر سی نکلجاہی

گھٹتا ہی مرا خون جو بڑھتی ہی نزاکت
قوت نہ کہین دست ستمگر سے نکلجاہی

ہون دم بخود اسی جان نزاکت سی تمہاری
ڈر جاؤ اگر آہ برابر سے نکلجاہی

پردی مین نہین تو بھی ہوا آنکھون کو چکاچوندہ
بجلی سی نقاب رخ انور سے نکلجاہی

بیٹھون جو تہ تیغ تو آب دم شمشیر
آنسو کی طرح دیدۂ جوہر سے نکلجاہی

بیٹھو جو مری قبر پر اے آئینہ سیما
نالہ دہن گور سکندر سے نکلجاہی

سر کاٹو تو پھر آئین نہ کوچے مین تمہارے
یہ پانون بھی ہر روز کی چکر سے نکلجاہی

تم آؤ بلانے کو تو اس شوق سی دوڑون
دو چار قدم روح بھی پیکر سے نکلجاہی

اوٹھواؤ نہ تم ساتھ سے حیرتیون کو
آئینہ کہان بزم سکندر سے نکلجاہی

ساقی کی ملاقات معطل ہے جھڑی مین
اللہ کرے آئے گھٹا برسے نکلجاہی

کام آئے زمانے مین اگر طوق غلامی
قمری کی غرض سرو صنوبر سے نکلجاہی

سودا گل رخسار حسینان کا ہوا ہے
بلبل کی نہ فریاد کہین گھر سے نکلجاہی

سینے مین مرے عشق رہی سیم تنونکا
آئی ہوئی دولت نہ کہین گھر سے نکلجاہی

نازک ہی کلائی اونہین پہناؤ نہ کنگن
کپڑے کی طرح پوست نہ زیور سی نکلجاہی

یہ ضد ہی کہ بیعت نہ فقیرون سی ہو منظور
دولت بھی اگر دست تونگر سے نکلجاہی

۲۱۲ | عاشق گل رخسار صنم کا ہو نظارا
جب سلسلۂ زلف معنبر سے نکلجاہی | ۲۰

ایکسا ہے جب اندھیرا گھر رہے
سوئے مرقد مین کہ گھر مین مر رہے

بوسۂ لب کے مزے دم بھر رہے
ہم حباب چشمۂ کوثر رہے

ہجر مین مے بھی ہلا ہل ہو گئی
کس قدر شیشے تھے مجھسے بھر رہے

کون کہتا ہے کہ تنہا بیٹھیے
ہم رہین شیشہ رہے ساغر رہے

عمر کاٹی مدح تیغ یار مین
عندلیب گلشن جوہر رہے

خون اگر میرا گریبان گیر ہو
دامن مژگان لہو سے تر رہے

دل محبت مین رہا شیشے کی چور
ہو نہ مشتاق لب ساغر رہے

قبر پر لازم ہے جھاڑو دے کوئی
آئینہ تا گور اسکندر رہے

دشت مین غیرون نے مٹی دی ہمین
آشنا اپنے کہان سب مر رہے

کون قاصد اوسکے کوٹھے پر گیا
طالب معراج پیغمبر رہے

ایک ساعت مین چمک کر بجھ گئے
ہم چراغ خانۂ بے زر رہے

خار خار غم نے دل کو بھر دیا
کس قدر اس گنج مین نشتر رہے

صاف باطن کے نہین کہلاتے ہنر
آئنے مین جس طرح جوہر رہے

سرو کی قامت نظر سے گر گئی
چشم بد دور آپ بالا تر رہے

آنکھ تیری پھرتے ہی محفل نہ تھی
صبح تک اوسلٹے ہوے ساغر رہے

سینہ میرا چیریے سر کاٹیے
پھر نہ درد دل نہ درد سر رہے

گرمی خورشید کی ایذا نہین
حشر مین بھی خوب دامن تر رہے

جب چڑھائے جام عینک چڑھ گئی
شکل آنکھون کے مجھے ساغر رہے

حال سے یہ پانوٗن کا کرتا ہے کام
ہاتھ وہ چلتا ہے جسمین زر رہے

۲۴	کھینچو عاشق نالۂ گردون شگاف گنبدِ افلاک کیون بے در رہے	۲۱۳
پردے سب اوٹھ گئے مری دل سے	قرب ہے جذب عشق کامل سے	
کہتے ہین راہ دل کو ہے دل سے	وہ بھی میری طرف ہین مائل سے	
پیار کرتے ہین آپ کو دل سے	جان دیتے ہین اسے پری پیکر	
شیشہ چھٹ جاے دست عامل سے	اوس پری کو اوتار کر دیکھے	
آئینہ اوٹھ گیا مقابل سے	دیکھتے رہ گئے وہ حیران وار	
نالہ رکتا نہین سلاسل سے	ژلف ہے سحر چشم سے خاموش	
بحث پڑ جاے گی عنادل سے	مجکو لیجا نہ باغ مین اے گل	
ہمنے توبہ کبھی نہ کی دل سے	دختر رز کی جھانک تاک رہی	
تمنے کیسا دیا بُرے دل سے	بوسہ لیکر بھی کچھ بھلا نہوا	
کون ہے سنہ سے کون ہے دل سے	فرق کیجے فدائیون مین ذرا	
راہ زن بھی ہے ساتھ منزل سے	دل دشمن عدم سے ہے ہمراہ	
موجین ٹکرائین سر کو ساحل سے	اوترے کشتی سے جب وہ بحر صفا	
رونق روے یار ہے تل سے	نقطۂ انتخاب خالق ہے	
خار اولجھا ہے دامن دل سے	نہین مٹتا رقیب کا کھٹکا	
عرش ہلجاے نالۂ دل سے	اے فلک توبہ کرکے کہتا ہون	
عقدے کہلتے تھے جن انامل سے	بند بند اونکے ہین جدا تہ خاک	

مانگا بوسہ کسی نے مجکو ملا — بخت چونکے صدا سے سائل سے
تمنے سوقوف کی جو آمد و شد — آتی جاتی ہے سانس مشکل سے
بوسہ لیتے ہین غیر ابرو کا — یہ بھی خنجر اوتر گیا دل سے
قبر سے اوٹھے یار رخ لے کر — ہے یہ قرآن ساتہ منزل سے
کہتے ہین تمکو جو مہ کامل — چاہتے ہین وہ اوپری دل سے
آج ساقی نے مجکو یاد کیا — پانی اوترا گلے مین مشکل سے
ناتوانی پر اپنی روتا ہون — ٹوٹا اشکون کا تار مشکل سے

۲۱۴ — عشق پیری مین بت کا اے عاشق / توبہ کیجے خیال باطل سے — ۳۳

حد سے زیادہ یار کی انگیا پسند ہی — چڑیا کے بدلے طائر دل اسمین بند ہی
حیران ہون سلاح اونہین کیون پسند ہی — چار آئنے سے صاف کہین چار بند ہی
سوزون کیے ہین وصف سراپا ہی یار کی — مین نے غزل کہی ہی کہ ترکیب بند ہی
خوف نظر نہین تجھے اے شمع انجمن — دیکہا تو خال دیدۂ ناظر سپند ہی
کیا خاک آہ گرم سے گردون کو پہونکیے — خوف شب فراق سے آواز بند ہی
تیرے قدم سے نجد بلا خیز ہوگیا — مجنون سے کوئی کہدی ادہر راہ بند ہی
چرچا نہین شراب کا ماہ صیام مین — شیشے کی اس مہینے مین آواز بند ہی
ہی سوز غم سے آگ بدن مین بھری ہوئی — منقل ہے آنکہ اشک کا دانہ سپند ہی
اللہ رزق دیگا تو لینگے اوسی سے ہم — فاقے سے آج بیٹھے ہین دروازہ بند ہی

احوال کھل گیا ورق کائنات کا
یہ رفتہ عمل کا مری ایک بند ہے

دیکھا تھا ایک روز کہین اوسکو خواب مین
محشر بھی ہوگیا ہے مگر آنکھ بند ہے

حورون سے کہہ رہا ہون ثنائے سکان یار
میرا قصور کیا ہے طبیعت بلند ہے

فریاد قید زلف مین کرتے ہین بے گناہ
اندھیر جسقدر ہو کچھ اونکو پسند ہے

کیا بوسہ ہای لب کی حلاوت بیان کرون
مانند نیشکر کے مرا بند بند ہے

مجروح کی خوشی سے ہی قاتل کو نفعال
ہنستے ہین میرے زخم اونہین دلخند ہے

تا نظر پہنچ نہ سکا بام یار تک
کوٹھا بہت بلند ہے کوتہ کمند ہے

مر کر ہو ترک عشق صنم کس امید پر
راضی خدا نہین ہے در توبہ بند ہے

فریاد دل کی سنکے یہ بولا وہ بحر حسن
آواز آشنا ہے نہایت پسند ہے

کرتا ہی یار اس سے شمارون مین گفتگو
آنکھون کی شعبدون سے وہین سحر بند ہے

ترجیح مجھسے دیتے ہین فرہاد و قیس کو
جسکو مین دیکھتا ہون وہ مردہ پسند ہے

مضمون اسمین زلف شکن در شکن کی ہین
ہر جا زمین شعر مین پست و بلند ہے

غم گوشت کہا گیا ہی فقط استخوان ہین
مدت سے ایک شیر کٹہری مین بند ہے

رنگت کی آب و تاب مین خوشبو عجیب ہے
دیکھو طلائی رنگ کا سونا سگند ہے

ہرگز پھنسون نہ جانکے کاکل کے پیچ مین
کاکل کی دوستی مین خیال گزند ہے

خط سور کی طرح لب شیرین کے گرد ہے
شکر ہے یہ نہ شہد نہ مصری نہ قند ہے

پانی کے بھی سوال مین جاتی ہی آبرو
کسکو طلب بغیر خدا کے پسند ہے

دل کنپج گئے ہین سیکڑون کر تیکے جال مین
انگیا کا جو ہے بند بلا کی کمند ہے

آتی ہے سانہ آہ کے سینے سے یہی صدا
میری طرح جگر بھی مرا دردمند ہے

ضرب المثل ہوے مرے اشعار لاجواب
مصرع ہر ایک وعظ ہی ہر بیت پند ہے

ٹکرا گئے حباب نہ سینے کے ایک روز
انگیا کا ہی یہ گھاٹ کہ پانی کا بند ہے

بعد از فنا رہی یہ تعلی غبار مین
دو چار ہاتہ بام فلک سے بلند ہے

ترکیب عرض کو بھی اجابت مین دخل ہی
میری دعا وہ ہے کہ خدا کو پسند ہے

۲۱۵ — ہر بیت مین بہرے ہین مضامین آبدار
عاشق یہ صاف طرز کمال خجند ہے — ۱۶

کلفت گئی غزل کی ثنائے شراب سے
یہ بھی زمین پاک ہوئی آفتاب سے

دھبا چھٹے گا لوث گنہ کا شراب سے
تر دامنی مٹائین گے ہم آفتاب سے

وصلت مین زلف یار کے سب بل نکل گئے
آگاہ میرے دل کی تھی پیچ و تاب سے

چمکا نہ آفتاب کبھی آکے ابر مین
اک برق کوندتی ہی تمہاری نقاب سے

حسرت مین تیرے سائل دیدار مر گئے
پردہ اوٹھا کبھی نہ رخ لاجواب سے

سونا ملا ہی چین سے مجرم کو قبر مین
اکسیر پائی خاک در بوتراب سے

کیا مانگتے ہو مجھسے گرک میکشی مین تم
بو آتی ہے جلے ہوے دل کی کباب سے

نازک دلون سے غیر کا صدمہ نہ اوٹھ سکا
ٹوٹا ہی دل ہمارا شکست حباب سے

تمنے نقاب منہ سے نہ اولٹی تو کیا ہوا
آنکھین لڑائین ہمنے رخ آفتاب سے

دل میرا غرق بحر تحیر ہے وصل مین
پستان یار ہین کہین نازک حباب سے

وعدہ پکا تھا خیال وفا تھی مزاج مین
پیمان شکن ہوے ہین وہ عہد شباب سے

پروی سے رنگ عارض گلگون نظر پڑا
تر ہوگئی نقاب بھی چہرے کی آب سے

پونہچین بنائے تن مین شکستین ہزار ہا
اوکھڑا نہ دل مقام جہان خراب سے

کیا خاک قصر یار سے دون چرخ کو مثال
ذرے یہان پڑے ہین کرور آفتاب سے

رویا جو بزم عیش مین یہ غرق بحر غم
آواز آبشار کی نکلی رباب سے

۲۱۶ **عاشق** سوال وصل بتون سے عبث کیا
نکلے جواب کیا دہن لاجواب سے ۱۶

ہمسے روٹھے تھے وہ خود آکے ملے
ہم بھی کچھ آج کہوے جاکے ملے

سب کے دل مین ہوئی جگہ اپنی
سیکڑون گھر ہین خدا کے ملے

نہین مٹتی بگاڑ کی صورت
جب ملے ہمسے منہ بنا کے ملے

بوسۂ خط سے پھر ہرا ہے بدن
زہر کو بھی اثر دوا کے ملے

اب کہلا وہ پری ہے دشمن جان
پہلے انسان آزما کے ملے

سحر آنکھون مین معجزہ لب مین
تمکو گیسو بھی ہین بلا کے ملے

خود بخود ہوگئے ہین سب بت رام
کیا عوض طاعت خدا کے ملے

ابتدا سے وہ ہمکو کہتے ہین
آپ ایک دوست انتہا کے ملے

وصل ہوتے ہی آئے صبر و قرار
آج چھوٹے یہ سالہا کے ملے

چاہیے دل کے کہنے پر چلنا
نہین ممکن وہ آپ آکے ملے

حیف پیری مین گوہر دندان
آبرو کی طرح نہ جاکے ملے

کچھ تو بل پڑ گیا محبت مین
ہمسے گیسو جو پیچ کھاکے ملے

بحر عالم کی ماہیت دیکھی
آشنا دشمن آشنا کے ملے

خانۂ تن کی دل سے قدر رہوئی
رتبے تصور جہان نما کے ملے

بل کی لیتے ہین قید گیسو مین
ہم بلاکش بھی ہین بلا کے ملے

۲۱۷ جذبہ بہ شوق ناتوانی مین ۳۰
بدلے عاشق کو دست و پا کے ملے

جوڑے سے کیا نمود ہے حسن حضور کی
قلہ ہے کوہ قاف کا چوٹی ہے طور کی

کچھ دل لگی شراب مین تھی وہ بھی دور کی
توڑا ہمارے دل کو صراحی بھی چور کی

نخوت سمائی غیر کو قرب حضور کی
شیطان ہے سزا بھی ملیگی غرور کی

کس کام کا وہ حسن کہ جس سے ہو آنکھ بند
کیا مدح آفتاب قیامت کے نور کی

ہوتی نہین پلک سے پلک آشنا کبھی
یہ آنکھ منتظر ہے تمہارے ظہور کی

پونہچا کبھی نہ غلغلۂ حشر کان مین
ناقون سے میرے دب گئی آواز صور کی

کیا مرتبہ ہے جلوۂ رخسار یار کا
آنکھون مین بٹ گئی نہ بچی خاک طور کی

روئی سے رونگٹون کو یہ بالیدگی ہوئی
میرے بدن کی کھال قبا ہے سمور کی

مردے ڈرین جو میرا سیہ خانہ دیکھ لین
کیا اس سے بڑھ کے ہوگی اندھیری قبور کی

ابر و ہوا و مطرب و مینا و باغ ہے
خالی جگہ ہے بزم مین لیکن حضور کی

پہلو کا زخم جائے جریدہ ہے قبر مین
ہے حشر تک بغل مین نشانی حضور کی

ابرو ہے کج نگاہ ہے کج زلف مین ہے بل
عالم سے پھر گئی ہے طبیعت حضور کی

بجھی کی روشنی سے یہ پہلی سڑک پٹو
جاتی ہے کہکشان پہ سواری حضور کی

آدم کی طرح غیر سے کیجے نہ مشورہ
شیطان سے صلاح نہ لیجے امور کی

پڑھتا ہون شعر ساقی کوثر کی وصف مین
بوآتی ہے دہن سے شراب طہور کی

لکھتا ہون ایک طرب داؤد وش کو مین
فولاد کے قلم سے عبارت زبور کی

عیسی ہو تو جلا کے ندوا اور درد سر
پہلے دوا بتاؤ دل ناصبور کی

ہے اعتدال آب وہوا ملک عشق مین
مجنون یہان کے کرتے ہین باتین شعور کی

میلا ہے آج گور شہیدان عشق پر
کیا نور دے رہی ہے سفیدی قبور کی

پر لگ گئے بہشت کو تعریف یار سے
شاخین لگین درخت مین بال طیور کی

کیا لکھنؤ کی بستی طالع بیان کرون
ہین کوٹھیون مین چاہ کی اینٹین قصور کی

طرح گھر کو جائیے گا بیٹھیے ابھی
برخاست ہوگئی ہے سواری حضور کی

آنکھون مین میری بادۂ جنت ہو جا اشک
کوٹھی ہے میرا قلب شراب طہور کی

ہین کچھ صدائے آہ مین دل کی شکایتین
آتی نہین سمجھ مین پر آواز دور کی

اونچے پہ جو بہت نہ چڑھیگا گریگا کیون
افتاد کا پتا ہے بلندی قصور کی

سوز درون کو اور بڑھاتے ہین استخوان
پسلی ہر ایک بنگئی لکڑی تنور کی

جویاے حال یار ہوی جب حواس آے
پوچھی مسافرون سے خبر ہمنے دور کی

قرب فقیر خاک نشین سب سے بڑھ گیا
موسی کا واسطہ ہے نہ حاجت ہے طور کی

بوتے نہ تخم لطف جو موسی کی قلب مین
آتی صدا درخت سے کیونکر حضور کی

۲۱۸	عاشق زبان کو رکھ محرم قریب ہے ماتم مین ترک کرتے ہین باتین سرور کی	۲۴

یا علی مجکو ہے نادیدہ محبت تیری
غراب مین کاش میسر ہو زیارت تیری

عاصیون پر نظر رحم ہے عادت تیری
خصلت احمد مختار ہے خصلت تیری

طاعت خالق عالم ہے اطاعت تیری
ہر ولی وہ بھی کہ جسکو ہے ولایت تیری

جنگ مین بھی تجھے منظور رہی نفس کشی
افضل طاعت عالم ہوئی ضربت تیری

حکم فرزند کا تیرے ہو جہان مین جاری
وہ بھی دن آئے کہ مین دیکھون رجعت تیری

تو نے طاعت مین سلیمان کی انگوٹھی دیدی
معصف حق مین ہے منصوص سخاوت تیری

نام سے تیری حکومت کے وہ مرجاتا ہے
کافر کے جگر مین ہے یہ دہشت تیری

اس سے رجعت کا ہون مشتاق زیادہ تر مین
تیرے فرزند سے ملتی ہے شباہت تیری

تو ید اللہ ہے تلوار ہے قہر اللہ
پر جبریل سے پوچھے کوئی ضربت تیری

تجھسے آقا کے غلامون کو نہین خوف عذاب
سختی قبر نہ دکھلائے گی ہمت تیری

لامکان پر تری آواز سنی احمد نے
باطنی ہو گئی معراج مین شرکت تیری

عید نوروز ہے تیرے شرف مسند سے
قبلہ کعبہ ہوا ہونے سے ولادت تیری

خاص اپنا قدح شیر دیا دشمن کو
رحمت حق کی طرح عام ہے رحمت تیری

تیرے ہاتھون ہے شجاعان عرب زیر ہوئے
باعث شہرۂ اسلام ہے ہیبت تیری

بھوکے مین صبر جو تجھسے ہوا شاہد ہے خدا
ہل اتی مین ہے ہوئی ذکر قناعت تیری

جنگ خیبر مین ہوا نادعلی یون نازل
نہ پیمبر کو گوارا ہوئی فرقت تیری

تیرا آقا بھی علی سیری طرح ہے اے مہر
تیری طاعت کی علامت ہے یہ رجعت تیری

تو نے عصیان کا نہین خوف ترے شیعونکو
کیونکہ سب جانتے ہین پاک ہے طینت تیری

کیا تماشا ہی کہ یہ شرک ہی عین اسلام
شرط ایمان موحد ہے محبت تیری

ابتدا مین ہوا کعبے مین تولد تیرا
انتہا مین ہوئی مسجد مین شہادت تیری

پاشکستہ ہون مرا ہاتہ پکڑ لے یا شاہ
مدد بے سر و سامان تو ہی خصلت تیری

کس طرح ہوگا گوارا تجھے انکا الزام
مثل فرزندون کی شیعون پہ ہی شفقت تیری

کبھی باری در دولت پہ ہوا ہون حاضر
کہینچ لائی ہے مجھے ہند سی الفت تیری

۲۱۹

ایسا اسباب مہیا ہو کہ عاشق تیرا
مطمئن ہو کے بخفت مین کرے خدمت تیری

۱۵

آہ کرتا ہے جو یہ بیمار اوٹھتے بیٹھتے
وہ بھی بیتابی سے ہین ہر بار اوٹھتی بیٹھتے

میرے زندان سے ذرا ہٹ کر کرو آرام تم
ہوتی ہے زنجیر کی جھنکار اوٹھتے بیٹھتے

سیکڑون بل پڑتی ہین اونکی کمر مین بار سی
ہلتی ہے جب کاکل خمدار اوٹھتے بیٹھتے

مین بٹہاتا ہون وہ اوٹھتی ہین کہ اپنے گھر کو جائین
میرے اونکی ہوتی ہے تکرار اوٹھتے بیٹھتے

آمد و شد نے احبا کی کیا بیمار اور
بڑہ گیا آخر کو یہ آزار اوٹھتے بیٹھتے

او بت سفاک ابھی جانا نہ مقتل سی کہین
آتے ہین ہمسے نحیف و زار اوٹھتے بیٹھتے

او سکے کوچے تک پونہچ جاتے جو ہمسے ناتوان
ہمرہ خاک درِ دلدار اوٹھتے بیٹھتے

میکشی آٹھون پہر رہتی ہی کچہ گنتی نہین
جام پی جاتا ہون مین دو چار اوٹھتے بیٹھتے

مثل مسجد خانۂ بت مین جو ہوتا اذن عام
چار آتے چار جاتے چار اوٹھتے بیٹھتے

چشم گریان نے مٹایا آپ کے دل کا غبار
ابر دیکھا خاک دیکھی یار اوٹھتے بیٹھتے

اضطراب دل سی ہین لاچار ہم اے ہمنشین
کیون تڑپتے کیون بہلا بیکار اوٹھتے بیٹھتے

زیر سایہ اوسکے مین رہتا اگر لیکر مکان
وہ پری دیتا مجھو آزار اوٹھتے بیٹھتے

اپنے کوچے مین جو دیتے قبر سی بڑہ کر زمین
بعد میرے میرے ماتم دار اوٹھتے بیٹھتے

اضطراب دل نے شدت کی تو آنسو تھم گئے
ٹوٹا آخر موتیون کا ہار اوٹھتے بیٹھتے

۲۲۰ جو مدد کرتے ہین عاشق اونکو مشکل مین پکار
یا علی کہہ اے دل بیمار اوٹھتے بیٹھتے ۲۱

اوس زلف سے ملکر ہوا بیگانہ ہمین سے
اب لیتا ہے بل کی دل دیوانہ ہمین سے

کیا ہے کہ رکا رہتا ہے میخانہ ہمین سے
کچھ دل مین بھرا رہتا ہے پیمانہ ہمین سے

سلجھاون جو بالون کو تو کہتی ہین یہ زلفین
ہر وقت الجھ پڑتا ہے دیوانہ ہمین سے

ساقی تری محفل مین ہین سرشار ہزارون
کیا ٹوٹتا ہے شیشہ و پیمانہ ہمین سے

ہم خاک بھی ہوجائین تو ساقی کی رہین گرد
بھر جائے فضائے در میخانہ ہمین سے

کیا کیا نہوا پیر فلک سے نہ دبے ہم
نکلا ہے یہ انداز جوانانہ ہمین سے

دیوانے نہوتے تو اوترتین بھی نہ پریان
گھر آپکا بنتا ہے پری خانہ ہمین سے

ساقی نہ دیا آج جو منت سے ہمین جام
کل توڑین گے مل کر در میخانہ ہمین سے

دلسوز ہین دروازے سے اوٹھوا نہ ہمکو
روشن ہے چراغ در کاشانہ ہمین سے

دل غم سے بھرا غیر کو بھر بھر کے دیے جام
خالی نہوا لے لیا پیمانہ ہمین سے

دل توڑ کے کہتے ہین کہ تھی نشہ مین ہم چوک
ہان ٹوٹ گیا آج یہ پیمانہ ہمین سے

بھر دیتے ہین کیا غیر تبا دی ہمین ساقی
ہوجائے گا خالی ترا میخانہ ہمین سے

ہین بادشہ ملک جنون روز ازل سے
کچھ مانگ لیا قیس نے ویرانہ ہمین سے

ساقی تو کسی اور کا کھٹکا نر ہے گا — ٹوٹا جو نہ قفلِ درِ میخانہ ہمین سے
خاک اوڑنے لگی گی جو درِ عیش کیا بند — آباد ہے ساقی ترا میخانہ ہمین سے
چھپ کر جو وہان جاؤن تو کہتی ہین آیہین — بجھتا ہے چراغ درِ کاشانہ ہمین سے
مجنون سے غزالون سے محبت ہوئی تو کیا — پریون سے جنون مین ہوا یارانہ ہمین سے
جنگل مین جسے شام ہوے نام ہمارا — ڈرتی ہے بلاے شبِ ویرانہ ہمین سے
خطِ رخِ گلرنگ نہین زہر کسیکو — صندر کہتا ہے یہ سبزۂ بیگانہ ہمین سے
باتون مین رعایت ہے اشارون مین کنایہ — سیکھی ہو تم انداز ظریفانہ ہمین سے

۲۴۱ — اسکو بھی حسد عاشقِ دل چاک سے ہے کیا
زلفون مین اوجھتا ہے بہت شانہ ہمین سے — ۲۳

خونامہ و پیغام کی دلبر نہین رکھتے — بت کیسے خدا ہین کہ پیمبر نہین رکھتے
سر کاٹ چکے سر دھوا جسمہ تڑپ کر — اب کیا ہے کہ تم ہاتہ سے خنجر نہین رکھتے
گھائل ترے ابرو کے تڑپتے ہین ہمیشہ — سر کاٹ لین وہ آپ یہ خنجر نہین رکھتے
نکلا نہ کبھی کام صفائی سے ہمارا — آئینہ ہے دل بخت سکندر نہین رکھتے
بودی ہے مژہ ٹوٹ کے رہجائیگی دل مین — فصاد بھی اسطرح کا نشتر نہین رکھتے
ظاہر مین سیاہی ہو نہ باطن مین سیاہی — اسواسطے بالون کو قلندر نہین رکھتے
دل پھیر دو میرا جو صفائی نہین ہوتی — آئینہ جو رکھتے ہین مکدر نہین رکھتے
جتنا تہا لہو جسم مین ہم رو چکے اوتنا — آنکھون مین کچھ اے یار سمندر نہین رکھتے
اب سیر زمانی کی ہمین خوش نہین آتی — آزاد بہت دن کہین بستر نہین رکھتے

صدمہ مری آہون سے پونہچا ہے یقینی
وہ کون سے دن ہاتہ جگر پر نہین رکہتے

ہے گھر مین سوا کوچۂ گیسو سے اندہیرا
ہم خود ہین بلا زلف کا کچہ ڈر نہین رکہتے

واللہ ہوا عشق سبب جور بتان کا
ہم حوصلۂ نالش محشر نہین رکہتے

حیرت ہے کہ آنسو کی لڑی بنتی ہے کیونکر
ڈورا نہین سوراخ یہ گوہر نہین رکہتے

ٹوٹے ہوے دانتون کی دہن مین نہین زینت
نکلے ہوے پہر سیپ مین گوہر نہین رکہتے

ہم داغ جنون رکہتے ہین بالعوق وسلاسل
کچہ زر نہین رکہتے کوئی زیور نہین رکہتے

تقدیر کے پہرنے کو علامت نہین درکار
سرگشتہ ہین گو پاؤن مین چکر نہین رکہتے

چلنے لگے پنجون پہ فلک پہ ہے دماغ آج
سرکاٹ کے وہ پانون زمین پر نہین رکہتے

آنکہون مین ہے گہر آپکے دل مین ہے جگر مین
گو آپ حقیقت مین کہین گہر نہین رکہتے

ہم کیا ہین کہ جو حوصلۂ دید جتائین
دیدار کی طاقت تو پیمبر نہین رکہتے

منظور تہی کچہ دن کے لیے سیر جہان کی
ہم گہر نہین رکہتے کہین بستر نہین رکہتے

ہمسایگی گور غریبان سے ہے آرام
تکیہ نہو تو ہاتہ سے بستر نہین رکہتے

قابل ہین شکستون کے مکدر ہے دل اپنا
ہم تیغ گلی ہین کوئی جوہر نہین رکہتے

۲۲۲

عاشق وہ چلے آئین کہ ہم کو وہین بلوائین
قسمت وہ نہین ہم وہ مقدر نہین رکہتے

۲۸

قیامت تک نہ نکلونگا بہشت کوی جانا سے
یہ وہ جنت ہے جسمین تخلیہ ہے حور وغلمان سے

کرون پرزے نہ کیون وحشت مین خار ریگستان سے
نقاہت مین جنون کب رہ چلتا ہے گریبان سے

کدورت سے ہوا دل بنا ہے کیا صفائی ہو
کسیلے گرد جہاڑی ہے کبھی صحرا کی دامان سے

فلک مین مجھ مین ہی نمرود و ابراہیم کی نسبت
چمن پھولا ہی دل مین آتش داغ غریبان سے

سمجھتے ہین تری نخچیر اسکو گریۂ شادی
ٹپکتے ہین لہو کر اشک چشم زخم خندان سے

چرائین لوگ کیون پیرایۂ مضمون فسردہ
کسیکو نفع کیا ہو چادر گور غریبان سے

مصیبت پر کسیکی جو ہنسا گویا چھپری ماری
پڑی ہین گہاؤ دل مین ریشخند زخم خندان سے

مطیع نفس امارہ ہی قید زندگی مین دل
رہائی پائی تھی یوسف نے ملکر اہل زندان سے

خراش ناخن غم کو مٹایا دست وحشت نے
قبائی جسم مین ٹانکی دیے تار گریبان سے

جتاتا ہی مجھے بیکار زاہد لذت عقبے
کہ آدم خواہش دنیا مین نکلے باغ رضوان سے

لباس شعر مین قیدی ہی مضمون لطیف اے دل
سوای جامۂ تن روح کو کیا کام زندان سے

تری گردن ہی وہ شمع تجلی اے پری پیکر
کہ پروانی ہزارون لپٹی رہتی ہین گریبان سے

مین وہ دیوانۂ آتش قدم ہون دشت وحشت مین
نہ گردانی گریبان تک نے اوبجھا خار دامان سے

ملا مجنہ زار کو وحشت مین یون سامان عیاری
کمند قصر جانان بنگئی تار گریبان سے

سواد خط کا قند لب سبب کیا ہو ہین گم ہی
ہجوم مور ہے شیرینی سیب زنخدان سے

وہی ناز کے ماغی ہی ترے لاغر کی سودی مین
کہ سر پیرتا ہی دیدگردش چشم غزالان سے

جلا پیکر جلا بستر جلا گھر آتش غم سے
نہ برسایا کبھی مینہ تمنی پل بھر ابر مژگان سے

جنون مین سنگ طفلان ہی مجھ محبس ملا کہنہ
یہان ہی رات دن گرتی ہین ٹہیلی سقف زندان سے

صفا سینے کی دیکھین کھولیو تو بند پیراہن
الگ کر لیجیے چوگان ذرا گوئی گریبان سے

نہین معلوم کب سے قید کی کڑیان اوٹھاتا ہو
سنا ہی زنگ بنکر جھڑ گیا ہی قفل زندان سے

زمین شعر کی مٹی سے نکلے گو ہر مضمون
فلک نے بحر مین موتی بنائی آب نیسان سے

ہمیشہ عاشقون کے دم پہ چڑھتی ہین پری پیکر
نہ پوشیدہ رہین بلقیس کی ساقین سلیمان سے

سیہ خانہ مرا چمکیگا اوس برق تجلی سے
پھرے زندان کی دن اک وزر دیکھو ماہ کنعان سے

غبار راہ مین پھیلا ہی نور اے شہسوار ایسا
کہ ہر کاوی مین ہالا ماہ کا ہے گرد جولان سے

ہزارون وصل کی شب ذرۂ افشانکی جگنو تھی
ستارہ گر پڑا ٹوٹا اگر تکمہ گریبان سے

مری لخت جگر لیکر چھپو لو اپنی مژگان پر
کلیجا غیر کا توڑینگے پھر یہ تیر پیکان سے

ہر اک مشتاق کی آنکھین لگی رہتی ہین ڈیوڑھی پر
نہین دیکھا در دلدار کو خالی نگہبان سے

۲۲۳	فصیحان جہان سے شہرۂ اعجاز مصحفی ہی سخنگوئی کی عاشق داد ملتی ہی سخندان سے	۲۲

باغ جہان مین سو کہ کے ہم بارور رہے
یون سر رہے نخل خشک پہ جیسے ثمر رہے

وہ مہروش رہی جو مقابل تمام شب
داغ جگر بھی چار پہر تک قمر رہے

سودا نہو تو یار بھی پرسان حال ہو
صحرا کو مین نہ جاؤن تو آباد گھر رہے

گشتگی نے خاک کیا ہمکو اس لیے
ریگ روان کی طرح ہمیشہ سفر رہے

لو ہم سنائین گے نہ شب غم کی داستان
اچھا بتا و اتنے دنون تم کدھر رہے

بوسے لیین تو یون لب و دندان کو چوسیے
یاقوت کا نہ رنگ نہ آب گہر رہے

اسکو تو آنکھ مارین اشارہ نہ اوس سے ہو
اونکی نگاہ پر جو ہماری نظر رہے

جانے دیا نہ خط نے ذقن تک یہ طرح
ہم زہر کھا کے آج لب چاہ مر رہے

دکھلا دو زلف کو تو بنا دون کلابتون
بل کھا کے بال بال پہ تار نظر رہے

پوچھا نہ کچھ کہا نہ وہ آئے نہ مین گیا
یہ چار داغ دل پہ مری عمر بھر رہے

پھیرا کرون کبھی جو مہینون کے بعد بھی
ہوتی نہین خبر کہ کہان تھی کدھر رہے

مجنون سی بھی سوا مین رہا دشت نجد مین
دیکھ بدن مین سر پہ مرے جانور رہے

ٹوٹے تپ فراق مین داغون سی ہاتھ پانون
کثرت سی شاخ نخل بدن مین ثمر رہے

لچکی کمر جو زلف کے ہلنے سے یون کہا
یا یہ بلای زلف رہے یا کمر رہے

نخوت کی یہ دوا یہ علاج غرور ہے
آئینہ میرے قلب کا پیش نظر رہے

کیا سوے خواب مرگ سی بدتر یہ خواب تھا
تم اپنے گھر گئے تو یہان ہم بھی مر رہے

پستان سخت سے ہے قد یار بے مثال
وہ نخل ہے کہ خام ہمیشہ ثمر رہے

بل ہین کمر کے بال مین گیسو کی بیچ سے
سیدھی رہی جو زلف تو سیدھی کمر رہے

بجھ بجھ گیا چراغ یہ گھر مین وہان گھٹا
گیسو مری نگاہ مین جو رات بھر رہے

دست جنون کو قصد جو دامان شب کا ہو
پنجے مین آفتاب کے جیب سحر رہے

دن کو کہین پھرے وہ رہی شب کو میرے گھر
غیرون کے آفتاب ہمارے قمر رہے

۲۲۴ | عاشق ہوے ہو پیر گیا موسم شباب
اوٹھو سحر ہے خواب مین تم رات بھر رہے | ۱۷

دنیا سے ہی سفر دل مایوس سا تہ ہے
داغ بہار عمر ہے افسوس سا تہ ہے

شب کو جو پیرہن سے نکلتا ہی نور جسم
ہمراہ میرے یار ہے فانوس سا تہ ہے

سنگین دلون کی شوق مین نالان ہوا ہی دل
بت پوجنے کو جاتے ہین ناقوس سا تہ ہے

ای ترک بعد ذبح کے ٹھوکر لگایئے
گو سر جدا ہے حسرت پابوس سا تہ ہے

کوچے سے اونکے ہی دل پر داغ سا تہ ہے
آدم ہون باغ خلد سی طاؤس سا تہ ہے

آواز گریہ سے دل پروانہ کو ہی وجد — باران کا شور جلوۂ طاؤس سا نہ ہے
آزاد ہین فقیر یہ ہم مانتے نہین — بے قید تن ہی روح تو محبوس سا نہ ہے
چپ چپ کر آئے غیر مجھے ہوگئی خبر — دل کیا دیا ہے آپکو جاسوس سا نہ ہے
صدمے اوٹھاے دل کے جو کہنے پہ ہم چلے — اب تجربہ ہوا کہ یہ منحوس سا نہ ہے
خلوت نشین حبیب ہے پروانگی نہین — پروانو آج شمع کے فانوس سا نہ ہے
ہین دل مین داغ ہجر جنازے پہ مور چہل — طاؤس پاس ہی پر طاؤس سا نہ ہے
بیشک حفاظت دل روشن ہی جسم سے — جامہ بدن کا صورت فانوس سا نہ ہے
راہ عدم مین روح نے چھوڑا تو کیا ہوا — دل حبس ہی جسم زار ہی مانوس سا نہ ہے
غربت مین آشنا ہین نہ ہمراہ ہین غریب — جان حزین ہی یا دل مایوس سا نہ ہے
چھلے کا گل چراغ کی صورت ہی جلوہ گر — ہاتہ آستین مین ہی کہ فانوس سا نہ ہے
مغموم دل ہی شہر خراسان سے کیون پہرے — شوق جوار قبر شہ طوس سا نہ ہے

۲۲۵ — عاشق ہمیشہ سر پہ لپیٹے رہو کفن — کپڑون کا غم نہین جو یہ ملبوس سا نہ ہے — ۱۰

کسکی دوا کرون مین کدہر کی خبر رہے — دلکی خبر رہے کہ جگر کی خبر رہے
سنکر صداے آہ کو تمنے اوڑا دیا — یہ کچھ نہین پر اسکے اثر کی خبر رہے
زلف دراز یار نزاکت کو ہے وبال — گیسو بڑہاے سو ہی کمر کی خبر رہے
پرسان حال غیر کی دولت کو ہی قیام — خیر اپنی ہے جو اور بشر کی خبر رہے
دیوار پہاند جائین گے در پہ ہین پاسبان — باہر کا بند وبست ہی گہر کی خبر رہے

پیری مین زاد راہ عدم کا خیال رکھ
اب کوچ ہے قریب سفر کی خبر رہے

اسبند کر کے آپ اولٹے نقاب کو
محفل مین نیک و بد کی نظر کی خبر رہے

خشکی تری کا آپ ہی کیجے ذرا سفر
سوکھے لبون کی دیدۂ تر کی خبر رہے

جو بچ سکے بچایئے سوز فراق سے
اب دل تو پک چکا ہی جگر کی خبر رہے

۲۲۶ عاشق خیال یار مین یون محو ہو جیے
باہر کا ہو خیال نہ گھر کی خبر رہے ۲۷

پونچ جاتی ہین دم مین بند کھولی ہی کمر باندھی
عدم نزدیک ہی انسان کیون زاد سفر باندھے

بری ہین آج کل طرار زلف یار کے تیور
گرہ مضبوط اپنی خوب بالی کا گہر باندھے

جلے دل کو پہنسایا دام گیسوئے مسلسل مین
عبث صیاد پائے طائر بے بال و پر باندھے

یہ کس تیغ نگاہ ناز کا ہے خوف عالم کو
کہ سب کی پتلیان آنکھون کی رہتی ہین سپر باندھے

ہماری عمر گندی باغ عالم مین نہین جانا
کہ کسکے پر کہی صیاد ذوالکے پر باندھے

تلاطم ہی بہت آب دندان مین ان ذقون
مگر لب بند سیلاب یم آب گہر باندھے

نگہ سے قتل ہے مد نظر تو رات کو آنا
نہ ڈھٹ بندی ہی کوئی راہ مین تیغ نظر باندھے

نہ چھوڑی دیدرخ آنکھین نکالی وہ جو غصے مین
نہ یاد زلف مشکین جا بہ مشکین اگر باندھے

عدم کی راہ ہیوا عمال نیک اپنے چھپا لو تم
لٹے گا راہ مین دکھلا کی جوزا دسفر باندھے

ہماری آہ سوزان ذ حفاظت کی تہ ہی گھر کی
مثال شعلۂ جوالہ چکر رات بھر باندھے

مری قاصد پہ کھینچی تیغ یون غصے سی فرمایا
کسیکا نامہ بر آتا ہی کاغذ کی سپر باندھے

کسے ٹوکا کسی نے کیا کسے جھانکا کسنے تاکا
ہزارون آپنے طوفان اگر میری گہر باندھے

نمبر لوزن

نہیں پورین جدا چشمی ہین سب یہ آب شیرین کے
نہین گانٹھین خدا فی بند آب نیشکر باندھے

غزل کی شعر گم ہونے لگے سوجہ سی ہمنے
نہ مضمون دہن باندھی نہ مضمون کمر باندھے

نہ شہری وہ مری گھر چار دن کتنی سماجت کی
گرہین پانون پر بھی ہاتہ بھی دو دو پہر باندھے

نشانہ بن گئی مدت سی ہم تیر حوادث کا
ہمیشہ داغ سودا سی رہا سینہ سپر باندھے

زبردستی کریگا سا سنا شیرین ادا ؤن کا
کمر عقد انامل کی طرح ہے نیشکر باندھے

اندہیرا گنبد مرقد مین منعم کے بلا سے ہو
غریبون کی لحد پر چت کبھی تو ابر تر باندھے

کبھی ہو تیغ ابرو سی جو میری قتل مین دم بھر
صف مژگان ابھی کاجل کی ٹپکی سی کمر باندھے

کہو دیتی ہین وہبا داغ کا ہرگز نہ چہوٹی گا
یہ کہوئی دام دم بھر بھی نہ دامن مین جگر باندھے

چہپایا گھر مین اوس محبوب کو مانند پیغمبر
سر رہ ہمنی مکڑی کی طرح تار نظر باندھے

لبون پر دم تہا مین نے پیٹ مین اس سے ماری چہری
کمر مین آدمی ہتیہار کچہ وقت سفر باندھے

دعای بے اثر مین آہ کو شامل کرون کیونکر
نہین دیکہا کوئی پیوند نخل بے ثمر باندھے

اسیران قفس پر رحم جب صیاد کو آیا
کسیکو ذبح کر ڈالا کسی طائر کی پر باندھے

سوا کہل جائین گی یہ زخم ہین تیغ تبسم کے
ابھی جراح ٹانکی دی نہ پٹی کہینچکر باندھے

سرای دہر مین تقدیر کا یہ حکم جاری ہی
کوئی بیٹہے کمر کہولی کوئی اوٹہی کمر باندھے

۲۲۷

بہر وسا داغ کا کیا ہے جو عاشق دل لڑاتی ہو
لڑائی پر نہین جاتا کوئی خالی سپر باندھے ۳۰

تصدیق دل کو ہی جو کلام مجید کی
وعدی کا اشتیاق ہی دہشت وعید کی

مہ مشکل قفل کی ہی مہ تو کلید کی
کوٹہی ہے چرخ گنج خدائے وحید کی

جو زیست مین سنا تھا زبانی برید کی
مر کر فرشتون سو وہی گفت و شنید کی

داغ جگر کو تیغ نگہ سے ترا شیے
ہو دستخط ٹکٹ پہ نشانی رسید کی

یارب صراط پر ہو توقف مرا قلیل
آئے صدا نہ کان مین ہل من مزید کی

کھینچا قریب تو عرق آیا حجاب سے
اوس گل سے یون گلاب کی ہنکو کشید کی

کرتی نہ کیون نبوت یوسف کا اعتراف
بخشا شباب پیر زلیخا مرید کی

بچتا ئیے گا شکر لب کو چھپا کے آپ
میری زبان اثر مین زبان ہو فرید کی

مجھ مردہ دل سے مانگتی ہین زیست مین مراد
ہو جسم خاکسار کا تربت شہید کی

پردہ یہ تھا کہ پھیر دیے تھان یار نے
دیکھی جو آنکھ مٹ گئی رغبت خرید کی

وصل دوام عشق حقیقی کا ہے پسند
آیت مری زبان پہ ہے حبل الورید کی

ہر شب ہلال ابروے جانان نظر پڑا
ہر صبح مین فی ماہ مبارک مین عید کی

دیدار یار نو کا جو پیکا ہے آنکھ کو
لذت ہے کان کو بھی کلام جدید کی

قاتل کی تیغ او گل کے چلی میرے حلق پر
آہن رباعیین ہین غضب کی کشید کی

کھینچون جو دل سے آہ تو کہتے ہین سوچکر
آواز آشنا ہے مگر ہے بعید کی

دل کشتۂ ستم ہے بدن داغدار ہے
پھولون سے چھائی رہتی ہے تربت شہید کی

مجنون وہ ہون کہ قید تو کیا بچنے مین بھی
سنت کی بیڑیان نہین پہنین حدید کی

گھبرا گیا پہنچ کے وہان کچھ کا کچھ کہا
دل سے گرا جو سانس چڑھی تھی برید کی

طینت مین ہے فساد یہ آئی ہے جبر سے
آدم کی خاک جسم نہین ہے خرید کی

ظالم نہ اختیار پہ مغرور ہو کبھی
کیا چار دن رہی جو حکومت یزید کی

انجام بھی سرور کار کے خیال مین — سمجھے مضرتین بھی دوای مفید کی
ہے لفظ احمد کا بھی مرکب حروف سے — تعریف ہو بسیط وحید و فرید کی
تلوار پاس ہو جو نکلتے ہو رات کو — نص آئی ہے حدید مین باس شدید کی
کچھ قبر مین کفن کے بدلنے کی فکر کر — ہے زیست مین ہوس جو لباس عبید کی
فریاد کا ہے شغل دل داغدار کو — بلبل چمن مین مست ہے اپنی نشید کی
ایسی خوشی ہے قتل کی مجھ دل فگار کو — رنگین کی ہے خون سے پوشاک عید کی
پایہ ہے قتل نامہ جو قاتل کے ہاتھ سے — فریاد بن گئی ہے سلامی رسید کی
مصرع ہوا جو طرح شگفتہ ہے دل مرا — تھی قفل باب طبع کو حاجت کلید کی
سرسبز خون ناب سے ہے گلشن حیات — جاری ہین باغ جسم مین نہرین ورید کی

۲۲۸ — عاشق فلک کا جور فراموش ہو گیا
جب ہم کو یاد آئی شقاوت یزید کی — ۱۹

ربط اگلے وہ کہان لطف ملاقات گئے — وہ زمانہ ترا ہا یار وہ دن رات گئے
باندھکر حال کمر راہ فنا پیش آئی — لیکے ملک عدم آباد مین سوغات گئے
عین حکمت ہے کہلا حال نظر بازی کا — عاشق چشم جو پڑ ہنسے کو اشارات گئے
دل لگی کے لیے دشمن سے بھی جی بہلایا — پاس زاہد کے پے حرف و حکایات گئے
صبح نام کی طرح آنکہ کھلی پیری مین — کیسی غفلت مین جوانی تری دن رات گئے
نیک و بد دہر کے سب یکہ لیے ہفتے مین — آٹھوان دن وہی آتا ہے جہان سات گئے
تو وہ یوسف ہے کہ رویا مین جو دیکھا تجکو — خواب کے پھر نہ کبھی دل سے خیالات گئے

راہ اوس کعبہ ابرو کے ذرا گرد پھرو
ابھی کیون سوے حرم قبلہ حاجات گئے

صورت روح ہوا ضعف سے یہ جسم لطیف
آپ ہم پیش خدا شکل مناجات گئے

پردے غفلت کے جو اوٹھے تو عجب حد ہوا
مثل صوفی کے پئے سیر مقامات گئے

کینچ لائی ہے سر شام مجھے الفت زلف
آپ فرماتے ہین کیون آئی نہ تم رات گئے

تبکدے مین جو برہمن سے نہ مطلب نکلا
کعبے کو دیکھنے زاہد کی کرامات گئے

مال اولاد کو بخشا تو کفن چورون کو
ملک فانی سے بھی کرتی ہوی خیرات گئے

اہل دنیا ہین خفا اہل عدم آزردہ
لیکر آئے تھے نہ لیکر کوئی سوغات گئے

مٹ گئے آپ نہ دنیا کا گھروندا بگڑا
قبر مین لیکے نہ منعم یہ مکانات گئے

خوب سا رو چلے جب روح بدن سے نکلی
گلشن دہر سے ہم دیکھ کے برسات گئے

یاد سی یاد رہی مانگ کی زلفون کی ساتھ
مانگی اوٹھ اوٹھ کے دعا دو دو پہر رات گئے

وصل مین اول شب آج کھلے گا جوڑا
کالی آندھی بھی اک آئی کو ہے کچھ رات گئے

۲۲۹ ہے لحد ایک نشان ملک عدم کا عاشق
بہت اس راہ مین جو یاے علامات گئے ۲۹

وہ راہ راہ عدم ہے جو بادشاہ چلے
برہنہ پا و تہیدست و بے کلاہ چلے

نصیب دید وطن کیا ہو نا توانی مین
جو طول عمر چلے ہم تو عرض راہ چلے

تف درون سے ہوا رات کو سفر منظور
عدم کو فرد عمل کرکے ہم سیاہ چلے

ہماری گور اندھیری جو دور سے دیکھی
چراغ گھی کے جلانے وہ رشک ماہ چلے

بتون نے منہ نہ لگایا جو تمکو دنیا مین
خضاب کرکے کہان شیخ روسیاہ چلے

ذقن کے عشق مین ایدل کشش سی ہاتہ اوٹہا — کہین سناہو کہ پیاسے کی سمت چاہ چلے
وہ ماہ جہانگیر کنوئین مین تو ہو چہ سیماب — اوبل کی چاہ سے باہر کو آب چاہ چلے
کبھی کبھی جو تم آؤ تو دل نہ مرجہائے — ادہر نسیم بہاری بہی گاہ گاہ چلے
ٹپہ ہے نہ تا دم مردن بتون کی دم پہ کبھی — خدا کے فضل سے اچہی یہان نباہ چلے
ملون کی دل کو نہ مٹی مین لو دوالی مین — نہ سوٹہ ہنگے کہین اوس طرف سہاہ چلے
کفن کے بوجہ سے فارغ رہی جو غربت مین — عدم کو لاد کے پشتارۂ گناہ چلے
امید وصل مین گذرا ہے مجکو نیمہ ماہ — اوتر سیے بام سے روز عروج ماہ چلے
ٹبر ہا ہے پنجۂ وحشت جو سوے دامن قاف — اوٹہانے کوہ کو دو تین برگ کاہ چلے
وضو کر گریۂ خوف خدا نے پاک کیا — محیط اشک مین بہتی ہوے گناہ چلے
لحد مین پشت کی جانب چلین ہین سر کی سمت — ہمیشہ پانون سوے دنیا مین رو براہ چلے
ثبوت ظلم صنم خوب ہوگا محشر مین — جو داد خواہ چلا دل تو ہم گواہ چلے
تمہارے ظلم کو بازو کہین گے محشر مین — اوٹہاکے مصحف رخ ہاتہ پر گواہ چلے
پڑے رہے مرے دفتر گناہ کے برسون مین — یہ بار اوٹہا کو فرشتے کبہی نہ راہ چلے
بہشت مین ہین جو حورین تو بت ہین دیر مین خوب — کدہر کی جنبۂ عاشق مزاج راہ چلے
میان جنت و دوزخ رہا کشاکش مین — ادہر ثواب تو لیکر ادہر گناہ چلے
تمام عمر ہماری جو ضعف مین گذری — نہ آنکہ کھولی نہ اوٹہے کبہی نہ راہ چلے
جگر پہ داغ رہا رخصت جوانی کا — یہ رنج ہے کہ وہ عشرت کو سال ماہ چلے
کوئی رفیق نہ دیکہا ہے کوے قاتل مین — عدو کے قبضے مین بے یار و بے پناہ چلے

وہ ناتوان ہین بیٹھا وہی جو اپنے تخت پہ تو
ہماری نام کا سکہ نہ بادشاہ چلے

یقین ہو جو شب غم مین صبح ہونے کا
ابھی نسیم سحر بنکے میری آہ چلے

جلو مین تیرے چلین گرتے پڑتے ہمسے زار
جریب بنتی ترے آگے دیرگاہ چلے

سنین قیام قیامت تو جائین فریادی
قیامت آئے اگر تیرا داد خواہ چلے

امید ہمرہے دل ڈرا نہ تھی ہمکو
میان محکمۂ حشر بے گواہ چلے

۲۳۰ قریب مرگ ہین عاشق مگر نہ چھوڑ اعشق
اخیر وقت مین ہم وضع کو نباہ چلے ۲۷

عجب طرح کی صفائی مرے غبار مین ہی
رہ دیکھتے ہین کہ آئینہ رہگذار مین ہی

عنان توسن نفس اپنے اختیار مین ہی
مزا پیادہ روی کا کہان سوار مین ہی

یہ بے سبب کے نہین زور شور آندہی کا
ہماری خاک کا ذرہ کوئی غبار مین ہی

فراق دل مین یہان تک تو سینہ کوٹا ہی
کہ نیلگون کفنی جسم سوگوار مین ہی

لیا ہی خون بہت گیسوون نے گردن پر
بہائے مشک لہو نافۂ تتار مین ہی

نہ آؤ گور غریبان پہ فاتحہ پڑھنے
ہر ایک طرح کا مردہ یہان مزار مین ہی

ہزار بار پھرا گرد ناقۂ لیلی
کبھی نہ آپ نے پوچھا کہ کس قطار مین ہی

سرور بادۂ دولت کبھی مجھے نہ ہوا
یہ غم رہا کہ بہت در دسر خمار مین ہی

چھپائے ہون تن خاکی مین داغ دلکی چمک
یہ آفتاب قیامت ابھی غبار مین ہی

کیا ہی دل نے مرے شکوۂ ستم ہر گز
بہت جری ہین مگر ایک یہ ہزار مین ہی

تپ درون ہی مرے بند بند مین ہی کشمک
جو استخوان ہی وہ کانٹا سا جسم زار مین ہی

بتایا تمنے جسے اوسکا یہ ہوا شہرہ
شہنشہ قبر مین ہے یا ولی مزار مین ہی

کہنچے تو صورت تیزاب رنگ کو کاٹے
فیلسب کی آب تری تیغ آبدار مین ہی

ہوا کے جھوکون سے ہوتا ہے نقشا رنگ اڑ
مثال نکہت گل روح جسم زار مین ہی

ہوگئی نہ مرجھائے وصل مین اے حور
گل بہشت ہی جو پھول تیرے ہار مین ہی

ہمارے صبر کے خرمن پہ آگئی آفت
فروغ برق غضب آنسوؤن کے تار مین ہی

مرے طریق پہ چلتا ہے اہل ایام
عنان فرس کی بیان دست شہسوار مین ہی

فراق عیسی لب مین ہی آہ آتش زا
شرارے کیون نہ اوڑین جان ہر شرار مین ہی

بتان ہند کا سکہ پڑا خدائی مین
کہ حصر حسن کی دولت اسی دیار مین ہی

لکھنؤ کے لوگ مری قبر پر یہ کہتے ہین
یہ شوق جو ہے دل بیتاب اس مزار مین ہی

جو استخوان ہین تنکے تو داغ صورت گل
جنون سے ہیئت گلدستہ جسم زار مین ہی

چمن کی یاد نہ بھولے گی آج مستون کو
صدا سرود کے مانند آبشار مین ہی

کہلے گا روح جو نکلے گی جسم خاکی سے
سوار منزل ہستی ابھی غبار مین ہی

عبث ہی فاتحہ پڑھنا قبور پر واعظ
سوای جسم و کفن روح کس مزار مین ہی

نہ باغبان کا تصرف ہوا نہ دخل خزان
بہار خلد مرے جسم داغ دار مین ہی

سفر سے پھر کے نہ پایا وطن مین یارونکو
کوئی نکل گیا باہر کوئی مزار مین ہی

۲۳۱ | سوای یاد خدا کچھ نہ ذکر ہو عاشق
زبان چلتی ہے دل جب تک اختیار مین ہی | ۲۱

لب شیرین سے چٹ کر خون دل شربت کا پیالا
ترا غم اے طلائی رنگ سونے کا نوالا ہے

تردد میرا ہر دم تلاش سبد جشن نو مین
دل بجوں کے بدلہ مری سینے مین چھالا ہے

خدا ہون آرزو پر خواہش دل کا مین عاشق ہون
مرا معشوق ہی سب سے جدا گورا نرالا ہے

ترقی ہے اطاعت سے تقرب ہی عبادت سے
دعا مقبول درگاہ خدا مین بول بالا ہے

بہلتا ہی دل ناشاد لطف زیست ہی اس سے
بہت مدت سے مین نے درد کو پہلو مین پالا ہے

مکان کہنہ کی صورت بدن ہی ضعف پیری سے
رگون کا جال میری جسم مین مکڑی کا جالا ہے

طلب بوسہ جو کرتا ہون تو کہتی ہین نہ اٹھرو
ہنسی ہی دل لگی ہی کھیل ہی ہنسہ کا نوالا ہے

نہ آئے آشنا بیمار گریان کی عیادت کو
کہ دروازہ ہی پہ جو کچھ ہی وہ ندی ہی نالا ہے

لباس فقر مین ہی میری صورت تیری آنکھون مین
سیہ کملی ہی سر پر اور بچھا مرگ چھالا ہے

ترقی اس سے لڑکون کو ہدایت ہی جوانون کو
مرا دیوان فن عشق کا مل کا رسالا ہے

مجاور رہو جو بیت اللہ کا تعظیم ہی لازم
ہمارا دل گہر مین خدا کی رہنے والا ہے

جدائی ایک دم ممکن نہین معشوق و عاشق سے
عروس مرگ ہم آغوش ہی چولی نہ چالا ہے

عجب اعجاز ہے تیغ نگاہ ناز دلبر مین
لحد مین جسم کہنہ ہو گیا پر زخم آلا ہے

بناوٹ اور بھی آفت ہی اوس مغرور ہندو کی
دوہی وہ دو ہری ہو ٹوپنہ نافرمان لالا ہے

ہر اک مشکل ہی آسان صبر سے مانند غصے کے
نظر آتا ہی پہلے کوہ آخر کو نوالا ہے

وہی صورت وہی رنگت وہی ہیئت وہی خصلت
فلک نے کیچلی مین سانپ کی رنگون کو ڈالا ہے

مجھے کیونکر نہ ہو اے ناصحو قدر اپنے رونے کی
کہ ظل اشک چشم تر مری گودی کا پالا ہے

بڑھا کر آپ اپنے قتل کا سامان کیا ہمنے
تری مژگان کا نشتر اے حیا جو دیکھا بھالا ہے

نہین آتی ادھر سے وہ کسے جا تکون کس تاکون
مرا تار نظر اب دیدۂ روزن مین جالا ہے

دوبالا کیون نہو حسن قمر سے نور گالون کا
کہ ہالے ہی کہین لیوے تری کانون کا بالا ہے

۲۳۲
نہ یہ لفظین نہ یہ مضمون نہ یہ پیرایۂ بندش
ہمارا طور عاشق سب کے طورون سی نرالا ہے
۱۴

دولائی کا جو آنچل آپ نی سینے پہ ڈالا ہے
ہمین دھوکا یہ ہوتا ہے کہ نارنجی دوشالا ہے

یہ ملبوس کدا پوشاک سی منعم کی اعلا ہے
کہ اسکے صبر کی بدری مین استغنا دوشالا ہے

میسر وقت پر جو ہو وہی اعلی سے اعلا ہے
محبت آگ ہی جاڑی مین ہی کملی دوشالا ہے

لبا میں سبز منعم سے یہ سرسبزی مین اعلا ہے
بدن پہ اپنے نقش بوریا کا ہی دوشالا ہے

ترقی مجکو دونی ہو گئی اس خاکساری سی
مری چادر دولائی ہو مری کملی دوشالا ہے

مری ہین سب خدائی مین جتونکی سرد مہری سے
کہ ہر صندوق پر مردی کی دیکھا ہی دوشالا ہے

دل افسردہ کیا حاصل ہی پوشاک تجمل سے
نہین مردی کو راحت گو جنازی پر دوشالا ہے

بسر ہو جاتی ہی دونون کی دونون گرم رہتی ہین
کسیکے سر پہ کملی ہی کوئی اوڑھے دوشالا ہے

کدورت سی صفا سی فرق ہو جاتا ہی تہ مین
انہین بالون سی بنتی ہین وہ کملی یہ دوشالا ہے

ملا ہی خلعت نو باغ مین باد بہاری کو
کہ زیب دوش سرو نکہت گل کا دوشالا ہے

تجمل سی نکلتی ہین مگر خاک اوڑتی ہی گہر مین
نہین ہی قبر مین کملی جنازی پر دوشالا ہے

پسے جاتی ہین ساری تہ انکے صندوق کے اندر
جنازی پر ہمارے کیا کوئی بھاری دوشالا ہے

کمر مین لنگ سر پہ خاک تن پر گرد گہر زندان
مجھے ٹیکا ہی شملہ ہے لبادہ ہی دوشالا ہے

۲۳۳
دوشالہ باندھ کر جاوے مین عاشق گر صحبت کی
کر قافیہ دیوان کا خلعت دوشالا ہے
۲۷

بلا مین دا لکر افسوس ہی حسرت ہی سکتا ہی
مرا دل چاک سی پہلو کے میری منہ کو تکتا ہی

چلے ہو تم جو گلگشت چمن کو پا نہ نازک ہو
قبائے گل کا دامن بار شبنم سے مسکتا ہے

کرام کاتبین ہیں یا کہ تصویریں ہیں کاغذ ہوں
تمہری تحریر قسمت دیکھکر دونوں کو سکتا ہے

زمین و آسمان کا فرق ہے اوس ماہ سے تمسے
جہر دکھون ہیں نظر آتا ہے یا تارا جھلکتا ہے

سوال وصل کو سنکر خفا ہوکر یہ کہتے ہیں
یہ دیوانہ جب اپنی پر ہیں آجاتا ہے بکتا ہے

خدا حافظ ہے اوس سو کر کا راہ چلنی ہیں
اودہر چوٹی لٹکتی ہے ادہر گیسو لٹکتا ہے

صدا آتی ہے میرے دل سے یا ہر جوش خون تپ
لہو جلتا ہے یا پانی رگ ہیں جس طرح پکتا ہے

انہیر تک لحد کے گھر سے مشکل ہے پہنچ جانا
یہ منزل کا لکوسون ہے مسافر ہیں تکتا ہے

کہ ملتی نہیں اوس گل کی ہوئی ہے سی تصور کو
مسافر بے تپے جاتا ہے رستی ہیں بھٹکتا ہے

ہزارون کروٹین لیتا ہون اس پہلو سے اوس پہلو
جگر ہیں درد آتا ہے اگر دل سے سرکتا ہے

بتا دیتے ہیں میرے دل کا ساکن عرش اعلے کے
نظر آتا ہے پلے سے جو انگارا دہکتا ہے

خرابی ہے دل مجروح کی کیا سخت جانی ہے
عجب یہ مرغ بسمل ہے کہ برسون سے پھڑکتا ہے

نظر آتا ہے مے ہیں چاند عکس روی ساقی ہے
خط پیمانہ ہے یا تار چاندی کا دہکتا ہے

جھپک جاتی ہیں آنکھون سے ہے طفل اشک کو راحت
پلک پڑتی ہے جیسے کوئی لڑکی کو تھپکتا ہے

صدائے نالۂ شبگیر سے ہے برق اندازی
پلک جلتی ہے جیسے دور سے توڑا چمکتا ہے

تماشا گاہ وحشت ہوگیا سودے کا کل ہیں
چمن پھولا ہے داغ جسم سے جنگل مہکتا ہے

کلیجہ رشک سے پکتا ہے دل جلتا ہے حسرت سے
ادہر پھوڑا لپکتا ہے ادہر شعلہ لپکتا ہے

یہ ساقی پر ہوئے مائل کہ بھولا دین دنیا کو
جوانی نشہ ہے لیکن کوئی ایسا بہکتا ہے

لہو دل ہیں بھرا رہتا ہے ہر دم اشک آنکھوں ہیں
نہ یہ شیشہ لوٹھکتا ہے نہ یہ ساغر چھلکتا ہے

کسی دن آئے گل خوبی بہار اپنا نکالین گے
نصیبون مین بہار دیکھین کانٹی سی اٹکتا ہی

جراحت دل کی تازہ ہو گئی چشم خمار ی سے
مزا دیتا ہی جتنا زخم کا انگور پکتا ہے

نکل جائی کہین یہ روح تن سو دم کی گھٹنی مین
چلین تکیے وہ زانو سر کے نیچے سے سرکتا ہی

بدن کی ٹہیان جل جل کی چونہ ہو گئین شاید
جہان پڑتا ہی آب اشک سارا جسم پکتا ہے

ضعیفی مین بدن کی جھریان ہین چال کی صورت
جہان جامہ ہوا کہنہ ہراک جا سے سرکتا ہے

قریب خط ہی ابرو یا خضر تلوار کھینچے ہین
غرض جوہر کی اس شمشیر مین سبزہ لہکتا ہی

تعلی کی ہی یہ مضمون عالی کی تجسس مین
کہ پائی نکلتی اب خار سدرہ کا کھٹکتا ہے

۲۳۴

کسی کا محو رخ تنہا عالم ارواح مین عاشق
برے اچھے عمل کیا ہون ازل سے اسکو ملکتا ہی

۱۵

بھری ہی کان مین ہر گل کی داستان میری
فصیح تر کہین بلبل سے ہی زبان میری

ملا کوئی نہ زمانے مین دوسرا دشمن
حسود جا کے شکایت کری کہان میری

ہوئی ہی میری فصاحت زبان زد عالم
سخن سخن ہی مرا اور زبان زبان میری

رہا بہشت مین چرچا جو میری قصے کا
بڑی ہی فسانہ محشر سے داستان میری

نہ منتفع ہوا دشمن بھی میرے مرنے سے
وہ ہڈیان ہین ہما کی یہ ہڈیان میری

مرا بیان نہین ترجمہ ہے مصحف کا
زبان یار سے ملتی ہے کچھ زبان میری

شب فراق نہوتی تو گل کے کیون مرتا
نصیب زاغ نہوتین یہ ہڈیان میری

ستم خزانی سے مین جان حزین پہ تہا ہون
وہ دل لگا کے جو سنتے ہین داستان میری

فلک ذرا ور بھی پیسا کیا جانتک شکر
یہ زندگی ہے مگر بہر استخوان میری

نہ کچھ گلون سی ہی مطلب بلبلون سی غرض
عبث تلاش مین پھرتا ہی باغبان میری

جہان مین اور نہین کوئی قصۂ دلچسپ
جہان سنو وہین ہوتی ہی داستان میری

عروج فکر کا ہوتا ہی کمنۂ مشقی سے
ہوا جو پیر طبیعت ہوئی جوان میری

کیا ضعیف بہت جلد دور فرقت نے
بہار حسن صنم کی ہوئی خزان میری

مری طلب سی یہ بوسے ملی تو وصل کی شب
خموش رہیے نہ کہیو اسیے زبان میری

۲۳۵ مباحثے کا ارادہ مین کیا کرون عاشق
زبان یار کہان اور کہان زبان میری ۲۶

صدا فریاد کی آتی ہی چاک سینۂ گل سے
چمن مین کوئی گل پیرہن نہ گلچین غنچہ لب سے

ہر اک شی کی جہان مین قدر ہوتی ہی تقابل سی
اوسی لطف ترقی ہی بڑہا ہو جو تنزل سے

گرفتاری وہ آفت ہی کیا گو ضبط نالے کو
صدا فریاد کی نکلی شکست بال بلبل سے

ازل سے سد باب صحبت محبوب کرتا تہا
ترقی ہو گئی غیرون کو حضرت کی تجاہل سے

غبار جلوہ گہ مین ہو نہ باغ خلد آتی ہے
چمن فردوس کا کہلاتا ہی نقش نعل بلبل سے

ہوا آٹا سی پسکر استخوان جب دو رگردون مین
ملا تب قرص نان داغ دل خوان توکل سے

مرے داغون مین ہی گلزار ابراہیم کا نقشہ
بظاہر آگ ہی لیکن چمن ہی کثرت گل سے

یہ بعد دفن بہی دریا بہایا اشک کا مین نے
شفا بہ قبر کے تختے ہوی ہین تختہ پل سے

خبر پائی چمن سی کاکل دلدار کی ہمنے
لگایا تار برقی تار تار زلف سنبل سے

فقیرون کا ہی تکیہ اپنے اعضا پر ضرورت مین
نکلتے ہین غنی کی کام غیرون کی تکفل سے

مغنی کی کبہی نوبت نہ آئی بزم جانان مین
دماغ ایسا پریشان ہو گیا شیشے کی قلقل سے

سنا ہو کل زر سے ہوتی ہو قوت بصارت کو
جہان مین لوگ کیون ہو جاتے ہین ہیلی ندیہ تمول سے

ہمیشہ راستی کا آپ کو دعوی رہا لیکن
نہ نکلا کج طبیعت سی نہ نکلا پیچ کاکل سے

خیال ابرو عشاق مین کیسی جسارت کی
سمندر پر نکالی راہ تیغ آہنی پل سے

بنا کر بال کا چھلا مقید کر لیا سب کو
اشارہ ہے کہ وابستہ ہو محفل تار کاکل سے

نہ پچتانا پڑی تعجیل کیون ہو قتل عاشق مین
یہ جھگڑا خون کا ہو کیجیے لیکن تامل سے

کسی گل پیرہن کی کل چمن مین آمد آمد ہو
روش پر صبح کو چھڑکا وہو گا خون بلبل سے

جو عشق گل مین نالی کرتی آپ جل جاتی
چمن مین بقیہ تقش نکلتا خاک بلبل سے

تمہاری حسن کا پلہ ہو مہر و ماہ سے بھاری
زمین و آسمان کا فرق ہو میزان ہو تل سے

گرا مین پانون پر اونکی گری وہ پانون پر میرے
اوٹھانی کو جھکے تھے جھک گیا سر بار کاکل سے

کلام بی محل پر صاحبان ظرف ہنستے ہین
عیان ہو خندہ می بزم مین شیشی کی قلقل سے

بہار آئی چمن مین بزم مین اک شور برپا ہو
وہان قمری کی کوکو سی یہان شیشی کی قلقل سے

قناعت کی اوسی پر جان کر اکسیر سے بہتر
اگر اک خاک کی چٹکی ملی بابت توکل سے

گذرگاہ جہان سی ہم گذر جانی کے طالب ہین
غرض ہو فقر سے ہمکو نہ مطلب ہے تمول سے

خزان مین بھی تصور کل کا آنکھون مین ہا ایسا
نہ نکلا بنکے پتلی دیدہ گریان بلبل سے

رقیبون مین گھری عاشق زبان جسطرح دانتون مین
خدا حافظ یہ مجمع کم نہین سوزی کے چنگل سے

۲۳۶ ۲۵

پھر اب کی سال جنون رسا بہار آتی ہے
ہوا کی ناقے پہ لیلی سوار آتی ہے

ہماری آنکھ سے بادا آشنا آتی ہے
عوض مین اشک کے بانی کی دھار آتی ہے

پھر آج موت کا سامان ہو کل سے بچے تو کیا
وہی بلائے شب انتظار آتی ہے

نہیں یہ نجد میں ہر دم ہوا کی سنسناٹے
تلاش قیس میں لیلیٰ پکار آتی ہے

پیادہ گھر سے چلو ہیں جو کوئے قاتل کو
چڑھی وہیں سی گلو پر سوار آتی ہے

وداع یار سی تنہائی کا ملال نہیں
شب فراق مری غمگسار آتی ہے

بہار داغ محبت سے دل ہے مستغنی
سوال گلشن جنت سے عار آتی ہے

سمجھ لے شاہد گل رخصت عروس بہار
نسیم صبح چمن بے قرار آتی ہے

گلوں میں لطف نہیں جب سے کل گئی نکہت
یہ روح جامۂ تن کو اوتار آتی ہے

تماشہ گاہ بہار عدم یہ ہے بے قید
گلے سے طوق بھی قمری اوتار آتی ہے

خدا سی وصل صنم کی دعا معاذ اللہ
مری دعا سے اجابت کو عار آتی ہے

کریم وہ ہے کہ جودے کے منفعل خود ہو
کرم کو مدحت سائل سے عار آتی ہے

ہوا میں تنگ نکیرین سے تو یہ بولے
ابھی تو پرسش روز شمار آتی ہے

دعا قبول یقینی ہو کون سی ہے گھڑی
کبھی وہ رات بھی پروردگار آتی ہے

بہت تڑپتا ہے راتوں کو دل تو کہتا ہوں
ٹھہر کہ صبح شب انتظار آتی ہے

مجھے مٹا کے صفائی ہو کیا رقیبوں سے
ہوا میں ہوئے میرا غبار آتی ہے

کراہتا ہے جو زلفوں میں دل تو کہتی ہیں
کہیں صدائے غریب الدیار آتی ہے

طلب ہے یار کے دربار میں ہزاروں کی
امید ہے کہ ہماری بھی بار آتی ہے

صلاح جسمیں ہے بندوں کی تو وہ دیتا ہے
تری حضور دعا شرمسار آتی ہے

کبھی جو فکر میں رکھتی ہو سر کو زانو پر
طلب میں نکہت مشک تتار آتی ہے

صفا

بہار باغ دل داغ دار ہے کیسی — نہ بوے گل ہے نہ صوت ہزار آتی ہے
تمہاری خال سیہ کی وہ تیز ہے تریاک — جما ہے دیکھ کے بے اختیار آتی ہے
ہزار بار چھٹے پر نہ روسے گل دیکھا — ہمیشہ قید مین ہم کو بہار آتی ہے
دہک زمین مین ہوتی نہین ہے چلنے سے — صدائے گریۂ اہل مزار آتی ہے

۲۳۷ — بہک نہ جاے کہین تو پکارے عاشق / تری تلاش کو موت اے نزار آتی ہے — ۱۳

بدلی منیہ کی بادہ برسے فصل گل کا جوش ہے — ہو خم گردون لبالب مجہ سا دریا نوش ہے
کب ہی ہم کب جیے محشر ہوا ہی یا نہین — صور اسرافیل فی پھونکا تہا اتنا ہوش ہے
کیا سبب فریاد بلبل کا اثر ہوتا نہین — باغ مین جو گل نظر آیا سراپا گوش ہے
میکدہ سے بڑہ کی کیفیت کہان لذت کہان — جس طرف منہ اوٹہ گیا آواز نوشا نوش ہے
دست نازک سے نہو کا قتل وحشی آپ کا — جسم لاغر اندنون داغون سے جوشن پوش ہے
سر مین اوس سفاک کے شانہ کرے تو قتل ہو — کہتی ہے مشاطہ سر کسکو وبال دوش ہے
شعلۂ رخسار جانان پر پڑے کیونکر نگاہ — دیدۂ مشتاق کا پلکون سے گہر خس پوش ہے
ناتوانی سے نہایت قتل کا مشتاق ہون — بار ہے گردن کو سر گردن وبال دوش ہے
مین جہان اوپنچا نہین اوپنچا فروغ مہر و ماہ — سیر صحرا مین چراغ عقل تک خاموش ہے
بہ گیا دریا خلش سے ایک نوک خار کی — کسقدر خون کف پا کا جنون مین جوش ہے
خال کا تارا نہ دیکھا ایک جسم صاف پر — یار ہی ترک فلک کی شکل اطلس پوش ہے
ناتوان ہون فکر سر کا نہین گلگشت مین — آتش گل سے بدن کا پوست بالا پوش ہے

۲۳۸	یار سے عاشق مقابل ہوگیا گلگشت مین وہ اگر پہولون سی ہے داغون سی یہ گل پوش ہے	۱۶

گفتگو سنتے کو اونکی دل سراپا گوش ہی — چاک سینے کا نشان حسرت آغوش ہی
غیر دردی مے خم گردون مین بخشی کی نہین — میری سر مین اب ہوای بادہ سرجوش ہی
ایک ذرہ خاک کا پہنچا نہ کوے یار مین — کیا غبار اپنا ہوا کو بھی وبال دوش ہی
بے جنبازی کے سیحا سی نہ اوٹھے گا یہ زار — روح اپنی چار عنصر کو وبال دوش ہی
کیا شب فرقت کی صدمے سی جھکا ہون جلد مین — جو کلاہ سرتہی کل تک آج وہ پاپوش ہی
میری نالون سی قیامت آگئی ہے دیر مین — حکم اسرافیل کو پہنچا تہا پر خاموش ہی
بن تری ای گل چمن مین ہی عجب افسردگی — آتش گل سی چراغ لالہ تک خاموش ہی
چہاتیون پر جاے حیرت ہی کٹوری یار کی — کس حفاظت کی لیے سرپوش پر سرپوش ہی
وصل مین سیماب کی صورت نہین اونکو قرار — جب اٹہایا گود مین خالی مرا آغوش ہی
وصل مین لپٹا نہین سکتا نزاکت سے اوی نہین — کہتے ہین وہ یہ فشار قبر یا آغوش ہی
ہین سخنگو بزم مین شوخی سی آنکہین یار کی — بات اولٹی ہی نزاکت سی دہن خاموش ہی
حیرتی ہون روشنی گہر مین مری آتی نہین — خانہ تصویر مین جو شمع ہی خاموش ہی
لاکہ محشر آرزوے وصل مین ہو جائینگے — مرگ یوانی ہے جو کہولی ہوی آغوش ہی
نے کی صورت بنگئی ہین پوست گہل کر استخوان — ہڈیون مین بعد مردن بہی فغان کا جوش ہی
صبر کی تاثیر ہے افزون کہین فریاد سی — ای بتو قہر خدا میرا لب خاموش ہی

ای سیحا رشک کی جا ہی خبر لیتے نہین

۲۳۹ آج عاشق سے عروس مرگ ہم آغوش ہے ۲۰

الفت کچھ آج کی نہین قاتل کی ساتھ ہے
مدت سے شوق قتل مرے دل کی ساتھ ہے

بیٹھے ہو تم تو سینۂ شفاف مین مرا دل
مانند عکس یہ بھی مقابل کی ساتھ ہے

لاکھون فروغ عاریتی سے چمک گئے
جس طرح روشنی مہ کامل کی ساتھ ہے

چین جبین کو قرب ہے ابروی یار سے
ناخن بھی ایسے عقدۂ مشکل کی ساتھ ہے

دیکھا نہ درد کا بھی کسی ایک سے نباہ
ہمراہ ہے جگر کے کبھی دل کی ساتھ ہے

ہمکو پسند جیسے ہین ہمدرد کے کلام
کیا دل کو عشق شور غنا دل کی ساتھ ہے

نالہ نکل گیا جو کبھی زلف ہل گئی
جھنکار کی طرح یہ سلاسل کی ساتھ ہے

رکھا ہے رخ کو اوس بت کم سن نے ہاتھ پر
تازی ہے بات رحل حمائل کی ساتھ ہے

لیلی کا ساتھ قیس نے چھوڑا نہ دشت مین
مانند گرد یار کی محمل کے ساتھ ہے

رخ پر نشان بوسہ جو دیکھا تو غم ہے کیون
یہ داغ عارض مہ کامل کی ساتھ ہے

زخم جگر مین کاوش مژگان کا ہے خیال
نشتر بھی ایک آبلۂ دل کی ساتھ ہے

دونون کھنچین گے یار جو کھینچے گا جسم سے
پیکان اوسکے تیر کا ابرو کی ساتھ ہے

امید دید یار سے مایوس ہو نہ قیس
جھونکا ہوا کا پردۂ محمل کی ساتھ ہے

نزدیک لب کی سبزۂ خط کی نمو ہوئی
آب حیات ابتو ہلاہل کی ساتھ ہے

سنگ مزار ہاتھ ہے سینے پہ ضعف سے
بیمار ہون مین دق بھی مخجسل کی ساتھ ہے

ظاہر مین ساتھ چھوٹ گیا بعد قتل کے
مقتل مین تن ہے روح تو قاتل کی ساتھ ہے

دیکھو اوٹھا کے آئینہ پندار کیا ضرور
لطف غرور یار مقابل کی ساتھ ہے

ہے جی سی مجکو شوق برون سی نباہ کا — مدت ہوئی کہ درد مرے دل کو ساتھ ہے
عقدہ جہان ہی عقدہ کشا ہی وہان ضرور — ناخن بھی ہین گرہ جو انامل کو ساتھ ہے

۲۴۰ — پہرتا ہی جاے دفن کی عاشق تلاش مین — ۲۱
مرتا ہی اسکو عشق یہ منزل کو ساتھ ہے

عمر گذرے تو مرے ضعف کی تصویر کھنچے — نوجوان شکل جو کھنچ جاے بدن پیر کھنچے
کیا قتیل نگہ یار کی تصویر کھنچے — زخم کھنچ جاے تو کس رنگ سی یہ تیر کھنچے
سانپ کیطرح پلٹ پڑتا ہی یہ غصے مین — دیکھ مشاطہ نہ گیسوے گرہ گیر کھنچے
ہم تو آخر ہوے اونکی نگہ اول مین — بعد مرنے کے کلیجے سی کئی تیر کھنچے
چکنی باتین نہ کرو صبح کو منہ دھوتی مین — تیل پانی کی نہ آئینے مین تصویر کھنچے
چلتا ہی ناوک مژگان کشش ابرو سے — بند ہو جائیگا دیکھو نہ بہت تیر کھنچے
کھیل لڑکون کا نہین آہ جگر دوز انکی — نوجوانون سے نہ اتنا فلک پیر کھنچے
دربدر بستۂ زنجیر پریشان احوال — پھرتے ہین عاشق گیسوی گرہ گیر کھنچے
اک نظر دیکھون جو اوسکے مژہ و ابرو کو — تیر ترکش سے کھنچے میان سی شمشیر کھنچے
جھک کے ملتی ہین ضعیف اور یہی مغرورون سے — خم ٹمانون مین سوا ہوتا ہی جب تیر کھنچے
جب لٹتی ہین نقاب آپ تو آتا ہی حجاب — بے حجاب آپکی کس شکل سی تصویر کھنچے
کچھ مداوا نکرے زخم جگر کا جراح — دل نکل آئے گا ہمراہ اگر تیر کھنچے
رونق محفل ایجاد ہے نقشہ تیرا — چاہیے شہر مین گھر گھر تری تصویر کھنچے
نظر بد سے تجھے دیکھو تو کھینچون وہ آہ — دار پر ترک فلک بھی پئے تعزیر کھنچے

آپ سے نقشہ پوشاک ہین ہر طرفہ بہار
کھینچیین وہ مال کی تصویر تو کشمیر کھنچے

ہمسے کاہیدہ بھی کھنچ جائین ابھی پہلو مین
روغن کاہ رباسے جو وہ تصویر کھنچے

فرقت خنجر ابرو مین جو ہو بادہ کشی
قتل کو موج مئے ناب کی شمشیر کھنچے

ہون وہ تفتیدہ جگر تیغ ہو جلاد کی کند
دہن زخم مین آب دم شمشیر کھنچے

داغ کر آپ کسی روز ہوائی دیکھین
میری آہ دل پر سوز کی تصویر کھنچے

ایک ابرو جو ہلا دل نہ ہوا دو ٹکڑے
ایک شمشیر کھنچی دوسری شمشیر کھنچے

۲۴۱ سال بھر گھر مین بسر ہو نہ کبھی عاشق کی
خود بخود دل طرف روضۂ شبیر کھنچے ۱۶

شب وصال مین چونک اوٹھی وہ سویری سے
نہون نصیب کسیکے الٰہی میری سے

وہ ناتوان ہون کہ ہے آنکھ کھولنا مشکل
ہزارون آتی ہین چکر نگاہ پھیری سے

جو شب کو جاؤن تو کہتے ہین دن ہے آنا
سحر کو کہتے ہین کل آیئے سویری سے

شب وصال گذرتی ہے کس بکھیڑے مین
کہ روشنی سی ہے شرم اونکو ڈراندھیری سے

ملا ہے آنکھ کا بوسہ پھرے جو گرد اونکے
ہرن شکار کیا ہمنے آج پھیرے سے

وہ تیرہ بخت ہون وہ جہانگرد سے
سیاہ خانہ جو دیکھا ڈرے اندھیری سے

طناب خیمۂ گردون کو کاٹ دونگا مین
قیامت آئیگی نکلے جو وہ نہ ڈیرے سے

جدہر کا قصد کیا مین نے پھر کے روکی راہ
وہ آئے لاکھ سماجت بہت سا گھیرے سے

ہمیشہ کوچۂ گیسو مین کی بسر مین نے
بھلا مین خاک ڈرون قبر کے اندھیرے سے

ہمارے دل کو وہ لیتے ہین پھیر دیتے ہین
کہ نرخ مال کا گھٹ جائے کچھ تو پھیرے سے

تمہاری کاکل شبرنگ مین ہو طائر دل
اوڑائیے نہ اسی شام کو بسیری سے

بُلایا صبح کو تمنے تو شب سے آیا مین
نہ آئے تم مرے گھر مین کبھی سویری سے

غضب ہی آپ کی مژگان تیزہ بانکی فوج
نگاہ صاف نکلتی ہی کیسی گھیری سے

فسون چلا نہ کسی کا تمہارے گیسو پر
یہ سانپ وہ ہی نہ پکڑا گیا سپیری سے

ہمارے تیجے سی اوٹھکر نہ باغ مین جانا
چلے نہ باد خزان یار پانون پھیری سے

دکھایا رخ کو کمر کی لچک نے اے عاشق
۲۴۲ ہلی جو زلف نکل آیا چاند اندھیری سے ۱۷

محفل کے دل کھلین نہ کلام ملول سے
رونق چمن مین خاک ہو مرجھائی پھول سے

پُتلی اوٹھاتی ہے گل عارض سی یون مرے
رس پیتی ہی ذباب عسل جیسی پھول سے

جتنا گھٹایا رخ کو ترے بڑھگیا فروغ
مصحف کی جسطرح ہوئی شہرت نزول سے

موے دراز یار کا ہے مختصر یہ حال
اب آپ وہ اوجھتی ہین زنفون کی طول سے

تیغ نگاہ یار کے آگے نہ جایئے
بچتا ہے آدمی کہین سینے کی ہول سے

قاصد نے کیون پیام زبانی بھلا دیا
ابلاغ حکم بت نہین ہوتا رسول سے

قدرت خدا کی ہی تری چہری مین رنگ و بو
یاقوت ہی جو لب ہین تو عارض ہین پھول سے

جوش جنون مین قفل در یار کیا ہی مال
زنجیر کھینچون پٹ اوکھڑ آتی ہین چول سے

غیرون سی ہوئی کھیلو تو مین یہ اوڑا خاک
دروازہ آپکا ابھی پٹ جایی دھول سے

پلہ ہزار تیر دعا نے کیا تو کیا
کوسون ابھی ہے دور نشان قبول سے

کیا مختصر یہ ناصح فاضل کا ہے جواب
اچھا نہین کلام بڑھانا فضول سے

جس سے کہ آسمان و زمین نے ابا کیا
اوٹھا نہ وہ بار عشق کا مجھسے جھول سے

سودائے چشم یار مین جن کو بھگا دیا
جھپکی کبھی نہ آنکھ مری چشم غول سے

پرسش کو آئے رحم جو دل مین سما گیا
پیدا یہ اتحاد ہوا ہے حلول سے

گو آسمان نے مجکو چڑہایا گرا دیا
خصلت ہوئی ملک کی صعود و نزول سے

اوٹھا ہو کچھ بھی لطف تماشا تو وہ کہون
پوچھو نہ باغ دہر کو مجھ دل ملول سے

۲۹ | عاشق غم حسین مین بہتے ہین میرے اشک
اس غم کی آبرو کوئی پوچھے بتول سے | ۲۴۳

محرم طلائی آج نظر آئی یار کی
بازی نظر نے سونے کی چڑیا شکار کی

سب گرد ہین یہ آب ہو دندان یار کی
مٹی خراب ہو گہر آبدار کی

نہ نظر ہوئی مجھے پا پوش یار کی
تقدیر ان دنون مین یہ چمکی ہے تار کی

بالیدگی نہ پائی جو پستان یار کی
یہ غم ہوا کہ شق ہوئی چھاتی انار کی

مست فنا ہوا جو گیا نشۂ وجود
رہتی نہین صدا ہے شکست خمار کی

رونے سے میرے گر گئی دیوار قہقہہ
یہ سیل کاٹ دیتی ہے جڑ کوہسار کی

کیا اعتبار تن کے عناصر مین خاک کا
دیوار ہے یہ خانۂ ناپایدار کی

تابوت پر نہ آئے نہ پوچھا حیات مین
پیدل کی کیا سنین نہین سنتے سوار کی

آہستہ چلیے گور غریبان ہے راہ مین
برباد خاک ہو نہ کسی خاکسار کی

پیسا یہ آسمان نے کہ ٹوٹی ہین پسلیان
ایذا اوٹھائی زیست مین دل نے فشار کی

آسائش وطن کی نہین قدر آپ کو
سنیے مصیبت ایک غریب الدیار کی

وحشت ہوئی تو نہین بھی جو دیکھا مرا جنون
مانند جیب اوڑھنی بھی تار تار کی

ہوتا ہے سنگسار جو مین بہار مین
تقدیر پھوٹی ہے شجر میوہ دار کی

تیرے سے دانت دیکھ کے یہ دل مین کٹ گیا
کشکول بن گئی گہر شاہوار کی

جی بھر کے چشم یار کو دیکھا یہ ایک پل
برسون کشک رہی مژۂ آبدار کی

مجھ دل جلے کی خاک سی باقی ہین آگ لوگ
زیر زمین سلگتی ہے لکڑی مزار کی

جوش جنون مین شب کو جو دیکھی ہے چاندنی
سمجھا یہ گرد راہ ہے اوس شہسوار کی

کینچا جو تار زلف تو رنگ اڑ گیا اور
ٹوٹی کمند طائر رنگ بہار کی

آنسو بہا جو یار کا دیکھے سے میرا حال
سو جھی مجھے ستارۂ دنبالہ دار کی

بیمار ہون تصور پستان یار مین
تیمار درد سر کا ہے پتی انار کی

رحم آگیا جو آئے فرشتے مزار مین
پرسش جو ہمسے کی تو دل بیقرار کی

مشتاق وصل یار کا باقی رہا نشان
غالب سمیت جوڑ دین اینٹین مزار کی

آنکھین جھکا کے سنتے ہین شعر میرے لوگ
بجلی چمکتی ہے سخن آبدار کی

گل رو کوئی حسین نظر آتا نہین ہین
رت ایسی پھر گئی چمن روزگار کی

تار نگاہ تار نفس تار جان نزار
حاضر یہ سب ہین مشق جو کیجے ستار کی

اینٹھن ہے عشق زلف سے اعضاے جسم مین
مشتاق ہڈیان ہین لحد کے فشار کی

سو کے جو اشک آب لحد پر سے کم ہوا
چڑھتی نہین اوترتی ہے چادر مزار کی

کیسی تمام شہر مین لرزے کی ہو دھوم ہے
کیا میری آہ گرم ہوا ہے بخار کی

عاشق مجھے یہ خوف ہے نقطے کے نام سے

۲۴۴ کوڑی کو بھی نہ لی کبھی تاڑی کٹار کی ۱۴

عضو تن اونکے خراطے ہین کسی اُستاد کی
پیٹ پر سیلی نہین جوہر ہین یہ شمشاد کے

کُند ہی تیغ نگہ رونے سے مجھ ناشاد کے
آب اشک چشم سے تیور بجھے جلّاد کے

مین نے حیرت سے نہ دم مارا نہاتی دیکھکر
غسل سے اونکی وضو ٹھنڈ ہی ہوی فریاد کے

فصد مجھ وحشی کی جو لیتا عوض ملتا اوسی
ہاتھ کٹ جاتی لہو کی دھار سے فصاد کے

مین نے وحشت مین بدن سے جا بجا جھاڑی ہی خاک
وہ منارے ہین رہ دشت جنون آباد کے

معترض ہون مین رقیبون کی کلام پوچ پر
بندہ پرور ذکر کیا ہین آپ کی ارشاد کے

کسقدر مشکل ہی میرے آئنہ رو کی شبیہ
صاف اوتر جاتی ہین چہرے پانی و بہزاد کے

چھپ گئی نظرون سے دم مین کیسی کیسی گلبدن
کیا شگوفے تھے نہال گلشن شداد کے

کیا مناسب خم ہوا انکا کسی موزون بال مین
شعر ہین ابروی جانان مین کسی اُستاد کے

غم خوری سے مٹ گیا لطف بہار زندگی
خوب پھل کھائے نہال گلشن ایجاد کے

کوہکن کے ہاتھ سے تیشہ ہوا ایسا تہ تنگ
سنگ کو بدلی کیے ٹکڑے سر فرہاد کے

کام دنیا سے نہین یہ مشغلہ ہے آہ کا
کیا حواس خمسہ اپنے حرف ہین فریاد کے

لے اوڑی دل کو ہوائے سیر نیا ئی دنی
کیا چلے جھونکے نسیم گلشن ایجاد کے

وصل ہے مدنظر عاشق مرے جلّاد کو
قتل نامے سے کہلے فقرے مبارکباد کے

تمت

قطعہ تاریخ طبع مکرر دیوان جناب غفران مآب نواب میرزا والاجاہ بہادر المتخلص بہ عاشق تصنیف حکیم محمد علیخان متخلص بہ مسیحا

ہوا مطبوع جب دیوان عاشق — کہا دل نے کہ بستان سخن ہے
زہے نواب والاجاہ کی فکر — کہ ہے جو لفظ وہ جان سخن ہے
ہے اک اک شعر رشک نخل طوبیٰ — عجب شوکت عجب شان سخن ہے
مسیحا نے پئے تاریخ فی الفور — لکھا باب گلستان سخن ہے
۱۲۹۱ ھ

ایضاً

وہ حضور جناب والاجاہ — تھے دیار سخن کے شاہنشاہ
نوذعی المعی بلیغ زمان — افصح ہند غیرت حبان
اونکا مطبع مین جب کلام چھپا — باغ گویا کھلا معانی کا
کاکل حور ہین جو اوسکی سطور — صاف کاغذ بھی ہے سراپا نور
بے خزان جسنے وہ چمن دیکھا — ہو اجاری زبان پہ صل علے
ای مسیحا ہو جس سے سال عیان — لکھو باغ و بہار اب دیوان
۱۲۹۱ ھ

بسم الله الرحمن الرحیم

غزل های فارسی

۱۳

سر نشد هیچکس از بی سر و سامانی ما
جمع شد خاطر یاران ز پریشانی ما

سجده ها در تو و جد است گرد ید
زحمتی خاک کشیدست ز پیشانی ما

حال ما را طلبی آئنه بردار و نگر
مے تراود ز رخ آئنه حیرانی ما

قصه های سر زلف تو بهر شب گفتم
یک سر موے نه کم گشت پریشانی ما

نکهت زلف تو سرمایهٔ طاقت باشد
بالد از عنبر موقوت روحانی ما

مدتے شد برخے چشم تماشا نه کشود
بسکه آئینه خجل گشت ز حیرانی ما

اضطراب غم دل جان بسلامت نگذاشت
بشکند موج تعب کشتی طوفانی ما

بلبل ناطقه از باغ جهان دل تنگ ست
گلشن خلد سزد بهر غزل خوانی ما

پاگذاری بسر قبر چو همراه رقیب
جوشد از خاک لحد سر که پیشانی ما

دشت پر خار چنون گلشن جنت گردد | حلهٔ خلد شود جامهٔ عریانی ما
محفل تهنیت آراست بجای ماتم | عید کرد آن بت بی رحم ز قربانی ما
این سبکروی ما طرفه بساطی چیده است | پرد از دوش هوا تخت سلیمانی ما

۲ | چه جفاها نه کشیدیم بدنیا عاشق
داشت سامان بلاخانهٔ مهمانی ما | ۹

آغشته است ز اتش فرقت غبار ما | سیماب مے پرد سر خاک مزار ما
دارد چمن ز بادهٔ گلگون بهار ما | آواز قلقل ست نشید هزار ما
ساکن نگشت بعد فنا اضطراب دل | پیچد درون شیشهٔ ساعت غبار ما
تشبیه طول عمر خضر هم ز کوتهی ست | خندد بروز حشر شب انتظار ما
ثابت قدم ز جا نرود بعد انقلاب | پل بسته است بر سر دریا غبار ما
از چاک چاک تن صدف دل لبالب ست | نیسان تراود از مژهٔ اشکبار ما
در برکشیم شعله رخے را به آرزو | از سوز سینه سیر نگردد کنار ما
ای بت سواد هند و خال رخت زود | فیض صفاست صبح شب انتظار ما

۳ | عاشق بخوان دگر غزل شوخ تر ازین
همت طلب ز خامهٔ آهو شکار ما | ۱۱

امروز گو نماند نشان مزار ما | فردا رسد به گنبد گردون غبار ما
پاے سنے به ناز اگر بر غبار ما | سایه به اوج چرخ سر افتخار ما
بین لاله زار شد مژهٔ اشکبار ما | خون مے تراود از رگ ابر بهار ما

خوکرده ایم با غم صبر آزمای تو — آسوده گی رمد دل بی قرار ما
فیضی ز رنگ روی تو داریم از ازل — گل شد اگر ز سنگ جدا شد شرار ما
حل کرد عقده ها فلک از ناخن هلال — بارے اشارتے ز غلط هم بکار ما
حفظ غزال چشم تو محراب ابروست — باشد حریم کعبه پناه شکار ما
ما یافتیم وجه عنایات ساقیا — آزرده ز شور شکست خمار ما
آبے بروے کار بیاریم بعد مرگ — ریگ روان شود به پئے توتیا ر ما
گر یافت شیر دایه ابر بهار گل — خون مے مکند خار ز پائے فگار ما

۴ — عاشق ز عشق شهره آفاق گشته ایم / خواهیم آن دلے که نیاید بکار ما — ۱۱

لعل لب هیجان دهد خون دل افسرده را — غیر عیسی کے کسے هشیار سازد مرده را
یافتم از غفلت احوال دل افسرده را — هر کسے در خواب می فهمد کلام مرده را
تخته هاے دل باشکم ریخت هیچ یم ازان — مے شمارم نقش هاے موج دریا بزده را
مصرفان راه توسط میروند از حادثات — یاد مے آید سبق طفلان سیلی خورده را
من ز جان بیزارم و یاران ملامت مے کنند — این چنین درد هر دل جوئی کنند آزرده را
بعد مردن آبرو دارند اصحاب کرم — در متاع خود نهند هر شخص ابر مرده را
زندگی در تنگنائے دهر با عسرت گذشت — مے فشارد تنگے مرقد دگر افسرده را
باختم نرد وفا در خانه آوردم ترا — فرصت از حد می شود انسان بازی برده را
طائر نو رنگه از گریه ام بیکار شد — قوت پرواز گم شد مرغ باران خورده را

یک سبو خوردم شراب دُرد بر رو باقی بماند		تشنگی ساکن نگردد آب دریا خورده را	
۵	تیزی شمشیر ابروزا تش رخسار رفت عاشق آخر آب سوزد تیغ آتش برده را		۱۲
ظاهر مبین که هست مقام دگر مرا		خواند قوم قوم بنام دگر مرا	
زآسمان منازل پارینه گشته اند		معراج ده باوج مقام دگر مرا	
در خلقت بشر نبود با ضعیفیم		هان آفریدهٔ بنظام دگر مرا	
در زلف ره زنان بکشاکش فتاده ام		از دام مے کشند بدام دگر مرا	
لب دوختم چو زخم من از اعتراض غیر		مشکل زبان چه دخل بکام دگر مرا	
خون جگر خورم عوض باده ناصحا		تکلیف سیدهی بحرام دگر مرا	
با چشم التفات بده باده ساقیا		سرشار کن زنشهٔ جام دگر مرا	
مفریب با تواضع ظاهر که داده اند		از بهر بوسے لطف مشام دگر مرا	
پابندی نظارهٔ رفتار یار من		رخصت نداد دیدهٔ حرام دگر مرا	
امشب ز اضطراب جگر تا رجان گسست		شوق تو مے کشید بشام دگر مرا	
در بزم خاص خویش نشاندی رقیب را		جا دادهٔ بمجلس عام دگر مرا	
۶	عاشق ز لطف ساقی خود چشم دوختم جامے بغیر دادهٔ و جام دگر مرا		۱۱
خون گشت دل از قطع امید سحر امشب		اغلب که ترا دوبه سر شکم جگر امشب	
افزود صفایت به صفای قمر امشب		لغزید بر خسار تو پاے نظر امشب	

تا شعلهٔ رخسار تو بد در نظر امشب
چون شمع نیاسود ز آتش جگر امشب

ای شوخ نمودی چو تغافل گر امشب
فریاد که خون گشت دلم دی جگر امشب

ما عمر خضر صرف تمنای تو کردیم
در حسرت آنیم که آئی مگر امشب

تا مست مئی ناب بآغوش من آمد
از نخل قد یار بچیدم ثمر امشب

دی از نظر روی تو دل سیر نه گشتم
لطف ست اگر لطف نمائی دگر امشب

ثابت شده تا صبح نه جنبید ز جایش
حیران تماشاست که بوده قمر امشب

رخسار تو در حلقهٔ گیسوی پریشان
بنمود تماشای به عقرب قمر امشب

چون شد که مرا از درت امروز براندی
داری تو مگر قصد بجای دگر امشب

۷ عاشق سحرم پیچ کس از دوست نه پرسید ۱۴۰
موئی کمرش بود چو پیش نظر امشب

ز سوز سینهٔ چاکم اثر نمی آید
که دود سوختهٔ جانان بدر نمی آید

فغان گهی ز دلم بدر نمی آید
چنانکه از لب زخم الحذر نمی آید

ز مژگ بر دل زارم خطر نمی آید
بجز خیال تو امشب دگر نمی آید

به نور جلوه سیه خانه ام نشد روشن
ز آه سوخته قسمت اثر نمی آید

با نتظار گذشتن تمام شب مشکل
ز خویش میروم آن شوخ اگر نمی آید

ز دیدن همه آفاق چشم پوشیدم
کسیکه دل طلبد در نظر نمی آید

کشود کار ز شیرین سخن مدار امید
که کار ناله از نیشکر نمی آید

بطول هجر تو حیرت فزود دوش دانستم
ز دهشت شب فرقت سحر نمی آید

رسید بر لب تو حرف شور بختی ما
چنین نمک بسخن از شکر نمی آید

قساوت دل آن سرو در شگفت انداخت
که کار سختی سنگ از شجر نمی آید

بانتظار جواب تو رفت کار از دست
رسید پیک اجل نامه بر نمی آید

اگر بوصل من زار خلوتی خواهی
بیا بسینه چاکم دگر نمی آید

بسنگ تفرقه برداشتم ز دنیا دل
بگرمی که گهی از شرر نمی آید

۸ | به هجر لب نه گشودن به ناله آسان نیست
بگو بغیر ز عاشق اگر نمی آید | ۱۱

جلوه با زلف دوتا خواهی کرد
حشر در حشر بپا خواهی کرد

مدت العمر جفا ها دیدم
کی فریبم که وفا خواهی کرد

نام خود را چو مسیحا گفتی
چشم دارم که دوا خواهی کرد

چون سوال نظر لطف کنم
تیر از شست رها خواهی کرد

مست مے باشی و من هم باشم
باز بینم که حیا خواهی کرد

دل صد چاک بپیشت آرم
شانهٔ زلف رسا خواهی کرد

اول از لطف فریبی مارا
بعد بینم که چها خواهی کرد

بوسهٔ دادی و گفتی از ناز
قرض دادم که ادا خواهی کرد

گوش دادی چو بحرف اغیار
دانم آن را که بما خواهی کرد

قتل روزی که ز دستت نایم
پنجه رنگین بحنا خواهی کرد

عاشق از وصل نصیبت ندهند

۹	عمر گر صرف دعا خواهی کرد	۱۳

در نمازم نجد ابرویش نظر روی تو بود
شرف سجده ام از کعبهٔ ابروی تو بود

رو بهر کو که نمودم دل من سوی تو بود
پیش هر کس که شدم جلوه از روی تو بود

تیر از شست رها کرد و به قربانش من
از تجاهل بلب آورد که پهلوی تو بود

یاد ایام که سحر نگهت شهرت داشت
سامری را سبق از نرگس جادوی تو بود

بعد مردن چو مرا داخل جنت کردند
چشم وا کردم و دیدم که سر کوی تو بود

کشتهٔ غمزه نازت اثر سم دارند
زهر افعی ز ازل سمهٔ ابروی تو بود

رنگ وحدت سبب راحت ما بد بجنون
سر بهر سنگ نهادیم چو زانوی تو بود

هر دم از وصل تو در هجر همی دارم یاد
این لبم بالب و این سینه به پهلوی تو بود

در شب وصل چو آئینه بحیرت ماندم
عرق شرم و حیا تا سر زانوی تو بود

شرح احوال سر زلف درازت محال
هان مگر طول شب هجر چو گیسوی تو بود

سر به جیب افگن و احوال جهان را بگو
جام جم هم لقب کاسهٔ زانوی تو بود

پیش ازین ملت و مذهب بجز الفت کیش بود
قبلهٔ هر دو جهان کعبهٔ ابروی تو بود

خرمن جان جهان برق نگاهت میسوخت
عاشق افتاده چو خاشاک سر کوی تو بود

مخمس

فرخا نور خدا و شرف جملهٔ نبی
جبذا ختم رسل انت بامی و ابی

اے خوشا مولد و ما وا و معلی نسبی | مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جان باد فدایت کہ عجب خوش لقبی

اے موخر بتو بخشید خدا اقدم را | بہر ایجاد تو ایجاد کند عالم را
گوا اضافت باب ابن رسیدہ ہم را | نسبتی نیست بذات تو بنی آدم را
بر تر از عالم و آدم تو چہ عالے نسبی

حسن صورت چہ کنم عرض فدایت جانم | افضل از بوالبشر و غیرت یوسف خوانم
این چہ حرون ست ترا نور خدا می دانم | من بیدل بہ جمال تو عجب حیرانم
اللہ اللہ چہ جمال ست بدین بوالعجبے

دل پر دردم رخ زردم بس منفعلم | عقل خود را ز خود آزردم و بس منفعلم
بہ تعلے بلقبے بردم و بس منفعلم | نسبت خود بسگت کردم و بس منفعلم
زانکہ نسبت بہ سگ کوی تو بس بی ادبی

ما ہمہ تفتہ روانیم و تو ئے آب حیات | ما ہمہ سوختہ جانیم و تو ئی آب حیات
ما ہمہ خشک زبانیم و تو ئی آب حیات | ما ہمہ تشنہ لبانیم و تو ئی آب حیات
لطف فرما کہ ز حد مے گذرد تشنہ لبے

اے خوشا تربۂ ارضے کہ پذیری تو مقیم | مرجع خلق شود مہبط وحے و الہام
تا قیامت نرود منفعت عام مقام | نخل بستان مدینہ ز تو سرسبز مدام
زان شدہ شہرۂ آفاق بہ شیرین رطبی

بہ فدائے تو شود روح و دل و جان بنگر | بنگر ای سبب عالم امکان بنگر

جرأت عرض بخشا و بدینسان بنگر | چشم رحمت بفگن سوی غریبان بنگر

اے قریشے بقبے ہاشمے و مطلبے

کے باوج شرف ذات تو ادراک گذشت | نور خالق شدی و اسم تو از خاک گذشت
باکشافات عناصر همه تن پاک گذشت | روز معراج عروج تو ز افلاک گذشت

بمقامیکه رسیدے ندرسید هیچ نبے

یا محمد عربیاً مدنیاً قرشے | لطف کردی بمن عاشق زار و خاطے
چه شود گر سخنم در حق دیگر شنوی | سیدی انت حبیبی و طبیب قلبی

آمده سوی تو قدسی پئے درمان سلمے

تتمه

قطعه تاریخ طبع مکرر دیوان جناب نواب میرزا والاجاه بهادر طاب الله ثراه
وجعل الجنة مثواه المتخلص به عاشق طبع زاد منشی ذهن پت رائے
مختار سرکار نواب میرزا مهدی حسین خان بهادر خلد الله حشمته وابد عظمته

بوصف خوبے دیوان عاشق | زبان وا صف مطلبیت قاصر
چه پرسیدم سن طبعش ز هاتف | ندا آمد بگو منظوم نادر

۱۲۹۱ھ

وله

دیوان بے مثال عالی جناب عاشق | مطبوع شد مکرر با خوبی و لطافت
کردم چو فکر سال هجرے برای طبعش | آمد ندا ز هاتف گو گلشن متانت

۱۲۹۱ھ

قطعه تاریخ طبع دیوان از شیخ اشرف علی متخلص به اشرف

بفضل حق عجب مطبوع گردید
نوشته کلک اشرف بهر سالش

بیان شاعر شیرین مقالے
کلام عاشق نازک خیالے

۱۲۹۱ھ

خاتمة الطبع

الحمد لله الذی خلق الانسان وعلّمه البیان که این دیوان فیض نشان حسب فرمایش افصح فصحاء العصر فی کشف الاستار ابلغ بلغاء الدهر فی انشاد الاشعار حاجی حرمین الشریفین زائر حضرت ابا عبد الله الحسین افضل الزمان اکمل الدوران نواب میرزا مهدی حسین خان بهادر متخلص به فکر دام اقباله وزاد ارتقاوه خلف نواب جنت مآب میرزا والاجاه بهادر انار الله برهانه ونور مرقده باهتمام بنده بیچدان ضعیف البنیان محمد عبد الواحد خان ولد محمد مصطفے خان مرحوم در سعد زمان و احسن اوان رونق طبع یافته وبتاریخ غره شهر ذی الحجه ۱۲۹۱ هجری حلیه اختتام پوشیده

مطبوع طبائع شاعران روزگار و مرغوب ضمائر ناظمان امصار

گردید فقط

۸۹/۴/۳۱۵ ـــــ ع - ف

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔

۱۰۲۱۳۷

فیض نشان